امور تعلیم و تربیت میں جدید ذرائع ابلاغ کا کردار:

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ

تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی، علوم اسلامیہ

مقالہ نگار

محمد سعید

پی ایچ ڈی سکالر

رجسٹریشن نمبر:709-PhD/IS/F17

نگران مقالہ

ڈاکٹر نور حیات خان

ایسوسی ایٹ پروفیسر

شعبہ اسلامی فکر و ثقافت نمل، اسلام آباد

شعبہ اسلامی فکر اور ثقافت

فیکلٹی آف سوشل سائنسز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

جنوری، 2025ء

امور تعلیم و تربیت میں جدید ذرائع ابلاغ کا کردار:

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ

تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی علوم اسلامیہ

مقالہ نگار

محمد سعید

پی ایچ ڈی سکالر

رجسٹریشن نمبر:PD-IS-AF-17-ID012

نگران مقالہ

ڈاکٹر نور حیات خان

ایسوسی ایٹ پروفیسر

شعبہ اسلامی فکر و ثقافت نمل، اسلام آباد

شعبہ اسلامی فکر و ثقافت

فیکلٹی آف سوشل سائنسز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز، اسلام آباد

سیشن۔2017-2024ء

©(محمد سعید)

بسم الله الرحمن الرحيم

منظوری فارم برائے مقالہ و دفاع مقالہ

(Thesis And Defense Approval Form)

زیر دستخطی تصدیق کرتے ہیں کہ انہوں نے مندرجہ ذیل مقالہ پڑھا اور مقالے کے دفاع کو جانچا ہے، وہ مجموعی طور پر امتحانی کارکردگی سے مطمئن ہیں اور فیکلٹی آف سوشل سائنسز کو اس مقالے کی منظوری کی سفارش کرتے ہیں۔

مقالہ بعنوان: امور تعلیم وتربیت میں جدید ذرائع ابلاغ کا کردار: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ

The Role of Modern Media in matters of Education and Training: A Review in the Light of Islamic Teachings

نام ڈگری: ڈاکٹر آف فلاسفی علوم اسلامیہ

نام مقالہ نگار: محمد سعید

رجسٹریشن نمبر: 709-PhD/IS/F17

ڈاکٹر نور حیات خان
(نگران مقالہ) ____________________ دستخط نگران مقالہ

ڈاکٹر ریاض احمد سعید
(صدر شعبہ اسلامی فکر وثقافت) ____________________ دستخط صدر، شعبہ اسلامی فکر وثقافت

پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض شاد
(ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز) ____________________ دستخط ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز

میجر جنرل (ر) شاہد محمود کیانی (ہلال امتیاز ملٹری)
(ریکٹر نمل) ____________________ دستخط ریکٹر نمل

تاریخ ____________________

حلف نامہ فارم

(Candiate Declaration Form)

میں محمد سعید بن عبید اللہ

رول نمبر PD-IS-AF-17-ID012 رجسٹریشن نمبر 709-PhD-IS-F17

طالب علم، پی ایچ ڈی، شعبہ اسلامی فکر و ثقافت، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز (نمل) اسلام آباد حلفاً اقرار کرتا ہوں کہ

مقالہ بعنوان: **اُمورِ تعلیم و تربیت میں جدید ذرائع ابلاغ کا کردار: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ**

The Role of Modern Media in matters of Education and Training: A Review in the Light of Islamic Teachings

پی ایچ ڈی علوم اسلامیہ کی ڈگری کی جزوی تکمیل کے لئے پیش کیا گیا ہے، اور **ڈاکٹر نور حیات خان** کی نگرانی میں تحریر کیا گیا ہے، راقم الحروف کا اصل کام ہے، اور یہ کہ مذکورہ کام نہ تو کہیں اور جمع کروایا گیا ہے، اور نہ ہی پہلے سے شائع شدہ ہے اور نہ ہی مستقبل میں کسی ڈگری کے حصول کے لئے کسی دوسری یونیورسٹی یا ادارے میں میری طرف سے پیش کیا جائے گا۔

میں اس بات کو جانتا ہوں کہ ایچ ای سی (HEC) اور نمل (NUML) علمی سرقہ کے حوالے سے عدم برداشت کی پالیسی پر سختی سے عمل پیرا ہیں۔ اس لیے میں بطور مقالہ نگار اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ یہ میرا ذاتی علمی کام ہے۔ اس مقالے میں کوئی بھی حصہ سرقہ شدہ نہیں ہے، اور میں نے جہاں سے بھی کسی علمی کام کو شامل کیا ہے اس کا باقاعدہ حوالہ دیا ہے۔ میں اس بات کا بھی اقرار کرتا ہوں کہ اگر میرے مقالے میں کسی قسم کا سرقہ پایا جائے تو یونیورسٹی میری ڈگری کو ختم کرنے / واپس لینے کا اختیار رکھتی ہے۔

نام مقالہ نگار: محمد سعید

دستخط مقالہ نگار: ____________

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز، اسلام آباد

Abstract

This research undertakes a comprehensive and critical examination of the multifaceted roles that modern media play within the intertwined domains of education and Al Tarbiyah, employing Islamic teachings as a guiding framework. The study investigates the extent to which contemporary communication tools, diverse digital platforms, and ubiquitous social networks are shaping the educational landscape, influencing moral and ethical development, and impacting the core values that underpin society.

The study assesses the compatibility of these technological developments with fundamental Islamic principles, considering issues such as ethical content consumption, responsible online behavior, and the preservation of cultural identity.With its diverse capabilities, modern media has become integral to all societal sectors, making it indispensable. It plays a vital role in enhancing education and training, contributing to both individual and societal development.

This review brings together existing academic literature and empirical data to offer a nuanced approach to maximizing the benefits of modern media for educational development. It considers strategies for promoting ethical considerations, mitigating potential risks (such as exposure to misinformation or harmful content), and promoting digital literacy among students, teachers and parents. The study addresses important questions related to curriculum development, teacher training, parental involvement, and the ethical governance of online educational resources, all within the context of Islamic values.

Ultimately, this research seeks to provide a robust, ethically-grounded framework for policymakers, educators, and community leaders, enabling them to harness the power of modern media in ways that cultivate knowledgeable, responsible, and morally upright individuals who are prepared to contribute meaningfully to both their local communities and the globalized world, while remaining firmly rooted in Islamic values and principles.

Key words:

Education, Al Tarbiyah, New Modern media, Islamic Values, Islamic Teachings

ملخص

یہ تحقیق جدید ذرائع ابلاغ کے متنوع کردار کا ایک جامع اور تنقیدی جائزہ پیش کرتی ہے، جو تعلیم اور تربیت پر اثرانداز ہو رہے ہیں۔ یہ مطالعہ اسلامی تعلیمات کی بنیاد پر استوار ہے اور جدید ذرائع ابلاغ کے مختلف پلیٹ فارمز کے ذریعے تعلیمی ماحول میں آنے والی تبدیلیوں، اخلاقی و تربیتی اثرات اور معاشرتی اقدار پر پڑنے والے اثرات کا گہرائی سے تجزیہ کرتا ہے۔

یہ تحقیق تجزیاتی انداز اپناتے ہوئے جدید میڈیا کو تعلیمی میدان میں شامل کرنے سے پیدا ہونے والے مُثبت و منفی اثرات کا جائزہ لیتی ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ کے مُثبت اثرات میں معلومات تک آسان رسائی، تدریسی طریقوں میں جدت، تنقیدی سوچ کو فروغ دینا، اور اشتراکی (collaborative) تعلیمی ماحول کی تشکیل شامل ہیں۔ ساتھ ہی طلبہ، اساتذہ اور والدین کی ذاتی، سماجی، تعلیمی اور دینی معاملات پر مرتب ہونے والے منفی اثرات کا تجزیہ کیا گیا ہے، جن میں تحقیقی و تنقیدی سوچ کی کمی، توجہ اور یکسوئی کا فقدان، صحت کے مسائل، حقیقی سماجی تعلقات کی کمی اور دینی و اخلاقی بگاڑ شامل ہیں۔

یہ تحقیقی مقالہ پہلے سے موجود علمی تحقیقات، اعداد و شمار اور مختلف عملی مثالوں کو یکجا کرتے ہوئے جدید میڈیا کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تعلیم کے لیے مؤثر بنانے کے طریقوں کی وضاحت کرتا ہے اور ان خطرات (جیسے غلط معلومات یا مضر مواد کی رسائی) سے بچاؤ اور اخلاقی رہنمائی کو فروغ دینے کے عملی طریقے بھی تجویز کرتا ہے، اور اساتذہ، والدین اور طلباء میں ڈیجیٹل شعور پیدا کرنے کی ضرورت کو اجاگر کرتا ہے۔

اس مطالعے میں آئندہ تحقیق کے لیے مؤثر موضوعات کی نشان دہی بھی کی گئی ہے، اور ساتھ ہی تعلیمی نظام میں میڈیا کے ذمہ دارانہ استعمال کے لیے پالیسی سفارشات بھی دی گئی ہیں۔ تحقیق کے اہم پہلوؤں میں نصاب کی تیاری، اساتذہ کی تربیت، والدین کی شمولیت، اور آن لائن تعلیمی ذرائع کی اخلاقی نگرانی شامل ہیں، اور ان سب کا جائزہ اسلامی اقدار اور سماجی ضروریات کے تناظر میں لیا گیا ہے۔ اس تحقیق کا حتمی مقصد ایک ایسا مضبوط تعلیمی فریم ورک فراہم کرنا ہے جو جدید میڈیا کو مؤثر انداز میں استعمال کرتے ہوئے ایسی شخصیات تیار کرے جو اخلاقی طور پر مضبوط، فکری طور پر بالغ اور معاشرے کے لیے مفید ثابت ہوں۔

کلیدی الفاظ: جدید ذرائع ابلاغ، تعلیم و تربیت، اسلامی تعلیمات، اسلامی اقدار

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
i	مقالہ کی منظوری کا فارم(Thesis Acceptance Form)	1.
ii	حلف نامہ (Declaration)	2.
iii- iv	ملخص(Abstract)	3.
v	فہرست عنوانات(Contents Table of)	4.
vi	اظہار تشکر(ACKNOWLEDGEMENTS)	5.
vii	انتساب (DEDICATION)	6.
1	**باب اول: موضوعِ تحقیق سے متعلق بنیادی و تعارفی مباحث**	7.
2	فصل اول: موضوع کا تعارف اور ضرورت واہمیت	8.
13	فصل دوم: سابقہ تحقیقات، جوازِ تحقیق	9.
23	فصل سوم: مقاصدِ تحقیق، سوالاتِ تحقیق اور منہج واسلوب	10.
24	**باب دوم: تعلیم وتربیت اور جدید ذرائع ابلاغ- تعارف واہمیت**	11.
25	فصل اول: تعلیم وتربیت کا مفہوم اور اہمیت	12.
41	فصل دوم: جدید ذرائع ابلاغ کا مفہوم واقسام	13.
54	فصل سوم: جدید ذرائع ابلاغ کی ضرورت واہمیت	14.
78	**باب سوم: جدید ذرائع ابلاغ کے امور تعلیم وتربیت پر اثرات: ایک شماریاتی تجزیہ**	15.
79	فصل اول: جدید ذرائع ابلاغ کے استعمال واثرات کی پیمائش ودرجہ بندی	16.
95	فصل دوم: جدید ذرائع ابلاغ کے امور تعلیم وتربیت پر مُثبت اثرات	17.
114	فصل سوم: جدید ذرائع ابلاغ کے منفی اثرات کا تجزیہ	18.
135	**باب چہارم: جدید ذرائع ابلاغ اور اسلامی تعلیمات**	19.
136	فصل اول: جدید ذرائع ابلاغ کا استعمال اور اسلامی تعلیمات	**20.**
157	فصل دوم: جدید ذرائع ابلاغ پر عملِ نگرانی کا شرعی تجزیہ	21.

180	فصل سوم: تعلیمی وتربیتی مواد کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ	.22
205	خاتمہ بحث	.23
206	خلاصہ بحث	.24
209	نتائج	.25
211	سفارشات	**.26**
214	فہارس	.27
215	فہرست آیات	.28
220	فہرست احادیث	.29
223	فہرست مصادر و مراجع (Sources)	.30

اظہار تشکر

ہمہ قسم کی تعریف اس ذات باری تعالی کے لئے خاص ہے جس نے اپنی رحمت کے ساتھ نہ صرف اس کائنات کو تخلیق کیا بلکہ اس کے نظم ونسق کے عمدہ تدبیر کے ساتھ جاری وساری رکھا۔اللہ تعالی کے احسانات وانعامات کا شمار ممکن نہیں،انہی انعامات میں سے ایک عظیم نعمت زیر نظر تحقیق کے جملہ مراحل کی تکمیل ہے۔اللہ تعالی کے اس احسان عظیم پر جتنا بھی شکر ادا کیا جائے اتنا ہی کم ہے۔اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس تحقیق کے ایک ایک مرحلے پر اللہ کی رحمت میرے شامل حال رہی ہے، تاہم اللہ تعالی نے اپنے نیک بندوں کو اس کا سبب بنایا جن کے تعاون وتناصر سے یہ کام پایہ تکمیل تک پہنچا ہے۔

میں اپنے محسن و مربی اور نگران مقالہ ڈاکٹر نور حیات خان صاحب کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے انتہائی شفقت ومہربانی کے ساتھ ایک ایک مرحلے پر میری رہنمائی کی اور میرے لئے اس کٹھن راستے کو آسان کر دیا۔ میں اس سلسلے میں شعبہ اسلامی فکر وثقافت کے جملہ اراکین، بالخصوص صدر شعبہ جناب پروفیسر ڈاکٹر ریاض احمد سعید صاحب کا ممنون ہو کہ انہوں نے انتخاب موضوع سے لیکر تکمیل مقالہ تک ہمہ قسم کی سہولیات فراہم کیں۔ مزید بر آں میں ان تمام دوست واحباب کا انتہائی مشکور ہوں جنہوں تکمیل مقالہ کے حوالے سے کسی بھی قسم کا تعاون کیا ہے اور مسلسل ہمت افزاء جملوں سے میرے حوصلہ افزائی کرتے رہے ہیں۔ میں اپنے والدین اور بہن بھائیوں کے لئے دعا گو ہوں جنہوں نے مجھے آگے بڑھنے کا حوصلہ دیا اور اپنے اہل وعیال کو بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے اس سلسلے میں میری مصروفیات کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کیا۔

آخر میں میں اللہ رب العزت سے دعا گو ہو کہ میری اس تحقیق کے جملہ معاونین کو اجر عظیم عطا فرمائے، ان کی دنیا وآخرت کی مشکلات کو آسان فرمائے اور ان کی تمام جائز حاجات کو پورا فرمائے۔ امین

محمد سعید

پی ایچ ڈی علوم اسلامیہ

انتساب

اپنے اساتذہ، والدین، بہن بھائیوں، اہلیہ، بچوں، دوستوں کے نام
جن کی رہنمائی، محبت، شفقت اور دعاؤں نے مجھے علم و عمل کی
طرف گامزن کیا۔

باب اول

موضوعِ تحقیق سے متعلق بنیادی و تعارفی مباحث

فصل اول: موضوع کا تعارف اور ضرورت واہمیت

فصل دوم: سابقہ تحقیقات اور جواز تحقیق

فصل سوم: مقاصدِ تحقیق، سوالاتِ تحقیق اور منہج واسلوب

فصل اول: موضوع کا تعارف اور ضرورت و اہمیت اور تحدید

موضوع کا تعارف

تعلیم و تربیت کسی بھی معاشرے کی ترقی اور استحکام کے لیے بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ تعلیم انسان کو علم فراہم کرتی ہے اور اسے دنیا کی پیچیدگیوں کو سمجھنے اور ان سے نبرد آزما ہونے کی صلاحیت دیتی ہے، جبکہ تربیت انسان کے اخلاق و کردار کو سنوارتی ہے، اسے بہتر انسان اور اچھا شہری بناتی ہے۔ ایک متوازن معاشرے کی تشکیل کے لیے ضروری ہے کہ اس کے افراد نہ صرف تعلیم یافتہ ہوں بلکہ ان کی تربیت بھی اسلامی اقدار اور اخلاقی اصولوں کے مطابق ہو۔ تعلیم اور تربیت کا یہی عمل معاشرے کو ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے جس پر ترقی اور خوشحالی کی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔ معاشرتی ترقی کے لیے تعلیم و تربیت کا باہمی تعلق ناگزیر ہے۔ تعلیم صرف کتابی علم تک محدود نہیں، بلکہ اس کا اصل مقصد انسان کی فکری، معاشرتی اور روحانی نشو و نما ہے۔ جب تعلیم کے ساتھ تربیت بھی دی جاتی ہے تو انسان نہ صرف علمی میدان میں کامیاب ہوتا ہے بلکہ وہ اپنے کردار اور رویے میں بھی ایک مثالی شخصیت بن جاتا ہے۔ یہ تربیت انسان کو اچھائی اور برائی کے درمیان فرق کرنا سکھاتی ہے، اور اسے ایک ذمہ دار فرد کے طور پر معاشرے میں اپنا کردار ادا کرنے کے قابل بناتی ہے۔

معاشرے میں تعلیم و تربیت کی اہمیت اس بات سے واضح ہوتی ہے کہ یہ قوموں کے ارتقاء اور بقا کا ذریعہ ہے۔ ایک تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ معاشرہ ہمیشہ ترقی کرتا ہے کیونکہ اس کے افراد مسائل کا حل تلاش کرنے، جدید ذرائع استعمال کرنے، اور بہتر سماجی تعلقات بنانے کے قابل ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس، جہالت اور تربیت کی کمی معاشرتی بگاڑ، بدعنوانی، اور دیگر اخلاقی برائیوں کو جنم دیتی ہے، جو معاشرے کو تباہی کی طرف لے جاتی ہیں۔ تعلیم وتربیت ہر معاشرے کی بنیادی ضرورت ہے۔ کسی بھی معاشرے کے ارتقاء کے لئے تعلیم و تربیت کے عمل کا نہ صرف جاری رہنا ضروری ہے، بلکہ اسے جدید معاشرتی تبدیلیوں اور تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ بھی ہونا چاہیے تاکہ معاشرہ ترقی کی طرف سفر کر سکے۔ اسلامی تعلیمات بھی تعلیم و تربیت پر زور دیتی ہیں، کیونکہ یہ ایک فرد اور قوم کی فلاح اور ترقی کا ضامن ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں تعلیم و تربیت کو ایک مرکزی حیثیت حاصل تھی، اور آپ ﷺ نے اپنی امت کو علم حاصل کرنے کی تلقین کی ہے [1] اسلامی تعلیمات میں عمل کو اتنی اہمیت ہے کہ بے

(1)۔((طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ))، ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی "**سنن ابن ماجه**"، (ریاض: دار السلام، طبع اول 1430ھ)، بَابُ فَضْلِ الْعُلَمَاءِ وَالْحَثِّ عَلَى طَلَبِ الْعِلْمِ، ح224

عمل عالم کو قرآن مجید میں گدھے کی تشبیہ دی گئی ہے[1]۔ تعلیم و تربیت کی یہی اہمیت معاشرتی ترقی، اخلاقی بہتری اور دنیا و آخرت میں کامیابی کا ذریعہ بنتی ہے۔

تعلیم و تربیت کا مقصد صرف علم فراہم کرنا نہیں بلکہ فرد کی شخصیت کو نکھارنا اور اس کی فکری و اخلاقی تربیت کرنا ہے۔ تاہم جب اس عمل میں رکاوٹیں یا منفی پہلو داخل ہو جائیں، تو تعلیم و تربیت کا سفر ترقی کی بجائے تنزلی کی طرف جانے لگتا ہے جس کی وجہ سے فرد کی فکری، روحانی، اور اخلاقی نشو و نما رک جاتی ہے، اور نتیجتاً معاشرہ ترقی کے بجائے بگاڑ کا شکار ہو جاتا ہے۔ اگر تعلیم و تربیت کے مقاصد معاشرتی فلاح اور اخلاقی بہتری کے بجائے ذاتی مفادات پر مبنی ہوں، تو اس سے نہ صرف فرد کی نشو و نما متاثر ہوتی ہے بلکہ معاشرتی ترقی کا سفر بھی رک جاتا ہے۔ ایسی تعلیم فرد کو بظاہر علم سے مزین کر سکتی ہے، لیکن وہ اسے صحیح معنوں میں ایک بہتر انسان بنانے میں ناکام رہتی ہے۔ ایسے منفی عوامل جو تعلیم و تربیت کے عمل کو کمزور کرتے ہیں اور اس کو ناکام بناتے ہیں ان کو پہچاننا اور ان کا سدباب کرنا ضروری ہے تاکہ تعلیم و تربیت کا عمل مؤثر طریقے سے جاری رہ سکے اور فرد و معاشرہ دونوں ترقی کی راہ پر گامزن رہیں۔

پاکستان میں تعلیم و تربیت کے حوالے سے مختلف کاوشیں کی گئی ہیں جو تعلیمی معیار کو بہتر بنانے، بچوں کی تعلیم تک رسائی بڑھانے، اور تعلیمی نظام میں اصلاحات کرنے کے لیے اہم ہیں۔ نصاب میں بہتری لانے کے لیے جدید مضامین شامل کیے گئے ہیں۔ تعلیمی معیار بہتر کرنے کے لئے مختلف تعلیمی اداروں کی درجہ بندی کی گئی ہے۔ کئی غیر سرکاری تنظیموں (NGOs) اور حکومتی اداروں نے بچوں کی تعلیم کے لیے خصوصی پروگرامز شروع کیے ہیں۔ تعلیمی اداروں کی کارکردگی کی نگرانی اور تشخیص کے لیے مختلف نظام وضع کیے گئے ہیں تاکہ بہتری لائی جا سکے۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت کے لئے بھی مختلف اقدامات کئے گئے ہیں۔ تعلیمی اداروں میں اخلاقی تعلیم کو نصاب میں شامل کیا گیا ہے، جہاں طلبہ کو ایمانداری، دیانتداری، اور تعاون جیسے بنیادی اخلاقیات سکھائے جاتے ہیں۔ اسلامی تعلیمی ادارے خاص طور پر قرآن اور سنت کی روشنی میں اخلاقی اصولوں کی تعلیم پر توجہ دیتے ہیں، جبکہ غیر سرکاری تنظیمیں نوجوانوں کے لیے ورکشاپس اور تربیتی پروگرامز کا انعقاد کرتی ہیں تاکہ ان میں اخلاقی اقدار کو فروغ دیا جا سکے۔ خاندان بھی اس تربیت میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے، جہاں والدین ابتدائی عمر سے ہی صحیح اور غلط کی پہچان سکھاتے ہیں۔ اس کے علاوہ، سماجی تقریبات اور آگاہی مہمات بھی اخلاقی تعلیم پر توجہ مرکوز کرتی ہیں۔

معاشرے میں تعلیم و تربیت کے فروغ کے لئے مختلف ذرائع سے استفادہ کیا جا رہا ہے جس میں ذرائع ابلاغ

---

(1)۔﴿مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا﴾ ،الجمعہ:5، جن لوگوں کو تورات پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا پھر انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے جو بہت سی کتابیں لادے ہو۔

بھی شامل ہیں۔ اکستان میں تعلیم وتربیت میں جدید ذرائع ابلاغ کے استعمال کے باوجود متعدد چیلنجز موجود ہیں جن میں انٹرنیٹ کی عدم دستیابی، ٹیکنالوجی کے استعمال میں مہارت کا نہ ہونا، تعلیمی نظام میں ایک واضح نصاب کی کمی اور معیار کی عدم موجودگی بہت اہم ہیں۔ان مسائل کے موثر حل کے ذریعے تعلیم وتربیت میں جدید ذرائع ابلاغ کی شمولیت کو کارآمد بنایا جاسکتا ہے۔ اگرچہ جدید ذرائع ابلاغ کو تعلیم وتربیت کے لئے مدومعاون بنانے اور اس کے مضر اثرات کی روک تھام کے لئے انفرادی اور اجتماعی سطح پر کافی اقدامات ہورہے ہیں لیکن ابھی بھی اس حوالے سے بہت کام اور ااصلاحات کی ضرورت ہے۔

تعلیم وتربیت کے جدید ذرائع ابلاغ کی وسعت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس وقت پاکستان کیا پوری دنیامیں ہر عمر، طبقے اور صنف کے افراد اس کے ساتھ وابستہ ہیں۔ایک عام آدمی بھی سمارٹ فون کی شکل میں اپنا برقی کھاتہ {GMAIL} رکھتا ہے اور واٹس ایپ اور فیس بک کے ذریعہ بعض فوائد حاصل کرتا ہے بلکہ تعلیم وتربیت کے فقدان کی وجہ مسائل کا بھی شکار ہوتا ہے۔

امور تعلیم وتربیت کے جدید تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے،جدید ذرائع ابلاغ کے کردار کو واضح کرنا، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جدید ذرائع ابلاغ کے کردار میں موجود فوائد سے استفادہ کرنے کی حدود وقیود کا تعین کرنا، اس کے نقصانات کا سد باب کرنا، اس سلسلے میں عام فرد اور داعیان ومربیان کی ذمہ داریوں کا تعین کرتے ہوئے،گھریلو اور معاشرتی اور حکومتی سطح پر قابل عمل لائحہ عمل تیار کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے یہ مقالہ تحریر کیا گیا ہے۔

ضرورت واہمیت

اللہ تعالی نے انسانوں کو پیدا کیا اور ان کو عقل وشعور کی نعمت سے سرفراز کیا۔ اس دنیا میں انسانوں نے فطرتی انداز میں زندگی گزارنے کا آغاز کیا، انسان کی فطرت ہے کہ وہ اپنے ماحول اور گردوپیش سے لاتعلق نہیں رہ سکتا اور اس کے بارے میں دلچسپی رکھتا ہے اور اس کو سمجھنے اور سیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔انسانوں سے سیکھنے کا آغاز حواس کی مدد سے کیا پھر حواس سے حاصل کردہ معلومات کو حتمی بنانے کے لئے آلات کی مدد لی۔انہی معلومات کی مدد سے انسانوں نے اپنی عقل سے کام لے کر دنیا کے علوم وفنون کا آغاز کیا۔ دوسری طرف اللہ تعالی نے حضرت آدم ؑ کو جب دنیامیں نازل فرمایا تو ساتھ ہی الہامی ہدایت کا سلسلہ بھی شروع کیا جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے۔

﴿قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ (1)

---

(1)۔البقرہ:38

ہم نے کہا کہ "تم سب یہاں سے اتر جاؤ۔ پھر جو میری طرف سے کوئی ہدایت تمہارے پاس پہنچے، تو جو لوگ میری اس ہدایت کی پیروی کریں گے، ان کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقع نہ ہو گا۔

اللہ کے نیک بندوں نے الہامی روشنی سے نہ صرف خود فائدہ حاصل کیا بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی اس طرف دعوت دی اور یہی دعوت تعلیم و تربیت کی بنیاد بنی۔ تعلیم و تربیت کے لئے اگرچہ چھوٹی عمر مناسب ہے تاہم یہ شرط نہیں ہے، عمر کے کسی حصے میں تعلیم و تربیت کا سلسلہ شروع کیا جاسکتا ہے۔ اس حوالے سے اللہ تعالی کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کی بعثت ہمارے سامنے ہے۔ آپ ﷺ نے مختلف العمر افراد کی تعلیم و تربیت کرکے انہیں دنیا کے بہترین انسان بنادیا اور آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد بھی انسانوں کو تعلیم و تربیت ہی دینا تھا جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:-

﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ﴾ (1)

وہی ہے جس نے امیوں کے اندر ایک رسول خود انہی میں سے اٹھایا، جو انہیں اس کی آیات سناتا ہے ان کی زندگی سنوارتا ہے، اور ان کی کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔

تعلیم و تربیت کی بنیادی اکائی ابلاغ ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ تعلیم و تربیت کے تمام امور کو آنے والی نسل انسانی تک منتقل کردینا۔ اللہ تعالی قرآن مجید میں آپ ﷺ کے منصب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

﴿وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ﴾ (2)

'اور رسول ﷺ کی ذمہ داری اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ صاف صاف حکم پہنچادے۔

ابلاغ کے ذرائع ہر دور میں مختلف رہے ہیں۔ دنیا کے آغاز میں صرف دیکھنا ہی ابلاغ کا ذریعہ ہوتا تھا جیسا کہ ہابیل و قابیل کے قصے سے پتہ چلتا ہے۔(3) اس کے بعد گفتگو اور تقریر بھی ابلاغ کا اہم ذریعہ ہے۔ معاشرتی ترقی کے ساتھ ابلاغ میں بھی ترقی ہوئی اور تحریر ابلاغ کا اہم ذریعہ بن گئی۔ یہاں تک کے الہامی ہدایات کے ابلاغ کے لئے بھی یہی طریقہ استعمال ہوا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالی حضرت موسی علیہ السلام کی قوم کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

﴿وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَوْعِظَةً وَتَفْصِيلًا لِكُلِّ شَيْءٍ﴾ (4)

---

(1)۔ الجمعہ:2

(2)۔ النور:54

(3)۔ قرآن مجید، سورت المائدہ کی آیت نمبر 31 میں ابلاغ کے ابتدائی طریقہ کا تذکرہ ہے جب کوے نے قابیل کو دفن کے طریقہ سکھایا یہ ایک طرح کی ابلاغی سرگرمی تھی۔

(4)۔ الاعراف:145

اس کے بعد ہم نے موسیٰ کو ہر شعبہ زندگی کے متعلق نصیحت اور ہر پہلو کے متعلق واضح ہدایت تختیوں پر لکھ کر دے دی۔

اللہ کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالی نے وحی جلی کی شکل میں قرآن مجید اور وحی خفی کی شکل میں احادیث کا علم عطا کیا۔ امت مسلمہ نے وحی کے ابلاغ کے لئے نہ صرف اس کو تحریری طور پر محفوظ کیا، بلکہ اس وقت کے لحاظ سے موجود تمام ذرائع ابلاغ کو استعمال کر کے اس کی نشر و اشاعت بھی کی۔ اس سے تعلیم و تربیت کو بھی فروغ ملا۔ مسلمانوں کے عروج کے دور میں قائم کی گئے کتب خانے اور تحریر کی گئی کتب آج بھی دنیا کے لئے مشعل راہ ہیں۔

اس وقت ایک طرف دنیا ترقی کی راہ پر بہت بلندی پر جا پہنچی ہے۔ اسی ترقی کا اثر ذرائع ابلاغ پر بھی پڑا ہے۔ اس وقت سماجی ذرائع ابلاغ کی صورت میں تقریباً ہر آدمی اس دو دھاری تلوار پر کھڑا ہے۔ جہاں سے وہ بیک وقت نہ صرف اپنا بلکہ معاشرے کے ایک غالب حصے کا نفع اور نقصان دونوں کر سکتا ہے۔ ان حالات میں تعلیم و تربیت کے امور میں سماجی ذرائع ابلاغ کے کردار کو گہرائی اور سنجیدگی سے سمجھنے کی ضرورت ہے کیونکہ اس وقت امت کے افراد سماجی ذرائع ابلاغ کے حوالے سے مختلف رویوں کا شکار ہیں۔ جس کی وجہ سے نہ صرف تعلیم و تربیت کے مقاصد کے حصول میں مشکلات پیش آ رہی ہے، بلکہ تعلیم و تربیت کے معاملات جمود کا شکار ہوتے جا رہے ہیں۔

جدید ذرائع ابلاغ کی اہمیت

جدید ذرائع ابلاغ نے اگرچہ ثقافتوں پر گہرا اثر ڈالا ہے اور ان کی ایجاد نے سماجی تعلقات اور اظہارِ جذبات کے نفیس اور شائستہ طریقوں کو فراموش کر دیا ہے تاہم ان ترقی یافتہ ذرائع و وسائل کی اہمیت تسلیم شدہ ہے، جس سے کوئی بھی سلیم العقل شخص انکار نہیں کر سکتا۔ دورِ حاضر میں ریاستی عہدیداروں سے لے کر عام آدمی، حتیٰ کہ کسان، مزدور اور ریڑھی بان تک ہر شخص ان ذرائع ابلاغ سے جڑا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ریاستی و حکومتی پالیسیوں کا اعلان کرنا ہو یا کسی کے لیے جذبات کا اظہار مقصود ہو، ان وسائل اور ذرائع کو بروئے کار لایا جاتا ہے۔ دعوتی نقطہ نظر سے بھی یہ آلات و وسائل نہایت اہمیت کے حامل ہیں اور دورِ حاضر میں اس مقصد کے لیے بڑے پیمانہ پر ان کا استعمال ہو بھی رہا ہے۔ اسی لئے عصرِ حاضر کو انفارمیشن ٹیکنالوجی کا زمانہ کہا جاتا ہے۔

جدید ذرائع ابلاغ، خاص طور پر سوشل میڈیا عصر حاضر کی وہ عظیم قوت ہے جس سے زندگی کا کوئی شعبہ بچا ہوا نہیں ہے۔ سیاست، معاشرت، مذہب، تعلیم، کاروبار سمیت یہ روزمرہ کے ہر پہلو کو محیط ہے۔ یہ معاملات کو سدھارنے میں معاون بھی ہے اور بگاڑ کا سبب بھی بن سکتا ہے۔ یہ ایک طرف سہولت ہے تو دوسری طرف ضرورت بھی ہے۔ اس پر سلیقہ شعار اہلِ علم جلوہ افروز ہیں تو جذباتی اَن پڑھ لوگوں کی بھی خاصی تعداد موجود ہے۔ دانشمندوں

کی موجودگی ہے تو سیاسی و مذہبی امور کے دلدادوں کا ہجوم بھی، الغرض آوازوں کا ایک اژدھام ہے، جس میں مہذب و شائستہ اور سماعت کو لبھانے والی صدائیں بھی ہیں اور صوت الحمار کی مانند لعن طعن، گالم گلوچ سے بھرا شور و غوغا بھی ہے۔ یہاں ہر قسم اور ہر فکر کے لوگوں کا انبوہ ہے جو تقریر و تحریر کے ایک ایک لفظ اور مقرر و محرر کے انداز کو بغور دیکھتا، سنتا اور پڑھتا ہے اور اس کا مثبت یا منفی اثر بھی قبول کرتا ہے۔

اس صورتحال میں ایک لمحہ کے لیے رُک کر سوچنے کی ضرورت ہے کہ اگر جدید ذرائع ابلاغ کا استعمال منفیّت، شیطانی افکار و نظریات اور فحاشی و عریانی کو فروغ دینے کے لیے ہو رہا ہو (بدقسمتی سے فی الواقع کم و بیش ایسا ہو بھی رہا ہے اور اس کے اثرات بھی ہمیں ہر دوسرے تیسرے دن خبروں میں دیکھنے کو ملتے ہیں) تو انسانی سماج اور اعلیٰ انسانی اقدار کا کیا حشر ہو گا؟

جدید ذرائع ابلاغ کی صورت میں میسر سہولت کسی خاص طبقہ کی جاگیر نہیں بلکہ اس میں ساری انسانیت کا آزادانہ حصہ ہے، خیر و شر کے لشکروں میں سے جو جتنا چاہے اس سے حاصل کر لے۔ ایک ایسے وقت میں جب ان ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے سماج کو اعلیٰ اقدار سے محروم کر کے انسانیت کا وجود خطرے میں ڈالا جا رہا ہے اور اسے خوشنماناموں کے ساتھ زہر ہلاہل پلائی جا رہی ہے، بحیثیتِ مسلمان ہمارا فرض ہے کہ ہم انسانیت کو ساحلِ نجات بخشنے کا سبب بنیں اور اسے تمدن کی وادیوں میں تہذیب و شائستگی کے جام پلانے کا جدید انداز اختیار کریں۔ کیونکہ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا:

((فَوَاللَّهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا، خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ)) (1)

جدید ذرائع ابلاغ اور سوشل میڈیا کو صہیونی سازش، مغربی تہذیب کے فروغ کے آلات اور شیطانی کھلونے قرار دے کر ان سے فرار اختیار کرنا، دراصل اس پورے میدان کو خالی اور نوجوان نسل کو بے یار و مددگار چھوڑنے کے مترادف ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی تو آپ ﷺ نے اس کے اعلان اور دعوتِ اسلام کے لئے خاص طور پر صفا کی چوٹی کا انتخاب فرمایا۔ آپ ﷺ کا یہ انتخاب محض اتفاق نہیں تھا بلکہ آپ ﷺ نے اہلِ مکہ کے اُسی پلیٹ فارم کو استعمال کیا جو ان کے ہاں رائج اور مؤثر تھا۔ اہلِ مکہ کا رواج تھا کہ انہیں جب بھی کسی نہایت اہم بات کی خبر دینی ہوتی تو صفا کی چوٹی پر چڑھ کر آواز لگاتے۔ صفا کی چوٹی پر ہونے والا اعلان اس بات کی علامت ہوتا تھا کہ کوئی اہم بات پیش آئی ہے جس کی خبر دینا مقصود ہے۔ تمام اہلِ مکہ اہتمام کے ساتھ جمع ہوتے اور ہمہ تن گوش اعلان سنتے۔ گویا اہلِ مکّہ کے ہاں اخبار و واقعات اور افکار و خیالات کے ابلاغ کا یہ سب سے اہم، مؤثر، تیز اور سہل ذریعہ تھا۔

---

(1)۔ بخاری، "الجامع الصحيح"، كِتَابُ المَغَازِي، بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ، ح4210

رسالتمآب ﷺ نے اپنے دور کے اس ذریعہٗ ابلاغ کو کفار و مشرکین کا پلیٹ فارم قرار دے کر ترک نہیں فرمایا بلکہ اسی پلیٹ فارم کو استعمال میں لاتے ہوئے اسے دعوتِ دین کا ذریعہ بنایا۔ وہی پلیٹ فارم جس سے کفارِ مکہ شرک کی تبلیغ کرتے تھے، رسالتمآب ﷺ نے اسی پلیٹ فارم سے صدائے توحید بلند کی، جس پلیٹ فارم پر جنگ و جدل کے منصوبے بنائے جاتے تھے، رسالتمآب ﷺ نے اسی پلیٹ فارم پر ندائے امن لگائی۔ اس پلیٹ فارم کی اہمیت اور سرعت کے سبب یہ نداء مہینوں اور سالوں کی بجائے ہفتوں میں ہی مکہ کے ہر فرد اور گھر تک پہنچ چکی تھی۔ پھر تاریخ نے وہ منظر بھی دیکھا جب اس آواز پر لبیک کہنے والے فوج در فوج امڈ آئے۔ تصور کریں کہ رسول اللہ ﷺ اس پلیٹ فارم کو مشرکین کا مخصوص پلیٹ فارم قرار دے کر ترک فرمادیتے تو کیا آپ کی دعوت اس قدر جلد مکہ اور اس کے مضافات میں پہنچ پاتی؟

رسالتمآب ﷺ حج کے موقع پر بھی دعوت و تبلیغ فرماتے، حالاں کہ اس زمانے میں حج میں بہت سی منکرات اور برائیاں اہلِ مکہ نے اپنی طرف سے شامل کرلی تھیں۔ یہاں تک کہ بعض لوگ احترام کے نام پر کعبہ کی بے حرمتی کرتے تھے، خانہ خدا، مورتیوں اور بتوں کی پرستش گاہ بنادیا گیا تھا۔ منیٰ اور عرفات میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ستائش کی بجائے اپنے آباء واجداد کی تعریفوں کے نغمے گاتے اور قصائد پڑھے جاتے تھے۔ عکاظ کا میلہ تو خالص تجارتی میلہ تھا، جس میں شراب و کباب کی محفلیں آراستہ کی جاتی تھیں جو عیش کوشیوں اور سرمستیوں بلکہ بدمستیوں کے لوازمات میں سے ہیں۔ ان تمام منکرات کے باوجود رسالت مآب ﷺ حج کے اجتماع اور عکاظ کے میلے میں پہنچتے اور پورے وقار و تمکنت کے ساتھ دعوتِ حق فرماتے۔ اہلِ مدینہ حج کے اجتماعات کی ہی برکت سے حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے اور پھر ایسے جاں نثار ہوئے کہ تاریخ عالم میں ایسی جاں نثاری اور خود سپردگی کی مثال نہیں ملتی۔

رسالت مآب ﷺ کا ان اجتماعات میں جانا اور وہاں دعوتِ حق پہنچانا، دعوت و تبلیغ کے لئے زبان و بیان کے وہ سارے ذرائع استعمال کرنا جو جاہلی معاشرے میں رائج تھے، اس زمانے کے طاقتور ترین اور وسیع الاثر ذرائع ابلاغ سے استفادہ کی بہترین مثالیں ہیں۔ اس لئے اپنے عہد کے ذرائع ابلاغ سے فائدہ اُٹھانا اور ان تک رسائی حاصل کرنا صرف مصلحت کا تقاضا نہیں بلکہ اسلامی تعلیمات اور رسالت مآب ﷺ کے اسوہ حسنہ کی پیروی ہے۔

جدید ذرائع ابلاغ کا استعمال آج کے دور میں نہایت اہمیت اختیار کرچکا ہے۔ یہ ذرائع تعلیم وتربیت کے عمل کو نہ صرف مؤثر بناتے ہیں بلکہ اس کی رسائی کو بھی عام کرتے ہیں۔ جدید ذرائع ابلاغ میں انٹرنیٹ، سوشل میڈیا، ڈیجیٹل پلیٹ فارمز، موبائل ایپس، ویڈیوز، اور ویبنارز شامل ہیں جو تعلیم وتربیت کے عمل کو سہل اور جامع بنارہے ہیں۔ جدید ذرائع ابلاغ نے تعلیم وتربیت کے میدان کو بہت وسیع کردیا ہے۔ موجودہ دور میں میں تعلیم وتربیت کا ارتقاء جتنا جدید ذرائع ابلاغ کے ساتھ وابستہ ہوا ہے سابقہ کسی بھی دور میں تعلیم وتربیت کے عمل اور نظام کو کسی بھی

چیز نے اتنا متاثر نہیں کیا اس لئے اگر تعلیم وتربیت میں بگاڑ کا سبب جدید ذرائع ابلاغ ہیں تو یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ تعلیم وتربیت میں اصلاح کے لئے بھی اس سے بہتر ذریعہ اور کوئی نہیں ہے ضرورت اس امر ہے کہ تعلیم وتربیت کی اصل کو سمجھتے ہوئے اسے جدید ذرائع ابلاغ کے ساتھ اس طرح مربوط کیا جائے کہ وہ ثمر آور ہو سکے، تعلیم وتربیت پر ذرائع ابلاغ کے اثرات کوڈھکے چھپے نہیں ہے بلکہ ہر خاص وعام اس سے آگاہ ہے،وزیر خزانہ محترم اسحاق ڈار صاحب نے ایک پریس کانفرنس میں اس کا اظہار بھی کیا [1]۔ جب عام ذرائع ابلاغ کے اثرات اتنے زیادہ ہیں تو جدید ذرائع ابلاغ جو کہ کہیں زیادہ وسیع اور سرعت کا حامل ہے کہ اثرات کا اندازلگایا جاسکتا ہے، قطع نظر اس بات کے کہ جدید ذرائع ابلاغ انسانوں کی فطرتی خواہش کی تکمیل کی پیدوار کے طور پر سامنے آیا یا اسے باقاعدہ کسی سازش کے تحت معاشروں میں عام کیا گیا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس سے عہدہ برآ ہونے اور نمٹنے کے لئے ٹھوس بنیادوں پر کام کا آغاز کیا جائے تا کہ اس کو معاشرے کی تباہی کی بجائے اس کے تعمیر میں استعمال کیا جائے۔

جدید ذرائع ابلاغ کے وہ اختیارات جو اسے تعلیم وتربیت کے سب ذرائع سے ممتاز کرتے ہیں وہ اس کی وسعت، تیزی اور متنوع ہے جس کام کے لئے سابقہ ادوار میں کئی جگہوں پر جانا پڑتا تھا اور کئی ذرائع کو استعمال کرنا پڑتا تھا وہی کام صرف اور صرف جدید ذرائع ابلاغ کی مدد سے پہلے کی نسبت کہیں آسانی، سہولت اور بہتر انداز سے سر انجام دیئے جارہے ہیں، تعلیم وتربیت کے میدان میں دیگر ذرائع اور سابقہ اسالیب کی اہمیت کو کم کئے بغیر جدید ذرائع ابلاغ کو ایک سریع الاثر اسلوب کے طور پر استعمال کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے،رابطہ اور ابلاغ تعلیم وتربیت کی اہم عناصر ترکیبی ہیں کیونکہ اگر آپ کا معاشرے میں افراد کے ساتھ رابط نہیں ہو گا تو کس کی تعلیم وتربیت کریں گے غالبا اسی وجہ سے آپ ﷺ نے افراد کے ساتھ رابطہ رکھنے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

((الْمُسْلِمُ إِذَا كَانَ يُخَالِطُ النَّاسَ وَيَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ خَيْرٌ مِنَ الْمُسْلِمِ الَّذِي لَا يُخَالِطُ النَّاسَ وَلَا يَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ)) [2]

وہ مسلمان بندہ جو افراد سے مل جل کر رہتا ہے اور اس سلسلے میں پہنچنے والی تکالیف پر صبر کرتا ہے،وہ اس مسلمان بندے سے بہتر ہے جو نہ تو لوگوں سے ملتا جلتا ہے اور نہ ہی ان کی اذیتوں پر صبر کرتا ہے۔

آپ ﷺ کے اس فرمان سے مسلمانوں سے رابطے کی ضرورت واہمیت کا پتہ چلتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا

---

(1)۔"تعلیم وتربیت میں میڈیا کا کردار اہم ہے، ہر ممکن سہولتیں فراہم کرینگے " 30 May. 2016, https://jang.com.pk/news/109431-todays-print.

(2)۔ترمذی،"جامع الترمذی"،أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ،ح2507

ہے کہ اس رابطہ کی وجہ سے جو تکالیف آتی ہیں ان پر بھی بندہ مومن کو اجر ملتا ہے اور اس کی بنیادی وجہ یہ کی اختلاط تعلیم وتربیت کے لئے بہت ضروری ہے اور موجودہ دور میں جدید ذرائع ابلاغ رابطے کا سب سے مضبوط اور موثر ذریعہ ہے اس میں آپ اپنا تحریری اور صوتی پیغام محدود وقت میں زیادہ لوگوں تک پہنچا سکتے ہیں، ملحد اور لادین لوگوں نے اسی سہولت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہمارے گھروں میں اپنے ٹھکانے بنارہے ہیں۔

تعلیم وتربیت میں ابلاغ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے اور ابلاغ کا مطلب ہے اپنے پیغام کو دوسرے تک اس طرح پہنچادینا کہ اسے سمجھ آجائے جیسا قرآن مجید میں آپ ﷺ کی ذمہ داری بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

﴿فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ الْمُبِينُ﴾ (1)

اب اگر یہ لوگ منہ موڑتے ہیں تو اے محمد ﷺ، تم پر صاف صاف پیغام حق پہنچادینے کے سوا اور کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

اس آیت نے ابلاغ کی وضاحت میں مبین کا لفظ استعمال کیا ہے جس کا مطلب ہے کہ بات ایسے پہنچانی ہے کہ کچھ مبہم نہ رہے اور بات سمجھ آجائے اور تعلیم وتربیت کا بنیادی عنصر یہی ہے کہ مربی کو اتنے احسن انداز سے سمجھایا جائے کہ اس کے دل میں بات اتر جائے اور وہ عمل کرنے کے لئے تیار ہو جائے آپ ﷺ نے اس کے لئے مختلف اسلوب اختیار کئے اور یہ بات واضح ہے کہ جدید ذرائع ابلاغ میں ایسی کشش ہے جو اپنا پیغام صارف کے دل میں اتار دیتا ہے اس لئے تعلیم وتربیت کے میدان میں جدید ذرائع ابلاغ کا استعمال نہ کرنا کارکردگی کو متاثر کرنے کے مترادف ہے۔

تعلیم وتربیت کے میدان میں جدید ذرائع ابلاغ کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا، لادینی قوتوں نے اسی کی مدد سے امت مسلمہ کی نسل پر گہرے منفی اثرات مرتب کئے ہیں اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے، کفار مختلف میدانوں میں مسلمانوں سے برسرپیکار ہیں اور انہی میں سے ایک میدان جدید ذرائع ابلاغ کا بھی ہے۔ میدان جنگ میں کفار کا مقابلہ کرنے کے لئے جہاں جدید اسلحہ کی ضرورت ہوتی ہے تو اس کے ساتھ ساتھ اس کو استعمال کرنے میں مہارت کی بھی اس سے کہیں زیادہ ضرورت پڑتی ہے۔ جیسا کہ جب اللہ تعالی نے قرآن مجید میں دشمنوں کے خلاف قوت تیار رکھنے کا حکم دیا (2)۔ تو آپ ﷺ نے اس قوت سے مراد تیر اندازی کو لیا (1) جس سے مراد اسلحہ

---

(1)۔ النحل:82

(2)۔ ﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ﴾ ،الانفال:60 ،(اور تم لوگ، جہاں تک تمہارا بس چلے، زیادہ سے زیادہ طاقت مہیّا رکھو)

چلانے کی مہارت ہے۔جب ہم اسلحہ کی بات کرتے ہیں تو اس میں ہمہ قسم کا اسلحہ شامل ہے جیسا کہ الجصاص اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"عُمُومُ اللَّفْظِ الشامل لجميع ما يستعان به على العدو ومن سَائِرِ أَنْوَاعِ السِّلَاحِ وَآلَاتِ الْحَرْبِ" (2)

یہ (قوت) عمومی لفظ ہے اور اس میں وہ ساری چیزیں مراد ہیں جو دشمن کے خلاف استعمال ہوتی ہیں جس میں جمیع قسم کا اسلحہ اور جنگی آلات وغیرہ شامل ہیں

اس تفصیل سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کفار کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمہ قسم کے جنگی آلات اور ان میں استعمال کی مہارت کا ہونا بہت ضروری ہے اور بدلتے ہوئے حالات میں جنگوں کا انداز بدلتا جارہا ہے۔وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اب یہ جنگ ذرائع ابلاغ کی طرف منتقل ہو چکی ہے اور جدید ذرائع ابلاغ کی وجہ سے یہ جنگ اپنے جوبن پر ہے، کفار چونکہ جدید ذرائع ابلاغ کے موجد ہیں لہذا ان کی گرفت کا مضبوط ہونا بدیہی امر ہے لیکن جدید ذرائع بلاغ کی اہم بات یہ ہے کہ اس میں مہارت حاصل کر کے اس کے رخ کو کسی طرف بھی موڑا جا سکتا ہے۔ اس کام کے لئے امت کے ہر طبقے کو تیار کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ یہ ایسی جنگ ہے جو اجتماعی طور پر ہی لڑی جا سکتی ہے۔ڈاکٹر غلام مرتضی اسی بات کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہاں قوت کے حصول سے مراد جدید ترین ٹیکنالوجی کا حصول ہے۔اس میں ہمیں اپنے دور کی جدید ترین ٹیکنالوجی حاصل کرنا پڑے گی۔ یہ تو ہمارے لیے اللہ کی طرف سے قرآن مجید میں فرض کر دیا گیا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سائنسی علوم کا حصول ہر مسلمان عورت اور مرد پر فرض ہو گیا۔ اور وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ صرف دینی کتب کی تیاری سے کام بن جائے گا۔وہ بھی غلط ہیں اور جو یہ سمجھتے ہیں کہ دنیوی علوم سے کام بن جائے گا، وہ بھی غلطی پر ہیں۔ دونوں کے حسین امتزاج ہی سے کام چلے گا"(3)

جدید ذرائع ابلاغ کی تفہیم اور اس میں مہارت نہ ہونے کی وجہ سے معاشرے جدید ذرائع ابلاغ کا کوئی مفید استعمال نہیں ہو رہا۔اکثریت تو اسے لایعنی کام کر رہی ہے جس میں مختلف گیمز، فحاشی اور بے حیائی پر مبنی ویڈیوز اور

---

(1)۔((أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ، أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ، أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ)) (خبردار، قوت تیر اندازی ہے، خبردار، قوت تیر اندازی ہے، خبردار، قوت تیر اندازی ہے)، مُسلم،"المسند الصحيح "، كِتَابُ الْإِمَارَةِ ، بَابُ فَضْلِ الرَّمْيِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ، وَذَمِّ مَنْ عَلِمَهُ ثُمَّ نَسِيَهُ، ح 1917

(2)۔الجصاص، احمد بن علی ابو بکر الرازی الحنفی، **احکام القرآن** (بیروت: دار احیاء التراث 1405ھ)،4/253

(3)۔ڈاکٹر، ملک غلام مرتضی، **تفسیر انوار القرآن** (لاہور، ملک سنز،1996ء)2/85

تحریریں اور بے جا طنز مزاح کے پروگرام شامل ہیں۔ معاشرے کا ایک قلیل طبقہ اسے کاروباری اور تعلیمی مقاصد کے لئے استعمال کر رہا ہے لیکن تعلیم وتربیت کے لئے اس کا استعمال بہت کم ہے اور اس طرف توجہ بہت کم ہے۔ تعلیم وتربیت چونکہ معاشرے کے ہر طبقہ کی ضرورت بھی ہے اور ذمہ داری بھی لہذا اس حوالے سے دوطرفہ کام کرنے کی ضرورت ہے، جس میں ایک پہلو تو یہ ہے کہ جدید ذرائع ابلاغ کے موجودہ موقعات (Sites) کو کس طرح استعمال کرنا ہے اور اس کے لئے کیا کیا احتیاطی جہات اختیار کرنے کی ضرورت ہے اور دوسری طرف مزید کن کن میدان میں کس کس قسم کے کام کی ضرورت ہے۔

موجودہ دور میں جدید ذرائع ابلاغ کے خلاف تحریک چلانا یا ان کے عدم استعمال کے لئے لوگوں کو آمادہ کرنا نہ صرف یہ کہ ناممکن ہے بلکہ ایسا کام کرنے والوں کو احمق گردانا جائے گا کیونکہ یہاں تو صورتحال یہ ہے کہ سو فی صد نقصان دہ چیز جو معاشروں میں عام ہو جائے اس کا معاشروں سے ختم کرنا انتہائی مشکل ہوتا ہے () تو جس چیز (جدید ذرائع ابلاغ) کے فوائد بھی ہوں اس کو معاشرے سے کیسے ختم کیا جاسکتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ایسے شہسوار پیدا کئے جائیں جو اس منہ زور گھوڑے پر قابو پالیں اور اس کو مثبت کاموں میں استعمال کریں جیسا کہ مشہور عرب شاعر ابو فراس الحمدانی کہتا ہے:

"عَرَفتُ الشَرَّ لا لِلشَر رِ لَكِن لِتَوَقّيهِ ۔ وَمَن لَم يَعرِفِ الشَرَّ مِنَ الخَيرِ يَقَع فيهِ"

(میں نے شر کی معرفت حاصل کی، شر کے لئے نہیں بلکہ اس سے بچنے کے لئے کیونکہ جو خیر کے مقابلے میں شر سے آگاہ نہیں ہوتا اس کا شر میں پڑنے کا خطرہ ہوتا ہے)

شریعت نے انسانوں کے خیر کے ساتھ ساتھ شر کے کاموں سے بھی آگاہ کیا ہے تاکہ ان سے بچا جائے ایسے ہی جدید ذرائع ابلاغ میں شر کی کثرت کے ساتھ موجودگی کا کسی کو انکار نہیں ہے تاہم اس کے شر سے خود کو اور اپنے متعلقین کو بچانے کے لئے اس پورے نظام کو سمجھنا اور سیکھنا بہت ضروری ہے۔

جب ہم تعلیم وتربیت پر جدید ذرائع ابلاغ کے منفی پہلو کی بات کرتے ہیں تو یقیناً منفی اثرات کی ایک طویل فہرست ہے جو نہ صرف یہ کہ رسمی تعلیم وتربیت کے اثرات کو زائل کر رہے ہیں بلکہ رذائل (کفر و شرک، الحاد، بے حیائی، بے مقصدیت، مادیت) کی طرف بھی مختلف طریقوں سے مائل بھی کر رہے ہیں اس لئے تعلیم وتربیت کے ذمہ داران پر دوہری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ انہوں ایک تو جدید ذرائع ابلاغ کے منفی پہلوؤں سے خود کو بچاتے ہوئے اس پر دسترس حاصل کرنی ہے اور پھر شریعت اسلامیہ کو اصول و قوانین کو مد نظر رکھتے ہوئے اسے ایک تو تعلیم وتربیت کی معاونت کے لئے استعمال کرنا ہے۔ اسی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے زیر نظر مقالہ **"امور تعلیم وتربیت میں جدید ذرائع ابلاغ کردار: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ"** پیش خدمت ہے۔

فصل دوم: سابقہ تحقیقات اور جوازِ تحقیق

سابقہ تحقیقات میں تعلیم و تربیت کی جن جہات پر کام ہوا ہے، اس سے متعلق اس مبحث میں اس کا تذکرہ کیا گیا ہے، تاکہ اس کی روشنی میں موضوع زیر بحث پر کام کے لیے جواز بن فراہم کیا جاسکے، جن کا مختصر جائزہ یہاں مناسب رہے گا:

مقالات (Thesis)

1. قرآن مجید کا منہج تربیت اور عصری معاشرتی مسائل

یہ پی ایچ ڈی سطح کا مقالہ ہے، جو ڈاکٹر حافظ محمد عبداللہ نے ڈاکٹر طاہرہ بشارت کی نگرانی میں شعبہ علوم اسلامیہ جامعہ پنجاب سے 2009ء میں مکمل کیا ہے۔ اس مقالے میں مقالہ نگار نے قرآن مجید کے منہج تربیت پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ مقالہ نگار نے باب اول میں تربیت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے تربیتی عوامل کو قرآن مجید کے ساتھ منسلک کیا ہے۔ باب دوم میں تربیتی حوالے سے قرآنی تصورات کی وضاحت کی ہے۔ باب سوم اور چہارم میں متنوع قرآنی اسالیب دعوت کو ہدف بحث بنایا ہے۔ باب پنجم میں مروجہ نظام ہائے تربیت میں موجود مسائل اور مشکلات کا تذکرہ کرتے ہوئے ذرائع ابلاغ کے منفی کردار پر بات کی ہے۔ باب ششم میں بحث کو سمیٹتے ہوئے نظام تربیت کے لئے ایک خاکہ پیش کیا ہے۔ اس خاکے میں پاکستان کے معروضی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے تربیتی ماحول کے لئے مختلف تجاویز دی ہیں۔ مقالہ نگار نے ذرائع ابلاغ کو حالات بگاڑنے اور بنانے کا ذمہ دار قرار دیتے ہوئے اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ ذرائع ابلاغ اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے سے قاصر رہے ہیں۔ اس مقالے میں جدید ذرائع ابلاغ (سوشل میڈیا) پر کوئی بات نہیں ہے۔ ذرائع ابلاغ کو معاشرے کی اصلاح کے لئے استعمال کرنے حوالے سے بھی اس مقالے سے کوئی رہنمائی نہیں ملتی۔

2. سوشل میڈیا کا کردار اور پاکستانی معاشرے پر اس کے اثرات۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

یہ ایم فل کا مقالہ ہے، جو جویریہ رحمن نے پروفیسر ڈاکٹر محی الدین ہاشمی صاحب کی نگرانی میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے 2014ء میں مکمل کیا۔ مقالہ نگار نے پہلے باب میں سوشل میڈیا کا تعارف اور اس کی ضرورت واہمیت پر بحث کی ہے۔ دوسرے باب میں پاکستانی معاشرے کے خدوخال بیان کرتے ہوئے اس پر سوشل میڈیا کے اثرات کا جائزہ لیا ہے۔ تیسرے باب میں اسلام کے تصور دعوت کا ذکر کرتے ہوئے سوشل میڈیا کے دعوتی کردار کی

وضاحت کی ہے۔باب چہارم میں اسلامی تعلیمات کے تناظر میں سوشل میڈیا کے اثرات کا جائزہ لیا ہے۔مقالہ نگار نے سوشل میڈیا کو تعلیم وتربیت میں معاون بنانے کے لئے کسی خاص لائحہ عمل کا ذکر نہیں کیا۔

3. ابلاغ عامہ کے حوالے سے اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کا تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ

یہ ایم فل کا مقالہ ہے، جو محمد اویس اسماعیل نے پروفیسر ڈاکٹر محی الدین ہاشمی صاحب کی نگرانی میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے مکمل کیا۔ مقالہ نگار نے عمومی ذرائع ابلاغ کے حوالے سے بات کی ہے۔ذرائع ابلاغ کے تعلیم وتربیتی پر منفی اثرات کو کم کرنے کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کا جائزہ لیا ہے۔مقالہ نگار نے نتائج بحث میں ثابت کیا ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی ابلاغ عامہ سے متعلق دی گئی سفارشات میں مزید بہتری اور قانون سازی کی ضرورت ہے۔مقالہ نگار نے اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کا جائزہ لے کر یہ بات ثابت کی ہے کہ ابھی تک سوشل میڈیا/ جدید ذرائع ابلاغ کے حوالے سے کونسل نے کوئی سفارش پیش نہیں کی۔مقالہ نگار کی اس بات سے زیر نظر مقالے کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔

4. بچوں کی تعلیم وتربیت میں سماجی عوامل کا کردار واثرات، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ

یہ ایم فل کا مقالہ ہے، جو محترمہ صاعقہ گلناز نے ڈاکٹر عبدالغفار بخاری صاحب کی نگرانی میں نمل یونیورسٹی سے مکمل کیا۔ مقالہ نگار نے بچوں کی تعلیم وتربیت کا ہدف بناتے ہوئے اس میں سماجی عوامل کے کردار پر روشنی ڈالی ہے۔مقالہ نگار نے پہلے باب میں والدین کے کردار کا جائزہ لیا ہے، دوسرے باب میں تعلیمی اداروں کا جائزہ لیا ہے اور تیسرے باب میں مسجد کے کردار واثرات پر بات کی ہے۔ مقالہ نگار نے چوتھے باب میں بچوں کی تعمیر شخصیت پر ذرائع ابلاغ کے کردار پر عمومی بات کی ہے اور شماریاتی جائزہ سے یہ بات ثابت کی ہے بچوں میں ذرائع ابلاغ کے استعمال میں اضافہ ہو رہا ہے لہذا اس کی طرف اسلامی تعلیمات کی روشنی میں توجہ دینے کی ضرورت ہے

5. بچوں کی کردار سازی میں میڈیا کا کردار (اسلامی تناظر میں جائزہ)

یہ ایم فل کا مقالہ ہے، جو محترم حاکم خان نے ڈاکٹر اکرام اللہ صاحب کی نگرانی میں جامعہ ہری پور سے 2015 میں مکمل ہوا۔اس مقالے میں مقالہ نگار نے کردار سازی کے حوالے سے میڈیا کے کردار پر بات کی ہے تاہم میڈیا کی تفصیل میں انہوں نے صرف ریڈیو اور ٹی وی کا تذکرہ کیا ہے اور کردار سازی کے حوالے سے صرف بچوں پر بات کی ہے۔

6. پاکستانی ذرائع ابلاغ میں لباس کا استعمال اور اس کے معاشرے پر اثرات

یہ محترمہ عظمی یونس کا پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے جو انہوں نے پروفیسر ڈاکٹر عبید احمد خان کی نگرانی جامعہ کراچی سے 2020ء میں مکمل ہوا۔اس مقالے میں مقالہ نگار نے لباس حوالے سے ذرائع ابلاغ کے کردار پر بات کی ہے تاہم

ذرائع ابلاغ کی تفصیل میں انہوں نے صرف روایتی ذرائع ابلاغ کا تذکرہ کیا ہے اور اس میں بھی صرف اپنے موضوع کی مناسبت سے لباس کے حوالے سے بحث کی ہے۔ ذرائع ابلاغ اور تعلیم وتربیت کے باہمی تعلق کے حوالے سے ان کا مقالہ خاموش ہے۔

7. پاکستانی بچّوں میں جرائم کا بڑھتا ہوا رحجان اور اس کے سدّباب کے لئے اقدامات وسفارشات

یہ محترمہ محمد عبدالمالک کا پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے جو انہوں نے پروفیسر ڈاکٹر شمع عزیز کی نگرانی میں 2010ء میں جامعہ کراچی سے مکمل کیا۔ مقالہ نگار نے نہایت تفصیل کے ساتھ جرم کی وضاحت کرتے ہوئے بچوں پر اس کے اثرات کا جائزہ لیاہ ء۔ پاکستانی جیلوں میں بچوں کے حالات کو بھی مفصل انداز میں بیان کیا ہے۔ مقالہ نگار نے بچّوں کے بگڑنے کے جن اسباب کا ذکر کیا ہے ان میں گھر کے ماحول کا اخلاقی طور پر درست نہ ہونا، غربت وبیروزگاری، خواتین کا دینی ودنیاوی علوم سے بے بہرہ ہونا، حکومت کا بچوں کے حقوق سے پہلو تہی کرنا اور معاشرتی انتشار جیسے اسباب کا ذکر کیا ہے۔ بچوں میں جرائم کے سدباب کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے مقالہ نگار نے والدین کو یہ تجویز دی ہے کہ الیکٹرونک ذرائع کے استعمال کے دوران بچوں کی نگرانی بہت ضروری ہے۔ مقالہ نگار نے بچوں میں جرائم کی وجوہات میں جدید ذرائع ابلاغ کو بھی ایک وجہ کے طور پر شامل کیا ہے تاہم اس سے نمٹنے کے لئے مناسب اقدامات کی نشاندہی نہیں کی۔

8. Usage patterns and impact of smartphone on social behaviour of youth in pakistan – challenges and

ملک طارق محمود کو یہ پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے جو انہوں نے اسلامیہ یونیورسٹی کے میڈیا سٹڈیز کے ڈیپارٹمنٹ سے 2016 میں مکمل کیا۔ یہ ایک مقداری تحقیق ہے جو کہ سروے پر مبنی ہے۔ اس میں یونیورسٹی کے طلباء سے اسمارٹ فون کے استعمال کے حوالے سے مختلف سوالات کئے گئے جس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ زیادہ افراد واٹس ایپ استعمال کرتے ہیں اس کے بعد فیس بک اور وائبر وغیرہ کا استعمال ہے۔ صارفین ان ایپلی کیشنز کو زیادہ تر سماجی تعلقات کو وسیع کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ سروے سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ اسمارٹ فون کا استعمال صارفین کے رویے، عقائد اور سماجی مصروفیات پر بھی اثر انداز ہو رہا ہے۔ باحث نے یہ تجویز دی ہے کہ چونکہ اسمارٹ فون نوجوان کی زندگی کا ایک لازمی جز بن چکا ہے لہذا اساتذہ کے لئے ضروری ہے وہ اس کے مُثبت اور تعلیمی استعمال کے حوالے سے ضروری اقدامات کریں۔

ریسرچ پیپرز(Research Papers)

1. تشکیل سماج میں ذرائع ابلاغ کا کردار (اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک تجزیاتی مطالعہ)

یہ آرٹیکل ڈاکٹر نور حیات صاحب،ڈاکٹر شاہد ترمذی اور ڈاکٹر اجمل فاروق کی مشترکہ کاوش ہے، جو القلم کے شمارہ 5(2021ء) میں شائع ہوا ہے،اس آرٹیکل میں ذرائع ابلاغ کے معاشرتی کردار پر بحث کی گئی ہے۔ ذرائع ابلاغ میں جدید ذرائع ابلاغ (سوشل میڈیا) کی بجائے صرف عمومی ذرائع ابلاغ کا تذکرہ ہے اور تعلیم وتربیت کا ذکر سرے سے مفقود ہے۔

2. ذرائع ابلاغ کے اصول وضوابط،پیمرا کے مذہبی اور سماجی اقدار سے متعلقہ قوانین کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تجزیہ

مسٹر عبدالمنان اورڈاکٹر ریاض احمد سعید کا یہ آرٹیکل جو کہ الثقافۃ الاسلامیہ کے شمارہ نمبر 43 (جون 2020ء) میں شائع ہوا ہے۔ اس میں مقالہ نگار نے ذرائع ابلاغ کے اصول وضوابط کا اسلامی شریعت سے موازانہ کرتے ہوئے اس میں پیمرا کے کردار کا ذکر کیا ہے۔اس بحث میں مقالہ نگار نے ثابت کیا ہے کہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں پیمرا قوانین میں سُقم موجود ہیں۔پیمرا قوانین پر ان کی روح کے مطابق عمل درآمد بھی ایک مشکل مرحلہ ہے۔ تاہم اس بحث میں امور تعلیم وتربیت میں ذرائع ابلاغ کے کردار پر گفتگو نہیں ہے۔

3. ذرائع ابلاغ کے معاشرے پر منفی اثرات

محترمہ فرزانہ شاہین کا یہ آرٹیکل، جو کہ راحۃ القلوب میں شائع ہوا ہے۔ اس میں مقالہ نگار نے ذرائع ابلاغ کی موجودہ صورتحال پر سیر حاصل بحث کی ہے اور معاشرتی بگاڑ میں اس کے کردار کا جائزہ لیا ہے لیکن جدید ذرائع ابلاغ کے ضمن میں صرف الیکٹرانک میڈیا کا تذکرہ کیا ہے جبکہ سماجی ذرائع ابلاغ یا سوشل میڈیا پر کوئی خاص بات نہیں کی۔ مزید برآں ذرائع ابلاغ اور امور تعلیم وتربیت میں کو باہمی تعلق نہیں بیان کیا۔

4. فلاح معاشرہ میں تعلیم وتربیت کا کردار تعلیمات نبوی کی روشنی میں

یہ ڈاکٹر محمد ادریس لودھی کا آرٹیکل ہے، جو کہ الثقافۃ الاسلامیہ، شمارہ38(2017ء) میں شائع ہوا ہے، تعلیم وتربیت کے حوالے بہت شاندار ہے، تاہم اس میں تعلیم وتربیت میں ذرائع ابلاغ کے کردار کے حوالے سے کوئی بحث نہیں ہے اور مقالہ صرف تعلیم وتربیت کے معاشرتی کردار پر محیط ہے۔

5. دعوت و تبلیغ میں ذرائع ابلاغ کی تحدید

ڈاکٹر محمد ایاز اور ڈاکٹر سہیل انور کی مشترکہ کاوش سے ایکٹا اسلامیکا میں شائع ہونے والا یہ آرٹیکل دعوت و تبلیغ میں ذرائع ابلاغ کے کردار کے حوالے سے بہت اہم ہے۔ مقالہ نگار نے اس مقالے میں دعوت و تبلیغ کے لئے ذرائع ابلاغ پر کلی انحصار کرنے کی نفی کی ہے اور یہ بات حقیقت پر بھی مبنی ہے کہ ذرائع ابلاغ کو صرف معاونت کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مقالہ نگار نے ذرائع ابلاغ کے جدید پہلوؤں سے استفادہ کرنے کے حوالے سے کوئی بات نہیں کی۔

6. جدید سماجی ذرائع ابلاغ کے استعمالات و اثرات کا اسلامی تناظر میں علمی جائزہ

ڈاکٹر سعید الرحمن نے ایکٹا اسلامیکا کی جلد نمبر 4 میں شائع ہونے والا اپنے اس آرٹیکل میں سوشل میڈیا کے منفی و مثبت اثرات کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تجزیہ کیا ہے، تاہم تعلیم و تربیت میں اس کے کردار کے حوالے سے کوئی گفتگو نہیں کی۔

7. سید عبد المالک آغا، "اسلام اور جدید میڈیا"، القلم، جلد 2، شمارہ 3 (2014ء)

محترم ڈاکٹر سید عبد المالک آغا کا یہ آرٹیکل جو شعبہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی کے ریسرچ جرنل "القلم" (دسمبر 2014ء) میں تحریر کیا گیا ہے۔ اس آرٹیکل میں عصر حاضر میں اسلامی میڈیا کے ماخذ و مصادر اور ذمہ داریوں پر اسلامی نقطہ نظر سے تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ آرٹیکل صرف جدید میڈیا کی بحث تک محدود ہے اور اس میں تعلیم و تربیت کا تذکرہ نہیں ہے۔

8. دور جدید میں میڈیا کی ضرورت و اہمیت اور حقیقت احوال

ڈاکٹر نور حیات خان صاحب کا یہ آرٹیکل جو شعبہ علوم اسلامیہ نمل یونیورسٹی کے ریسرچ جرنل "البصیرہ" (جلد 2، شمارہ 4، دسمبر 2013ء) میں شائع ہوا۔ اس مقالے میں میڈیا کی ضرورت و اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ امقالہ نگار نے معاشرے میں میڈیا کے کردار کی وضاحت کرتے ہوئے اس کے لئے اسلامی حدود و قیود کا تعین کیا ہے۔ میڈیا پر مغربی اثرات کا بھرپور انداز میں جائزہ لیا ہے لیکن میڈیا اور تعلیم و تربیت کے باہمی تعلق پر کوئی بات نہیں کی۔

9. اسلام کا تصور تربیت

محترمہ ارم سلطانہ صاحبہ کا یہ آرٹیکل جو شعبہ علوم اسلامیہ نمل یونیورسٹی کے ریسرچ جرنل "البصیرہ" (جلد 1، شمارہ 2، دسمبر 2012ء) میں شائع ہوا۔ مقالہ نگار نے اپنے اس مقالے میں اسلام کے تصور تربیت پر بحث کی ہے اور تربیت کی مختلف جہات پر روشنی ڈالی ہے۔ انہوں نے تربیت کو مقصد تعلیم کے طور پر بیان کیا ہے۔ تاہم تعلیم و تربیت میں ذرائع ابلاغ کے کردار پر کوئی بحث نہیں کی گئی۔

10. سماجی روابط کی ویب سائٹس اور اسلامی تعلیمات

محترمہ اقراء خالد صاحبہ کا آرٹیکل جو گورنمنٹ کالج وویمن یونیورسٹی سیالکوٹ کے ریسرچ جرنل "العلم" (جلد2، شمارہ 1، 2018ء) میں شائع ہوا۔ مقالہ نگار نے اس میں سماجی روابط کی ویب سائٹس کے نقصان دہ پہلوؤں پر بات کی ہے جن میں رذائل میں رغبت، والدین کی نافرمانی، بغیر تحقیق کے مواد کا اشتراک، ناجائز تعلقات کا فروغ، تہمت و الزم تراشی میں اضافہ، ریاکاری اور نمود نمائش کی کثرت اور گستاخانہ مواد کی اشاعت کا ذکر کیا ہے۔ اس آرٹیکل میں ان کے مفید پہلوؤں کا تذکرہ مفقود ہے۔ اگرچہ آرٹیکل میں اس بات کا ذکر ہے کہ سوشل میڈیا سے مفید کام بھی لئے جاسکتے ہیں تاہم اس کی کوئی وضاحت نہیں کی گئی اور یہ آرٹیکل سوشل میڈیا کی منفعت کے حوالے سے خاموش ہے۔

11. تعلیمات رسول ﷺ کی روشنی میں ذرائع ابلاغ کا کردار اور ذمہ داریاں: تحقیقی مطالعہ

محترم عبدالمھیمن اور سلطان سکندر نے اپنے مقالے میں تعلیمات رسول ﷺ کی روشنی میں ذرائع ابلاغ کا کردار اور ذمہ داریوں کا جائزہ لیا ہے۔ اس آرٹیکل میں ابلاغ کو ریاست کا چوتھا ستون قرار دیتے ہوئے اس پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ یہ معاشرے کی تشکیل میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ ابلاغ کے مقاصد کی وضاحت کرتے ہوئے ذرائع ابلاغ کی بھی کچھ تفصیل بیان کی گئی ہے۔ ابلاغ کے اسلامی اصول وضوابط بیان کرتے ہوئے ذرائع ابلاغ کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلایا گیا ہے۔ موجودہ ذرائع ابلاغ کے منفی رویے کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ آرٹیکل کے آخر میں سماجی رابطے کی ویب سائٹس کا بھی ذکر کیا ہے تاہم اس کی تفصیل موجود نہیں ہے۔

12. ابلاغ کا اسلامی تصور اور عہد حاضر کے معاشرتی تقاضے۔

ڈاکٹر مطیع اللہ باجوہ نے اپنے مقالے ابلاغ کی اہمیت پر بحث کی ہے۔ اس آرٹیکل میں ابلاغ کے اسلامی اصولوں پر روشنی ڈالتے ہوئے اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ اسلامی نظریہ ابلاغ اور اشتراکیت کے نظریہ ابلاغ سے مختلف ہے۔ عہد حاضر میں جدید ذرائع ابلاغ کو استعمال کر کے اسلام مخالف قوتیں اپنے تحفظ اور ارتقاء کی جنگ لڑ رہی ہیں ان حالات میں ضروری ہے کہ اسلام پسند اس سے استفادہ کریں، مصنف نے ابلاغ کے اسلامی اصول تو بیان کئے ہیں لیکن ذرائع ابلاغ کو استعمال کرنے حوالے سے کوئی ٹھوس لائحہ عمل پیش نہیں کیا۔

13. اولاد کی تربیت میں سوشل میڈیا کا کردار اسباب واثرات کے تناظر میں جائزہ

محترمہ سمیہ یوسف اور ڈاکٹر محمد یوسف باروی کا یہ آرٹیکل سوشل میڈیا کے کردار پر روشنی ڈالتا ہے۔ آرٹیکل میں سوشل میڈیا کے وضاحت کے بعد اس کے گہرے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے اور اس کی وجہ سے عام ہونے والی برائیوں پر روشنی ڈالی گئی ہے تاہم مولفین نے اس کے فوائد کا بھی تذکرہ کیا ہے اور سوشل میڈیا کے

کنٹرول کے حوالے سے گفتگو کی ہے تاہم آرٹیکل کو زیادہ فوکس بچوں پر ہے اور عام افراد کی تربیت پر اس کے کردار کا جائزہ اس میں مفقود ہے۔

14. أولويات الإعلام المعاصر في ضوء مقاصد الشريعة

محترم محمود النفار (پی ایچ ڈی سکالر نجم الدین اربکان یونیورسٹی ترکی) کا یہ آرٹیکل عصر حاضر کے ذرائع ابلاغ کے مثبت و منفی پہلوؤں کا جائزہ لیتے ہوئے اسلامی اصولوں کی بنیاد پر ان کی درجہ بندی اور ترجیحات کو واضح کرتا ہے۔اس آرٹیکل میں دنیا کو گلوبل ولیج میں تبدیل کرنے والے ذرائع ابلاغ کی مغربی بالا دستی، اخلاقی انحطاط، اور مادیت پرستی کے بڑھتے اثرات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ مصنف نے اسلامی ذرائع ابلاغ کے لیے ترجیحات کا تعین کرتے ہوئے "فقہ الأولویات" کو ایک رہنما اصول کے طور پر پیش کیا ہے، جس کے ذریعے ذرائع ابلاغ کو مثبت سماجی تبدیلی، انصاف، اور اسلامی اقدار کے فروغ کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔انہوں نے ذرائع ابلاغ کے منفی پہلوؤں جیسے افواہوں، غیر اخلاقی مواد، اور اسلام مخالف پروپیگنڈا کے خاتمے پر زور دیا ہے۔اس آرٹیکل میں ذرائع ابلاغ کو شریعت کے مقاصد سے ہم آہنگ کرنے کے لیے قلیل، وسط، اور طویل مدتی حکمت عملیاں تجویز کی گئی ہیں اور ذرائع ماہرین کو اسلامی اصولوں کی بنیاد پر جدت لانے کی دعوت دی گئی ہے تاہم تعلیم وتربیت میں ذرائع ابلاغ کے کردار پر بات نہیں کی گئی۔

15. Sharing/Spreading non-verified information on social media in the light of Quran and Sunnah

مجلہ الثقافۃ الاسلامیہ میں شیخ عدنان احمد کا سوشل میڈیا کے موضوع پر شائع ہونے والا یہ آرٹیکل صرف اشاعت معلومات کی جہت سے متعلق ہے،مقالہ نگار نے سوشل میڈیا پر مشہور ہونے والی غیر مستند خبروں کے معاشرے پر ہونے والے اثرات کا جائزہ لیا ہے اور قرآن وسنت کی روشنی میں خبروں کی اشاعت کے اصول بیان کئے ہیں۔ تاہم اس بحث میں تعلیم وتربیت پر سوشل میڈیا کے کردار پر کوئی تذکرہ نہیں ہے۔

16. Role of social media in the light of islamic teaching

ڈاکٹر عبدالقیوم صاحب کا یہ آرٹیکل جو کہ القلم (2015ء) میں شائع ہوا ہے۔اس میں مقالہ نگار نے سوشل میڈیا کو تبلیغ اسلام میں استعمال کرنے کی ضرورت واہمیت پر زور دیا ہے اور ان جہات کی طرف نشاندہی کی جن کو استعمال کرتے ہوئے سوشل میڈیا کو اسلام کی نشرواشاعت کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ تاہم جدید ذرائع ابلاغ کے ان مفید پہلوؤں کا ذکر نہیں کیا گیا جو امور تعلیم وتربیت میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

17. The Study of positive and negative effects of Social Media on socity

محترم وسیم اکرم صاحب کا یہ آرٹیکل جو کہ JCSE کے شمارہ نمبر 5 میں شائع ہوا ہے۔مقالہ نگار نے اس

آرٹیکل میں معاشرے پر سوشل میڈیا کے اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے مُثبت اثرات میں رابطے میں آسانی اور کاروبار میں اضافے کا تذکرہ کیا ہے جبکہ منفی اثرات میں آن لائن خطرات کی نشاندہی کی ہے۔ مقالہ نگار نے سوشل میڈیا کے امور تعلیم وتربیت میں کردار کے حوالے سے کوئی بات نہیں کی۔

18. Social Media: A prospective or a dilemma The Case of pakistan

یہ آرٹیکل ایک گروپ سٹڈی ہے جو ریسرچ جرنل "International Journal of Management Research and Emerging Sciences" (Vol.4 No.1 2014) میں شائع ہوا، جس کو تین مقالہ نگاروں (مقدس رحمان، خنساء ارم اور محمد الیاس) نے مرتب کیا ہے۔ اس میں انہوں نے والدین، اساتذہ اور نوجوانوں کا سروے کرنے بعد پاکستان میں سوشل میڈیا کے حوالے سے ایک رپورٹ مرتب کی ہے جس کے مطابق ترقی یافتہ معاشروں کی طرح پاکستان میں بھی روز بروز سوشل میڈیا کے استعمال میں اضافہ ہو رہا ہے۔ سوشل میڈیا کے مختلف اوصاف کی وجہ سے نوجوان طبقہ سب سے زیادہ اس سے متاثر ہو رہا ہے۔ والدین اور اساتذہ نے سوشل میڈیا کی وجہ سے رونما ہونے والی سماجی تبدیلیوں پر اپنی فکر مندی کا اظہار کیا ہے۔ مقالہ نگاروں نے اپنے اس بحث میں متعلقہ ادروں کو اس سلسلے میں اپنے کردار ادا کرنے کی طرف رہنمائی کی ہے، تاہم اس آرٹیکل امور تعلیم وتربیت میں جدید ذرائع ابلاغ کے کردار کے حوالے سے کوئی مواد نہیں ہے۔

19. Role and effects of social media on family and socity.

Journal of Islamic studies (Epistemology) کے جنوری 2018ء کے شمارے میں شائع ہونے والا محترمہ ام سلمی کا ریسرچ پیپر ہے۔ یہ آرٹیکل اسلامی خاندانی نظام اور سماج پر سوشل میڈیا کے مثبت و منفی اثرات پر روشنی ڈالتا ہے۔ اس میں خاندان کو معاشرت کی بنیادی اکائی قرار دیتے ہوئے اسلامی تعلیمات کے مطابق اخلاقی اقدار، محبت، اور باہمی تعلقات کی اہمیت اجاگر کی گئی ہے۔ مضمون میں سوشل میڈیا کی معلوماتی اور تعلیمی فوائد کو تسلیم کرتے ہوئے اس کے منفی پہلوؤں جیسے فحاشی، اخلاقی گراوٹ، اور خاندانی انتشار پر تنقید کی گئی ہے۔ اسلام کی روشنی میں اخلاقیات اور حیا کو برقرار رکھتے ہوئے سوشل میڈیا کے مثبت اور ذمہ دارانہ استعمال کی تجاویز پیش کی گئی ہیں تاکہ خاندانی نظام مضبوط اور معاشرہ مستحکم رہے۔ اس آرٹیکل میں مصنفہ نے اس بات پر زور دیا ہے کہ سوشل میڈیا میں مثبت مواد کو استعمال کرنا چاہیے لیکن نئے مواد کی تخلیق اور موجودہ مواد فلٹریشن کے حوالے سے کسی لائحہ عمل کا تذکرہ نہیں کیا۔ مصنفہ نے اس آرٹیکل میں سوشل میڈیا کے استعمال کے حوالے سے اصول وقوانین مرتب کرنے کی ضرورت واہمیت پر بھی زور دیا ہے۔

کتب(Bookd)

1. میڈیا اسلام اور ہم

یہ کتاب ادارہ ڈاکٹر سید محمد انور نے "میڈیا، اسلام اور ہم" کے نام سے ذرائع ابلاغ کے موضوع پر ایک کارآمد تصنیف تحریر کی ہے جسے ایمل پبلیکیشنز اسلام آباد نے 2016ء میں شائع کیا، اس تصنیف میں ڈاکٹر صاحب نے دورِ جدید میں ابلاغ عامہ کے اصول، اسلام کا نظریہ ابلاغ اور میڈیا کے محرکات و مضمرات پر قابل قدر اور قابلِ ستائش تحقیق کام کیا ہے۔ اس کتاب میں تعلیم و تربیت کے حوالے سے کوئی مبحث نہیں ہے۔

2. انٹرنیٹ اور جدید ذرائع ابلاغ دینی مقاصد اور عقود و معاملات کے لیے استعمال

یہ کتاب ادارہ القرآن العلوم الاسلامیہ کراچی نے 2009ء میں شائع کی ہے۔ یہ کتاب بنیادی طور پر ایک سیمنار میں پڑھے گئے مقالات کا مجموعہ ہے۔ جس میں انٹرنیٹ کی دینی اور درست استعمال کی طرف لوگوں کی رہنمائی کی گئی ہے تاہم جدید ذرائع ابلاغ کے حوالے سے ان مقالات میں کوئی تذکرہ نہیں ہے۔

3. افواہیں اور ان کے مہلک اثرات

یہ ڈاکٹر محمد یوسف فاروقی کی کتاب ہے جو دعوۃ اکیڈمی اسلام آباد نے شائع کی ہے۔ اس کتاب میں ڈاکٹر صاحب نے غلط افواہوں کے نقصانات اور معاشرے میں ان کے اثرات پر بات کی ہے۔ تاہم امور تعلیم و تربیت میں جدید ذرائع ابلاغ کی معاونت پر کوئی تحریر نہیں ہے۔

4. خیر القرون کی درسگاہیں اور ان کا نظام تعلیم و تربیت

قاضی اطہر مبارک پوری کی یہ تصنیف جو کہ ادارہ اسلامیات لاہور نے شائع کی ہے، نظام تعلیم و تربیت پر ایک عمدہ تصنیف ہے۔ مؤلف نے اس میں خیر القرون کی درسگاہوں پر تفصیلی بحث کی ہے۔ اہل علم نے اس دور میں مختلف مقامات پر تعلیم و تربیت کی مجالس قائم کی جن میں طلباء کو قرآن و حدیث اور اس کے معاون علوم کی تعلیم دی جاتی تھی۔ تعلیم و تربیت کے لئے تمام ممکنہ ذرائع استعمال کئے جاتے تھے۔ یہ تصنیف تعلیم و تربیت کے مراکز کے حوالے سے بہت شاندار ہے تاہم اس میں جدید ذرائع ابلاغ کے تذکرے کی کمی ہے۔

5. حول التربیہ والتعلیم

محترم عبد الکریم بکار صاحب کی یہ کتاب جو دار القلم دمشق سے 2011ء میں شائع ہوئی ہے۔ مولف نے اس کتاب میں امور تعلیم و تربیت پر عمدہ گفتگو کی ہے۔ تعلیم و تربیت کی ضرورت و اہمیت اور متعلم کے کردار پر روشنی ڈالی ہے، تعلیم و تربیت کے مختلف منہاج پر بات کی ہے۔ تاہم امور تعلیم و تربیت پر جدید ذرائع ابلاغ کے اثرات پر کوئی مبحث موجود نہیں ہے۔

6. الإعلام الجديد: تحولات اتصالية ورؤى معاصرة

محترم اُستاذ دکتور وسام فاضل راضی صاحب کی یہ کتاب جو دار الکتاب الجامعہ لبنان نے 2017ء میں شائع کی، جدید ذرائع ابلاغ کے حوالے سے بہت عمدہ ہے۔ اس میں مصنف نے سب سے پہلے انٹرنیٹ کے تعارف اور خصوصیات پر بات کی ہے اس کے بعد جدید ذرائع ابلاغ کے معنی ومفہوم کو واضح کرتے ہوئے اس کی اقسام، خصوصیات، نظریاتی پہلو، ابلاغی اثر پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔ تاہم جدید ذرائع ابلاغ کا تعلیم وتربیت میں کردار کے حوالے سے اس میں کوئی بحث نہیں کی گئی۔

ان سب تحقیقی کاوشوں میں امور تعلیم وتربیت میں جدید ذرائع ابلاغ کے تعمیری کردار کی وضاحت مفقود ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ اگر معاشرہ بگاڑ سکتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ ان میں اتنی قوت ہے کہ وہ معاشرے کی اصلاح بھی کرسکتے ہیں۔ سابقہ تحقیقات وتالیفات مین جدید ذرائع ابلاغ کے اس پہلو کو عمومی طور پر نظر انداز کیا گیا ہے۔ اس خلا کو پورا کرنے کے لئے زیر نظر مقالہ تحریر کیا جارہا ہے۔

جواز تحقیق

امور تعلیم وتربیت پر جدید ذرائع ابلاغ کے کردار کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، تاہم جدید ذرائع ابلاغ کا استعمال انسانی اختیار میں ہے۔ لہذا اس کا محتاط استعمال کر کے تعلیم وتربیت کے عمل میں انقلاب لایا جاسکتاہے اور اس کے شر سے آگاہ ہوکر انفرادی اور اجتماعی زندگی کو نقصان دہ امور سے بچا کر مفید معاملات میں صرف کیا جاسکتاہے۔
امور تعلیم وتربیت میں جدید ذرائع ابلاغ کی ضرورت واہمیت کو اجاگر کرنے اور شرعی اصول وضوابط کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کے استعمال کی حدودوقیود کا تعین کرنے کے لئے یہ تحقیقی مقالہ مرتب کیا گیاہے۔

تحدید اور دائرہ کار موضوع

چونکہ یہ تحقیقی مطالعہ جدید ذرائع ابلاغ اور امور تعلیم وتربیت کے باہمی تعلق پر مشتمل ہے اس لئے اس مقالے میں امور تعلیم وتربیت کی بحث میں طلباء، اساتذہ اور والدین کے کردار پر بات کی گئی ہے کیونکہ جہاں طلباء اور بچے تعلیم وتربیت کا ہدف ہیں تو اساتذہ اور والدین اس کے ذمہ دار ہیں۔ جدید ذرائع ابلاغ میں سماجی ذرائع ابلاغ کو شامل تحقیق کیا گیاہے جسے عرف عام سوشل میڈیا بھی کہا جاتا ہے۔ سماجی ذرائع ابلاغ کی سائیٹس تعلیم وتربیت کے ساتھ کسی نہ کسی طرح منسلک ہیں اور وہ امور تعلیم وتربیت میں دوطرفہ اثرات رکھتی ہیں۔ اگر سمجھداری کے ساتھ ان کو استعمال کیا جائے تو ان سے فوائد سمیٹے جاسکتے ہیں بصورت دیگر یہ اخلاق وکردار کے ساتھ ساتھ دینی تشخص کو بگاڑنے کا ذریعہ بھی بن سکتاہے۔

فصل سوم: مقاصدِ تحقیق، سوالاتِ تحقیق اور منہج واُسلوب

مقاصد تحقیق

1) امور تعلیم وتربیت میں جدید ذرائع ابلاغ کی ضرورت واہمیت کو اجاگر کرنا۔

2) جدید ذرائع ابلاغ کے تعلیم وتربیت پر مثبت اور منفی پہلوؤں کی نشاندہی کرنا۔

3) جدید ذرائع ابلاغ کے استعمال کی شرعی حدود وقیود کا تعین کرنا۔

سوالاتِ تحقیق

1) امور تعلیم وتربیت میں جدید ذرائع ابلاغ کا کیا کردار ہے؟

2) جدید ذرائع ابلاغ کے تعلیم وتربیت پر مثبت اور منفی اثرات کون کون سے ہیں؟

3) جدید ذرائع ابلاغ تعلیم وتربیت کے عمل میں کیونکر مدد ومعاون ثابت ہوسکتے ہیں؟

منہج واُسلوب تحقیق

- مقالہ میں بنیادی طور پر تجزیاتی اسلوب اپنایا گیا ہے۔
- موضوعِ تحقیق میں مصادر اصلیہ تفاسیر میں تفسیر ابن کثیر، احادیث میں صحیح بخاری و مسلم، سنن ابو داؤد سے حتی الامکان استفادہ کیا گیا ہے۔
- جہاں ضرورت محسوس کی گئی ہے وہاں ثانوی مصادر مثلا: فہم القرآن از میاں محمد جمیل، تفسیر القرآن الکریم از عبد السلام بھٹوی وغیرہ سے بھی رجوع کیا گیا ہے۔
- جدید اصطلاحات کے تلفظ کو آسانی سے جاننے اور اشتباہ سے بچنے کے لئے قوسین میں اس کی انگریزی بھی لکھ دی ہے۔
- عربی اور انگریزی عبارات کا بامحاورہ ترجمہ کیا گیا ہے۔
- حوالہ جات فٹ نوٹ میں دیئے گئے ہیں۔
- بعض جدید معلومات کے لئے انٹرنیٹ کا استعمال ضروری تھا، مثلا: جدید ذرائع ابلاغ کا تعارف و تجزیہ، اس سلسلے میں متعلقہ ویب سائٹ کا حوالہ دیا گیا ہے۔
- مقالہ کے آخر میں نتائج اور سفارشات بھی مرتب کی گئی ہے۔
- مقالے کے آخر میں آیات قرآنیہ، احادیث مبارکہ اور اعلام واماکن کی فہرست مہیا کر دی گئی ہے۔

باب دوم

تعلیم وتربیت اور جدید ذرائع ابلاغ-تعارف واہمیت

فصل اول: تعلیم وتربیت - مفہوم، مقصد اور اہمیت

فصل دوم: ابلاغی عمل میں جدید ذرائع ابلاغ کا کردار

فصل سوم: جدید ذرائع ابلاغ اور امور تعلیم وتربیت کا باہمی تعلق

فصل اول: تعلیم وتربیت کا مفہوم اور اہمیت

مبحث اول: تعلیم وتربیت، معنی ومفہوم

تعلیم وتربیت باہم لازم ملزوم ہیں۔ اچھی تربیت تعلیم کی عمدگی کا ہی نتیجہ ہوتی ہے۔ عمدہ تربیت کی بنیاد تعلیم ہی ہوتی ہے۔ کسی بھی تعلیمی ادارے کی درجہ بندی میں اس سے فارغ التحصیل ہونے والے طلباء کا کردار بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ ابتدائی تعلیم کے اکثر اداروں میں طلباء کی تربیت پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے اور تربیت کے اس عمل کو تعلیم کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔اسی بنیاد پر کسی طالب علم کے کردار کی شہادت اور گواہی (Character Certificate کی شکل میں تعلیمی ادارے سے ہی لی جاتی ہے۔ تعلیم ایک ایسا عمل ہے جس میں معلم تمام دستیاب وسائل کو استعمال کرتے ہوئے اور اپنی تمام صلاحیتیں بروئے کار لاتے ہوئے ہر ممکنہ طریقے سے اپنے شاگرد کی شخصیت کی تکمیل کرتا ہے۔ کسی بھی شخصیت کی تکمیل میں کردار بنیادی اہمیت رکھتا ہے اور کردار کا اظہار انسان کے عمل ہی سے ہوتا ہے۔ اگر تعلیم وتربیت کا باہمی تعلق ختم یا کمزور کر دیا جائے تو تعلیم محض معلومات اور اسناد کے حصول کا ذریعہ بن کر رہ جائے گی۔ ایسی تعلیم اخلاقی اقدار سے خالی ہو جائے گی۔ اس میں استاد وشاگرد کا تعلق ایک دکاندار اور گاہک جیسا بن جائے گا۔اس کے ساتھ ساتھ جب تربیت کو تعلیم سے جدا کریں گے تو تربیت کے خود ساختہ معیار وتصورات معاشروں کو تباہی وبربادی کی طرف ہانک دیں گے۔ اس لئے ضروری ہے تعلیم وتربیت کو معنی ومفہوم کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں سمجھا جائے۔

تعلیم وتربیت کا لغوی معنی

تعلیم اصلاً یہ عربی زبان کا لفظ ہے، تعلیم کا لفظ علم سے نکلا ہے جس کے معنی کسی چیز کی حقیقت کا ادراک کرنے کے ہیں۔ لغت میں علم کے معنی سکھانا، تلقین، تہذیب، ہدایت، تفہیم، آراستگی وغیرہ کے ہیں(1) ، تعلیم مصدر ہے اور اس کا مادہ علم ہے، یہ جہل کی ضد ہے، امام راغب اصفہانی "مفردات میں رقمطراز ہیں: العلم: ادراک الشیء بحقیقتہ(2) (کسی چیز کی حقیقت کو سمجھنا علم کہلاتا ہے)۔ "تعلیم" کے معنی کسی خبر کو بار بار اتنی کثرت کے ساتھ کسی متعلم کو اتنی بار دینا کہ اس کے ذہن میں اس کا اثر پیدا ہو جائے۔ علم ایسی چیز پر دلالت کرتا ہے جس کے

---

(1)۔i۔ سید احمد دہلوی، **فرہنگ آصفیہ** (لاہور، مکتبہ حسن سہیل)، ص:612، ii۔ **فیروز اللغات اردو**، ص362

(2)۔ راغب اصفہانی۔ ابو القاسم الحسین بن محمد، المفردات فی غریب القرآن، دار القلم (بیروت، دمشق، طبع اول)580/1

ذریعے ایک چیز کو دوسری چیز سے ممتاز کیا جاتا ہے۔(1) ابن منظور کہتے ہیں کہ جہالت علم کی ضد ہے(2) ۔اس سے علم کے معنی میں نکھار پیدا ہوتا ہے کہ جب کسی بھی حوالے سے جہالت کا خاتمہ ہوتا ہے تو وہ اصل میں علم کا طلوع ہونا ہوتا ہے۔ جہالت ایک گہری اور عمیق تاریکی ہے جس میں چیزیں پوشیدہ رہتی ہیں اور حقیقت کا علم اور ادارک نہیں ہوپاتا۔ جہالت میں واضح چیزیں بھی چھپی رہتی ہیں۔جب علم کی روشنی پڑتی ہے تو چیزیں ظاہر ہونا شروع ہوجاتی ہیں۔

تربیت عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کا مادہ "ر،ب،ی" ہے۔یہ تفعلۃ کے وزن پر باب تفعیل کا مصدر ہے،مادے میں کلمہ لام چونکہ "ی" ہونے کی بناء پر ناقص ہے اس لئے یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ باب ضرب یضرب میں اگر ناقص یائی ہو تو اس میں مبالغے کا معنی ومفہوم پایا جاتا ہے۔ امام راغب اصفہانی لفظ تربیت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"التربية، وهو إنشاء الشيء حالا فحالا إلى حدّ التمام " (3)

تربیت کا مطلب ہے کہ کسی چیز کی درجہ بدرجہ اس انداز سے پرورش کرنا کہ وہ حد کمال کو پہنچ جائے

مولنا عبد الحفیظ بلیاوی نے مصباح اللغات میں بھی تربیت کا معنی درجہ بدرجہ کمال کو پہچانا لکھا ہے(4)

مولوی فیروز الدین نے "فیروز اللغات" میں تربیت کے معنی "پرورش، پرداخت، تعلیم وتہذیب اور تعلیم اخلاق کے لکھے ہیں(5)

اردو لغت بورڈ، کراچی کے مطابق تربیت کا معنی تعلیم، تادیب، اخلاق وتہذیب کی تعلیم، سکھانا، سدھانا، پروان چڑھانا اور پرورش کے ہیں۔(6)

قرآن مجید میں میں یہ لفظ پرورش کرنے اور پالنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے(7) ۔

آج جن معنوں میں تربیت کا لفظ رائج ہے، قرآن مجید نے اس کے لئے تزکیہ کا لفظ بھی استعمال کیا ہے۔

---

(1)۔ { العلم يدل على اثر بالشى يتميز بہ عن غيره} ابن فارس، احمد بن فارس، معجم مقاييس اللغة ، بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1990،

(2)۔{ الجَهْل: نَقِيضُ العِلْم} الافریقی، جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور، (ت: 711ھ)، لسان العرب: باب االلام: مادة : الجهل، لبنان، بیروت، دار صادر، طبع الثالثۃ /1414ھ، جلد نمبر 11 صفحہ نمبر 129

(3)۔ اصفہانی، راغب، المفردات فی غریب القرآن) ، 1/336

(4)۔ ابو الفضل، مولنا عبد الحفیظ بلیاوی، مصباح اللغات (لاہور، مکتبہ قدوسیہ، 1999ء)، ص266

(5)۔ مولوی، فیروز الدین، فیروز اللغات اردو (لاہور، فیروز سنز، 1964ء)، ص354

(6)۔ اردو لغت (کراچی، اردو بورڈ، 1977ء) ص

(7)۔﴿رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا﴾، الاسراء: 24، (اے میرے رب! ان دونوں پر رحم کیجیے جیسے انھوں نے بچپن میں میری پرورش کی)، ﴿قَالَ أَلَمْ نُرَبِّكَ فِينَا وَلِيدًا﴾، الشعراء: 18، (اس نے کیا کہا ہم نے تم کو اپنے یہاں بچپن میں پالا نہیں تھا؟)

تعلیم و تربیت کا مفہوم

تعلیم و تربیت ایک ایسا عمل ہے جو سیکھنے اور عمل کرنے کی سہولت دیتا ہے۔ یہ وہ راستہ ہے جس پر چل کر فرد کسی منزل تک جا پہنچتا ہے۔ اس سے قومیں اپنی تہذیب، ثقافت اور رسم و رواج آئندہ نسل تک منتقل کرتی ہیں۔ صحیح معنوں میں تعلیم و تربیت سے مراد وہ تمام اثرات ہیں جو کسی قوم کے بالغ افراد اپنی نئی نسل میں اس غرض سے پیدا کریں کہ قوم کے بچے صحیح طور پر نشو و نما حاصل کریں۔ تعلیم و تربیت کے ذریعے ہی عقائد، اقدار، عادات ،اور علم و ہنر ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل ہوتا ہے۔ علم در حقیقت جاننے اور کھوج لگانے کا نام ہے۔ یہ ایسی روشنی کا نام ہے جس سے مستفید ہو کر انسان اچھائی اور بھلائی سے نہ صرف خود آگاہ ہوتا ہے بلکہ دوسروں کے لئے بھی مشعل راہ بنتا ہے۔ جب اس کے مقابلے میں لاعلمی اور جہالت ایسی بیماری ہے جس کا شکار ہو کر افراد اور معاشرے ذلت اور پستی کی اتھاہ گہرائیوں میں جا گرتے ہیں۔ تربیت سے مراد کسی چیز یا فرد میں صفات کو نمایاں کرنا ہوتا ہے ۔تربیت کے مفہوم میں پرورش کرنا، غذا دینا، مہذب بنانا، اچھا انتظام کرنا، نظم و نسق چلانا، درستگی کرنا، عمدگی پیدا کرنا اور خراب ہونے سے بچانا وغیرہ شامل ہے۔ اصطلاحی طور پر انسانی شخصیت کی تمام پہلوؤں کی نشو و نما کر کے اسے درجہ کمال تک لے جانے کا نام تربیت کہلاتا ہے۔

مفتی شفیع صاحب نے تفسیر معارف قرآن میں تربیت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "تربیت اس کو کہتے ہیں کہ کسی چیز کو اس کے تمام مصالح کی رعائیت کرتے ہوئے درجہ بدرجہ اس طرح آگے بڑھایا جائے کہ وہ حدِ کمال کو پہنچ جائے"[(1)]

اس اقتباس سے ہمیں تربیت کے عمل کا طریقہء کار سمجھ آتا ہے۔ تربیت کے عمل میں جو طویل اور صبر آزما مراحل طے کرنا پڑتے ہیں اس کی طرف بھی اس اقتباس میں اشارہ ہے۔ علامہ حقانی صاحب اپنی تفسیر فتح المنان میں تربیت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "تربیت یہ ہے کہ درجہ بدرجہ کسی چیز کو پورا کیا جائے اور اس کے کمال تک جو کہ مقدر ہے پہنچایا جائے اور علم محسوسات میں آپ کو صدہا بلکہ ہزارہا چیزوں کا درجہ بدرجہ پورا ہونا اور تربیت پانا مشاہدے سے معلوم ہوتا ہے"[(2)] ۔

اس اقتباس سے تربیت کی جو جامعیت سامنے آتی ہے اس کا حصول تعلیم کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ تعلیم ایک ایسا جامع لفظ ہے جس میں تدریس کے ساتھ ساتھ تدریب، تادیب اور بسا اوقات تربیت بھی شامل ہوتی ہے۔

---

(1)۔ مفتی، محمد شفیع، تفسیر معارف القرآن (کراچی: مکتبہ معارف القرآن 2008ء)، جلد نمبر 80/1

(2)۔ حقانی، ابو محمد عبد الحق دہلوی، تفسیر فتح المنان (کراچی، میر محمد کتب خانہ) 242/1

تعلیم انسان کے اخلاق و کردار کو سنوارنے کا نام ہے۔ تعلیم کی مدد سے انسان کا تعلق اپنے خالق کے ساتھ مستحکم ہوتا ہے۔ انسان دنیا و آخرت کی حقیقت سے واقف ہو کر صراط مستقیم کا انتخاب کرتا ہے۔ یہ سارے مقاصد تعلیم کے درست تصور سے جڑے ہوئے ہیں۔ تعلیم کا اصل مقصد انسانی شخصیت کی تعمیر ہے اور یہ مقصد تربیت کے عمل کے بغیر حاصل نہیں کیا جا سکتا لہٰذا اصل تعلیم وہی ہے جس میں تربیت موجود ہو۔ تعلیم و تربیت کی مابین دوری کو بیان کرتے ہوئے محترم عبد الوہاب حجازی رقمطراز ہیں:

"آج کے معاشرے میں جو انتشار اور انارکی پھیلی ہوئی ہے اس کا سبب یہی ہے تعلیم و تربیت کے مابین فصل پیدا کر دیا گیا ہے، تعلیم کو ترقی دی جا رہی ہے اور تربیت کے پہلو کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ مزید یہ کہ تعلیم اور تربیت دونوں کا جو مقصد ہے وہ نظروں سے بالکل اوجھل ہو گیا ہے"(1)

اس سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ تعلیم و تربیت کا یکجا ہونا کتنا ضروری ہے۔ اسلامی تعلیمات میں بھی تعلیم و تربیت کو ساتھ رکھنے کا نام ہے محترمہ ڈاکٹر ارم سلطانہ(2) اپنے مقالے "اسلام کا تصور تعلیم و تربیت" میں لکھتی ہیں:

"اسلامی تصورات میں حصول علم، تربیت سے علیحدہ نہیں۔ دونوں کو یکساں اہمیت دی گئی ہے۔ علم ایمان کی بنیاد ہے اور ایمان تربیت کی اساس۔ یہ بھی دور جدید کا ایک تحفہ ہے کہ علم سے سیرت و کردار کا تعلق توڑ دیا گیا ہے۔۔۔۔۔۔ اس کا نتیجہ ہے کہ اس طرح کے نظام تعلیم سے ایک تعلیم یافتہ بے کردار نسل تیار ہوئی ہے"(3)

تعلیم سے انسان اچھائی اور برائی کا علم حاصل کرتا ہے جب کہ اسی اچھائی کو اپنانے اور برائی سے بچنے کا نام تربیت ہے اور یہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب کوئی بھی معلومات انسانی فہم سے اس کے شعور تک پہنچتی ہیں اور اس کو اچھائی اچھی اور برائی بری لگنے لگ جاتی ہے اور یہی نیکی اور گناہ کی پہچان بھی ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے اس کی وضاحت یوں کی ہے

((اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي نَفْسِكَ، وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ)) (4)

نیکی حسن اخلاق کا دوسرا نام ہے جبکہ برائی وہ ہے جو تیرے دل کو بوجھل کر دے اور تجھے اس

---

(1)۔ عبد الوہاب حجازی، اسلامی تربیت، (بنارس، ادارہ البحوث الاسلامیہ، 2007ء)، ص 11

(2)۔ لیکچرار شعبہ علوم اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز اسلام آباد

(3)۔ ڈاکٹر، ارم سلطانہ، "اسلام کا تصور تعلیم و تربیت"، البصیرہ، جلد 1، شمارہ 2، (2012ء)، ص 97

(4)۔ مُسلم، ابو الحسین مُسلم بن الحجاج بن مُسلم قشیری نیشاپوری، "المُسند الصحیح" (ریاض: دارالسلام 1421ھ)، کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ، بَابُ تَفْسِيرِ الْبِرِّ وَالْإِثْمِ، ح 2553

کے متعلق لوگوں کو اطلاع ہونا بُرا محسوس ہو

اس حدیث مبارکہ سے یہ پتہ چلتا ہے اصل علم وہ ہے جو انسانیت کی تکمیل کرتا ہے اور جس سے انسانی معاشرے اپنی معراج کو پہنچ جائیں۔ علم کے ساتھ تربیت کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ وہ علم عمل میں آجاتا ہے اور اگر تربیت نہیں ہوگی تو ایسا علم عمل میں نہیں آئے گا اور اگر انسان کا عمل ہی نہیں ہوگا ایسا علم حقیقت میں علم نہیں ہوتا بلکہ اسے لاعلمی ہی کہا جاتا ہے، اللہ تعالی نے قرآن مجید میں بے عمل اہل کتاب کا تذکرہ کرتے ہوئے انہیں گدھوں کے ساتھ تشبیہ دی ہے، ارشاد باری تعالی ہے:

﴿مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا﴾ (1)

جن لوگوں کو توراۃ کا حامل بنایا گیا تھا مگر انھوں نے اس کا بار نہ اٹھایا، ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں۔

اس آیت مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ عمل کے بغیر علم کی اللہ تعالی کے ہاں کیا حیثیت ہے اور اگر اپنے علم کو علم نافع بنانا ہے تو اس کو عمل سے مزین کرنا ہو گا اور عمل تربیت سے آتا ہے۔ لہذا کسی بھی معاشرے کی اصلاح کے لئے ضروری ہے تعلیم و تربیت پر یکساں توجہ دی جائے۔

مبحث دوم: تعلیم و تربیت کی ضرورت واہمیت

تعلیم و تربیت کا انسانی زندگی کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے انسان کا معاملہ دیگر جانداروں سے مختلف ہے اس کو پیدائش سے لیکر موت تک ایک ایک مرحلے میں رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے جو تعلیم و تربیت کے بغیر ممکن نہیں ہے اس لئے تعلیم و تربیت انسانی زندگی کا لازمی جز ہے اللہ تعالی نے جب انسانوں کو اس دنیا میں آباد کیا تو ساتھ ہی ان کی رہنمائی کا سلسلہ بھی شروع کر دیا اور ہر قوم اور بستی کی طرف کوئی نہ کوئی نبی یا رسول مبعوث کیا جس کا مقصد انسانوں کو ان کے مقصد زندگی کا احساس دلانا تھا جیسا کہ ارشاد گرامی ہے:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾ (2)

ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا، اور اس کے ذریعہ سے سب کو خبر دار کر دیا کہ "اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو۔

اس آیت مبارکہ سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ انبیاء کی بعثت کا مقصد اقوام عالم کی اصلاح ہے، اس کام کے لئے اللہ تعالی نے انبیاء کی معاونت اور قوموں کی رہنمائی اوران کی تعلیم و تربیت کے لئے الہامی ہدایت کا سلسلہ شروع

---

(1)۔ الجمعہ:5

(2)۔النحل:36

کیا۔ خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی بعثت کا مقصد بھی انسانوں کی اصلاح ہی تھا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ﴾ (1)

﴿پس آج یہ رحمت ان لوگوں کا حصہ ہے﴾ جو اس پیغمبر نبی کی پیروی اختیار کریں جس کا ذکر انھیں اپنے ہاں توراۃ اور انجیل میں لکھا ہوا ملتا ہے۔ وہ انھیں نیکی کا حکم دیتا ہے، بدی سے روکتا ہے، ان کے لیے پاک چیزیں حلال اور ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے، اور ان پر سے وہ بوجھ اتارتا ہے جو ان پر لدے ہوئے تھے اور وہ بندشیں کھولتا ہے جن میں وہ جکڑے ہوئے تھے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ذمہ داری کو تفصیل سے بیان کیا اور یہ ذمہ داری بنیادی طور پر انسانوں کی تعلیم و تربیت ہی ہے اور آپ ﷺ نے اس کا خوب حق ادا کیا۔ تفسیر روح القرآن میں ڈاکٹر اسلم صدیقی صاحب لکھتے ہیں:

"جب ہم آپ ﷺ کی مساعی جمیلہ اور اس پر مرتب ہونے والی کامیابیوں کو دیکھتے ہیں تو ایک حیرت افزا صورت حال سامنے آتی ہے دشمنوں کی ہر چند مخالفتوں کے باوجود آپ نے انہی میں سے نہایت کامیابی سے ہیرے اور جواہر چنے ہیں۔ اور جیسے جیسے ان کی تعداد بڑھتی گئی ہے ' ان کی سیرت و کردار کا معیار بھی بلند سے بلند تر ہوتا گیا حتی کہ آپ کی زندگی کے آخری سالوں میں ایک ایسا معاشرہ وجود میں آیا جس میں گناہ کا وجود صفر تک پہنچ گیا 'معروف کی بہار چھا گئی اور منکرات کو اس سوسائٹی سے نکلنے پر مجبور ہونا پڑا" (2)

اس تفصیل سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ آپ ﷺ کی سعی وجدوجہد کا مقصود انسانوں کی اصلاح تھی اور آپ ﷺ نے اس مقصد کے حصول کے لئے انتھک محنت کی اور جاہل اور اجڈ قوم کو نیکی کی طرف مائل کیا اور برائی سے دور کیا اور ان کی زندگیوں کو منکرات سے صاف کر کے نیکیوں سے مزین کیا۔

تعلیم و تربیت کا انسانی زندگی میں اتنا دخل ہے کہ اس کے بغیر انسان ایک لمحہ بھی نہیں رہ سکتا اور اگر انسانی معاشرے سے تعلیم و تربیت کا نظام ختم کر دیا جائے تو یہ حیوانی معاشرہ بن جائے گا، جس کا مقصد نفسانی خواہشات کو

---

(1)۔ الاعراف:157

(2)۔ صدیقی، ڈاکٹر اسلم، تفسیر روح القرآن (لاہور، ادارہ ھدی للناس، 2010)، 4/269

پورا کرنے کے سوا کچھ نہیں ہوتا جبکہ اللہ تعالی کا انسانوں کو پیدا کرنے کا مقصد اعلی انسانی اخلاق کی تعمیر اور عبادت الٰہی ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں اس بات کا ذکر ان الفاظ سے کیا ہے:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (1)

میں نے جن اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لیے پیدا نہیں کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں۔

اس آیت میں اللہ تعالی نے انسانوں کی تخلیق کے اصل مقصد کی نشاندہی کی ہے، قرآن مجید میں واشگاف الفاظ میں اس بات کو بیان کرنے کا مقصد یہی ہے کہ انسان اس سے غافل نہ ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے بھی اپنی بعثت کے مقاصد میں بھی اس کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

((إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ صَالِحَ الْأَخْلَاقِ))(2) میری بعثت کا مقصد اخلاق صالحہ کی تکمیل ہے۔

آپ ﷺ کے اس فرمان سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ اعلی وارفع مقاصد کے حصول کے لئے تعلیم وتربیت کا ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ آج کہ اس ترقی یافتہ دور میں بھی افراد اخلاقی، خاندانی اور نفسیاتی الجھنوں کا شکار ہیں اور اس کی بنیادی وجہ وحی کے علم اور اس علم کی بنیاد پر قائم ہونے والے نظام تعلیم وتربیت سے تغافل ہے اور اس بات کی گواہی کلام الٰہی میں موجود ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا﴾(3)

اور جو میرے "ذکر" (درس نصیحت) سے منہ موڑے گا اس کے لیے دنیا میں تنگ زندگی ہوگی۔

شیطان اور اس کی ذریات کی ہمیشہ سے یہ کوشش اور کاوش ہے کہ انسانوں کو ان کے مقصد پیدائش غافل کرکے دنیا کی ان رنگینوں میں الجھا دیا جائے اور ان کو نہ صرف یہ کہ الہامی ہدایت سے کاٹ دیا جائے بلکہ انسانی فطرت کو ہی مسخ کر دیا جائے تاکہ ان کی آخرت کے ساتھ ساتھ دنیا بھی برباد ہو جائے اور شیطان اللہ تعالی کے دربار میں کھڑا ہو کر ان باتوں کا عزم کر چکا ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں اس کا تذکرہ بھی کیا ہے:

﴿وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ﴾(4)

میں انھیں آرزوؤں میں الجھادوں گا، میں انھیں حکم دوں گا اور وہ میرے حکم سے جانوروں کے کان پھاڑیں گے اور میں انھیں حکم دوں گا اور وہ میرے حکم سے خدائی ساخت میں ردوبدل کریں گے

---

(1)۔الذاریات:56

(2)۔ابن حنبل،احمد بن حنبل،مُسند الامام احمد بن حنبل (ریاض:دارالسلام،1434ھ)،ح8952

(3)۔طٰہ:124

(4)۔النساء:119

اس آیت سے شیطان اور اس کی ذریات کے حملوں کی شدت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور یہ بات بھی سمجھ آتی کہ شیطان کی سازشوں سے نمٹنے کے لئے عمدہ تدبیر اور سخت محنت کی ضرورت ہے اور ان حالات میں تعلیم وتربیت ہی وہ واحد ہتھیار ہے جس کو بروئے کار لا کر شیطانی حملوں سے معاشروں کو بچایا جا سکتا ہے کیونکہ ایمان اور تقوی ہی وہ ذرائع ہیں، جن کی بنیاد پر رائج تعلیم وتربیت ہی انسانوں کی کامیابی کی ضمانت ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَى آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ﴾(1)

اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقوٰی کی روش اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔

قرآن مجید کے اس بیان سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ انسانوں کے دنیاوی مسائل کا حل بھی اللہ کی نازل کردہ وحی کے اتباع میں ہے۔ جبکہ اس وقت معاشرے میں ترقی کا ایک شور مچا ہوا ہے اور یہ باور کروایا جارہا ہے کہ دنیا اس وقت جو ترقی حاصل کر رہی ہے، الہامی ہدایات اس میں رکاوٹ پیدا کرتیں ہیں اس لئے اگر ترقی کرنی ہے اور دنیا میں اپنا نام پیدا کرنا ہے تو مذہب کا کردار محدود کرنا ہو گا اور اس مسجد کی حد تک رکھنا ہو گا بلکہ اس بھی آگے بڑھ کر یہ کہا جا رہا ہے کہ اخلاقی اور سماجی پابندیاں بھی بے معنی ہیں اور انسانوں کو قید کرنے کا ذریعہ ہیں لہذا انسانوں کو کھلی آزادی ہونی چاہیے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ یہ سارے نظریات ناقص اور لاعلمی پر مبنی ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ انسانی معاشروں کا ارتقاء حدود وقیود کی پابندی کے ساتھ ہی ہوتا ہے اور اگر انسان ان معاشرتی اور سماجی قوانین سے بے اعتنائی برتیں گے تو نتیجہ تباہی کی شکل میں سامنے آئے گا اللہ تعالی نے قرآن مجید میں جب عائلی حدود کا ذکر کیا تو ساتھ یہ بات بھی سمجھائی کہ جو ان کا خیال نہیں رکھے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا، ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ﴾ (2)

یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں، اور جو کوئی اللہ کی حدوں سے تجاوز کرے گا وہ اپنے اوپر خود ظلم کرے گا۔

اس فرمان الٰہی سے یہ بات ثابت ہوتی ہے وحی پر مبنی نظام تعلیم وتربیت ہی انسانوں کی فوز وفلاح کا ذمہ دار ہے اور جو فرد تعلیم وتربیت کے عمل سے روگردانی کرے گا نہ صرف یہ کہ آنے والی نسلوں کو تباہ کر بیٹھے گا بلکہ معاشرے کو بھی ہر لحاظ سے دیوالیہ کر دے گا۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے معاشروں اور افراد کو ان وسوسوں سے

---

(1)۔ الأعراف:96

(2)۔ الطلاق:1

بچایا جائے اور ان کی صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کی جائے اور یہ کام تعلیم وتربیت سے ہی ممکن ہے۔ تعلیم وتربیت کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے ڈاکٹر محسنہ منیر صاحبہ[1] لکھتی ہیں:

"تعلیم وتربیت کا اسلامی تصور انسانی فطرت کے تقاضوں کی تکمیل کرتا ہے"[2]

اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ افراد کو راہ راست پر لانے کے لئے تعلیم وتربیت کا کردار سب سے اہم ہے اور اس کے بغیر فرد سے کسی خیر کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ تعلیم وتربیت کی مدد سے انسان کی عقلی، اخلاقی اور دینی حالت کو بہتر بنایا جاسکتا ہے اور جب ایک عمدہ انسان تیار ہو گا تو وہ ایک صالحہ معاشرے کی تشکیل میں اپنا کردار ادا کرے گا۔ فطرتی طور پر بھی انسان تعلیم وتربیت کا محتاج ہے کیونکہ اس کی صلاحیتوں میں نکھار تعلیم وتربیت کے ذریعے ہی پیدا ہوتا ہے۔ دنیا کی تمام مشکلات پر قابو پانے کے لئے اور ہمہ قسم کے حالات سے نبرد آزما ہونے کے لئے انسان کا تعلیم وتربیت سے گہرا تعلق ہونا بہت ضروری ہے۔ سید رمیز الحسن موسوی[3] تعلیم وتربیت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"انسان کا انسان بننا اور انتہائی کمال تک پہنچنا تعلیم وتربیت ہی کا مرہون منت ہے۔ اگر انسان اپنی زندگی میں تعلیم وتربیت کی نعمت کو ہاتھ سے کھودے تو وہ اپنے سب سے قیمتی سرمائے سے محروم ہو جاتا ہے۔ تعلیم وتربیت جہاں انسان کی روحانی قوتوں اور صلاحیتوں کو ترقی عطا کرتی ہے وہاں اس کی جسمانی صلاحیتیوں کو بھی تقویت پہنچاتی ہے اور انسان کی انفرادی واجتماعی اور معاشی وسماجی ضرورت کو بھی پورا کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تعلیم وتربیت تمام ادوار میں انسانی تہذیب وتمدن کی بنیاد قرار پاتی ہے"[4]

اس قتباس سے انسانی زندگی میں تعلیم وتربیت کے کردار کی وضاحت ہوتی ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ تعلیم وتربیت وہ مشعل ہے جو انسان کو منزل مقصود پر لے کر جاتی ہے اور اس مشعل کے بغیر چلنے والا انسان اپنے راستے اور منزل کے تعین کے حوالے سے ہمیشہ پریشان اور تذبذب ہی میں رہے گا اور اِس دنیا میں رہتے ہوئے اُس کی مثال اِس شخص کی طرح ہو گی جو اپنی منزل کی تلاش میں کسی لق دق صحرا میں پریشانی کے عالم میں گھوم رہا ہے اور اس کو علم ہی نہیں ہے کہ اس نے کہاں جانا ہے اور کیا کرنا ہے۔ ایسا انسان یقیناً اپنی زندگی کو ضائع کر رہا ہے اور کل آخرت

---

(1)۔ ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور

(2)۔ محسنہ منیر، "اسلامی تصور علم میں تربیت کی اہمیت"، القلم، شمارہ نمبر 16 (جولائی 2011)، ص 213

(3)۔ مدیر مجلہ سہ ماہی "نور معرفت" نور الہدیٰ مرکز تحقیقات (نمت) بھارہ کہو اسلام آباد

(4)۔ سید رمیز الحسن موسوی، "تعلیم وتربیت کی اہمیت (افکارِ امام خمینی کی روشنی میں)"، نور معرفت، شمارہ نمبر 30 (اکتوبر 2015ء)، ص 49

میں بھی اسے پریشانی وپشیمانی کا سامنہ کرنا پڑے گا اس لئے ایک عمدہ تعلیم وتربیت ہی دنیاوآخرت کی کامیابی کی ضمانت ہے۔ تعلیم وتربیت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے امام غزالی لکھتے ہیں:

"الخاصية التي يتميز بها الناس عن سائر البهائم هو العلم فالإنسان إنسان بما هو شريف لأجله وليس ذلك بقوة شخصه فإن الجمل أقوى منه ولا بعظمه فإن الفيل أعظم منه ولا بشجاعته فإن السبع أشجع منه ولا بأكله فإن الثور أوسع بطناً منه ولا ليجامع فإن أخس العصافير أقوى على السفاد منه بل لم يخلق إلا للعلم"[1]

انسان کو سارے جانوروں سے ممتاز کرنے والی خاصیت علم ہے۔ انسان کا شرف اسی علم کی وجہ ہے۔ انسان کا شرف جسمانی قوت میں نہیں ہے کیونکہ اس میں اونٹ اس سے بہتر ہے، نہ ہی انسان کا شرف دیو قامت ہونے میں ہے کیونکہ اس وصف میں ہاتھی انسان سے آگے ہے، اور نہ ہی شجاعت وبہادری میں کیونکہ درندے اس خوبی میں انسان سے تیز ہیں، انسان کا زیادہ کھانا بھی معیار شرف نہیں ہے کیونکہ بیل انسان سے زیادہ کھاتا ہے ایسے قوت مجامعت میں معمولی پرندے انسان سے بڑھ کر ہیں، اس لئے انسان ان کاموں کے لئے نہیں ہے بلکہ علم کے لئے ہے۔

امام غزالی کی اس تحریر سے انسان کی فضیلت وشرف کے معیار کا پتہ چلتا ہے۔ دنیا کے سب فلسفوں میں سے اسلام کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس نے تعلیم وتربیت کے ذریعے انسانوں کا تعلق اللہ سے قائم کیا ہے۔ تعلیم وتربیت مشن انبیاء ہے اور اس کا حتمی مقصد معاشروں کو اللہ تعالی کے ساتھ جوڑنا ہے کیونکہ انبیاء اسی مشن پر دنیا میں مبعوث کئے گئے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے کہ:

﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِي مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ﴾[2]

"کسی انسان کا یہ کام نہیں ہے کہ اللہ تو اس کو کتاب اور حکم اور نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کی بجائے تم میرے بندے بن جاؤ۔ وہ تو یہی کہے گا کہ سچے ربانی بنو۔ جیسا کہ اس کتاب کی تعلیم کا تقاضا ہے جسے تم پڑھتے اور پڑھاتے ہو۔"

---

(1)۔ الغزالی، أبو حامد محمد بن محمد الغزالي الطوسي (المتوفى:505ھ)، إحياء علوم الدين (بیروت، دارالمعرفہ)، 1/7

(2)۔ آل عمران: 79

اس آیت کریمیہ سے یہ پتہ چلتاہے کہ انبیاء علیہم السلام کا کام معاشروں اور افراد کو اللہ سے ملانا ہوتا ہے اور اس کام کے لئے تعلیم وتربیت کی ضرورت ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ جب حضرت ابراھیم ؑ نے اللہ تعالی سے نبی ﷺ کے آنے کی دعا کی تو اس کی خصوصیات میں اس کے معلم و مربی ہونے کا ذکر بھی کیا جیسا کہ ارشاد گرامی ہے:

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ﴾(1)

"اور اے رب، ان لوگوں میں خود انھیں کی قوم سے ایک ایسا رسول اٹھائیو، جو انھیں تیری آیات سنائے، ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کی زندگیاں سنوارے۔"

اس آیت مبارکہ میں آپ ﷺ کے لئے جن فرائض منصبی کا انتخاب کیا جارہاہے ان میں افراد کی اصلاح بھی شامل ہے جو تعلیم وتربیت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ تعلیم وتربیت کے نصاب بھی وحی الہی کو بنیادی حیثیت حاصل ہے کیونکہ کسی اقوام عالم کی کامیابی اتباع وحی ہی میں ہے جیساکے ارشاد باری تعالی ہے؛

﴿ وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ لَأَكَلُوا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ﴾(2)

کاش انھوں نے توراۃ اور انجیل اور ان دوسری کتابوں کو قائم کیا ہوتا جو ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس بھیجی گئی تھیں۔ ایسا کرتے تو ان کے لیے اوپر سے رزق برستا اور نیچے سے ابلتا۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالی نے قیامت تک آنے والی نسلوں کو یہ پیغام دیاہے کہ اگر دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل کرنی ہے تو اللہ کی نازل کردہ وحی کا اتباع بہت ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو وحی کی مطابقدین کی نشرواشاعت اور دعوت دین کے فروغ کے سلسلے میں قرآن مجید میں ارشاد فرمایا؛

﴿يَاأَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ﴾(3)

اے رسول ﷺ پہنچادو جو کچھ اترا تمھیں تمہارے پروردگار کی طرف سے، اور اگر ایسا نہ کیا تو تم نے خدا کا کوئی پیغام نہ پہنچایا۔

آپ ﷺ نے اللہ تعالی کے ارشاد کو مدنظر رکھتے ہوئے وحی الہی کی روشنی میں انسانوں کی تعلیم وتربیت کے لئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ ایک متعلم و مربی اور داعی کے لئے ضروری ہے وہ حکمت و موعظت کے ساتھ اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے لیے وہ سب طریقے اختیار کرے جو اُس کے زمانے میں اِس مقصد کے لیے

---

(1)۔البقرۃ:129

(2)۔المائدہ:66

(3)۔المائدۃ:67

مفید اور موثر ہو سکتے ہوں۔ آپ ﷺ نے لوگوں تک اللہ کا پیغام پہنچانے کے لئے ہر وہ طریقہ اور اسلوب اختیار کیا جو اس وقت عرب میں رائج تھے[1]۔

مبحث سوم: تعلیم و تربیت کے ذرائع

تعلیم و تربیت کا اصل ہدف معاشرے کی اصلاح ہے۔ نظام تعلیم و تربیت کا بنیادی اور اہم مقصد ایک ایسا معاشرہ تشکیل دینا ہے جو خیر پر مبنی ہو۔ ایسا معاشرہ جس میں خالق اور مخلوق دونوں کے حقوق کا خیال رکھا جائے۔ ایسا سماجی نظام جو دنیا و آخرت کی بہتری کے لئے انتہائی ساز گار ہو۔ آپ ﷺ کا دور اس حوالے سے سنہری دور تھا کہ جس میں افراد کے ذاتی مسائل بھی حل کئے جاتے تھے۔ ان کی معیشت و معاشرت اور عائلی زندگی بھی سنواری جاتی تھی اور سب سے بڑی بات یہ ہے افراد کی اُخروی زندگی کامیاب بنادی جاتی تھی۔ اس بات کو اللہ تعالی نے قرآن مجید میں اس انداز سے بیان کیا:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ (63) لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ﴾[2]

جو ایمان لائے اور جنہوں نے تقویٰ کا رویہّ اختیار کیا، دنیا اور آخرت دونوں زندگیوں میں ان کے لیے بشارت ہی بشارت ہے۔

اس آیت مبارکہ میں اہل ایمان و تقوی کی دنیا اور آخرت کے سنوار جانے کا ذکر کیا ہے جس سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ جو فرد یہ چاہتا ہے کہ اس کی دنیا و آخرت بہترین ہو جائے اسے ایمان اور تقوے والا راستہ اختیار کرنا ہو گا۔ اس سے یہ بات بھی پتہ چلتی ہے کہ تعلیم و تربیت معاشرے کی ہر فرد کی ضرورت ہے اور ایک معلم و مربی کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ تبلیغ و تعلیم اور تربیت کے ہر وہ ذریعہ اختیار کرے جس کو اختیار کر کے وہ اپنی کوششوں اور قابلیتوں کو زیادہ سے زیادہ مفید اور نتیجہ خیز بنا سکتا ہو۔ ایک معلم و مربی دراصل ایک داعی الی اللہ ہوتا ہے اور جب داعی اپنی دعوت میں سچا ہوتا ہے تو اس کی ہر سوچ دعوت کے بارے میں ہوتی ہے اور اس کی ہر حرکت اسی کی خاطر ہوتی ہے۔ وہ دعوت کے راستے میں اپنی صلاحیتوں پر بخل سے کام نہیں لیتا اور کوئی کام اسے اس کام سے بے فکر نہیں کر سکتا، یہاں تک کہ وہ سخت ترین لمحات اور مشکل سے مشکل حالات میں بھی اسی کی طرف متوجہ رہتا ہے اور اس دعوت کو عام کرنے کے لئے ہر ذریعہ استعمال کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے میل جول، تبادلۂ خیالات اور اجتماعی معاملات کو طے کرنے کے جو طریقے عرب معاشرے میں رائج تھے، وہ اگر دین و اخلاق کی رو سے صحیح تھے تو ان سے ابلاغ دین کے لئے پوری طرح فائدہ اٹھایا۔ اس سلسلے میں یہ ضروری ہے کہ ابلاغ کے لئے کوئی ایسا طریقہ نہ اختیار کیا جائے

---

(1)۔ مزید تفصیل کے لئے اسی باب کی فصل سوم" تعلیم و تربیت کے ذرائع "کا مطالعہ مفید رہے گا۔

(2)۔ یونس:63،64

جس میں دین واخلاق کے لحاظ سے کوئی قباحت ہو اور نہ ہی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس سے دعوت کی شان مجروح ہوتی ہو یا داعی کے وقار پر حرف آتا ہو ایسے ہی وہ ذرائع اور طرق بھی نہ اختیار کئے جائیں جو دعوت کے مقصد کے لئے نقصان دہ ہوں۔ ذیل میں آپ ﷺ کے استعمال کردہ ابلاغی ذرائع کا ایک جائزہ پیش خدمت ہے۔

دعوت دین کے لئے کوہ صفا کا استعمال: عربوں میں یہ دستور تھا کہ جب کوئی بڑا حادثہ ہوتا اور لوگوں کی توجہ مبذول کروانا مقصود ہوتا تو ایک شخص کسی پہاڑ پر چڑھ کر اپنے کپڑے اتار دیتا اور باآواز بلند لوگوں کو پکارتا، تو وہ اس کے پاس جمع ہو جاتے۔ اہل مکہ کا رواج تھا کہ انہیں جب بھی کسی نہایت اہم بات کی خبر دینی ہوتی تو صفا کی چوٹی پر چڑھ کر آواز لگاتے۔ صفا کی چوٹی پر ہونے والا اعلان اس بات کی علامت ہوتا تھا کہ کوئی اہم بات پیش آئی ہے جس کی خبر دینا مقصود ہے۔ تمام اہل مکہ اہتمام کے ساتھ جمع ہوتے اور ہمہ تن گوش اعلان سنتے۔ گویا اہلِ مکّہ کے ہاں اخبار وواقعات اور افکار وخیالات کے ابلاغ کا یہ سب سے اہم، موثر، تیز اور سہل ذریعہ تھا۔ آنحضرت ﷺ نے دعوتِ توحید دینے کی خاطر قریش کی شاخوں کو جمع کرنے کی غرض سے ایسے ہی کیا، البتہ کپڑے نہ اتارے، امام بخاری نے سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کیا ہے؛

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الأَقْرَبِينَ﴾[1] صَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الصَّفَا، فَجَعَلَ يُنَادِي: «يَا بَنِي فِهْرٍ، يَا بَنِي عَدِيٍّ» لِبُطُونِ قُرَيْشٍ حَتَّى اجْتَمَعُوا فَجَعَلَ الرَّجُلُ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَخْرُجَ أَرْسَلَ رَسُولًا لِيَنْظُرَ مَا هُوَ، فَجَاءَ أَبُو لَهَبٍ وَقُرَيْشٌ، فَقَالَ: «أَرَأَيْتَكُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا بِالوَادِي تُرِيدُ أَنْ تُغِيرَ عَلَيْكُمْ، أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ؟» قَالُوا: نَعَمْ، مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ إِلَّا صِدْقًا، قَالَ: «فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ»))[2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب آیت ﴿و أنذر عشيرتك الأقربين﴾ نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ صفا پہاڑی پر چڑھ گئے اور پکارنے لگے۔ اے بنی فہر! اور اے بنی عدی! اور قریش کے دوسرے خاندان والو! اس آواز پر سب جمع ہو گئے اگر کوئی کسی وجہ سے نہ آسکا تو اس نے اپنا کوئی نمائندہ بھیج دیا، تاکہ معلوم ہو کہ کیا بات ہے۔ ابو لہب قریش کے دوسرے لوگوں

---

(1)۔ الشعراء:214

(2)۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، " **الجامع الصحیح** "(ریاض: دار السلام، طبع دوم 1419ھ)، کتاب التفسیر، باب {وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَکَ الْأَقْرَبِيْن} ، ح4770

کے ساتھ مجمع میں تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خطاب کر کے فرمایا کہ تمہارا کیا خیال ہے، اگر میں تم سے کہوں کہ وادی میں (پہاڑی کے پیچھے) ایک لشکر ہے اور وہ تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم میری بات سچ مانو گے؟ سب نے کہا کہ ہاں، ہم آپ کی تصدیق کریں گے ہم نے ہمیشہ آپ کو سچا ہی پایا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پھر سنو، میں تمہیں اس سخت عذاب سے ڈراتا ہوں جو بالکل سامنے ہے۔

اس حدیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ معاشرے میں ابلاغ کے مروجہ وسائل میں سے صرف شریعت کے موافق وسائل سے استفادہ کیا جا سکتا ہے تاہم اس سلسلے میں غیر شرعی وسائل سے اعراض کرنا ضروری ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے اپنے لباس کو نہیں اتارا۔ اس حدیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ابلاغ کو مؤثر بنانے کے لئے ضروری ہے کہ اپنی بات کو مثال کے ذریعے سمجھایا جائے اور سامعین کو بھی گفتگو میں شریک کیا جائے۔

دعوت دین کے لئے دعوت طعام کا طریقہ: کسی اہم مسئلے کے بارے خاندان اور معاشرے کے افراد کو کھانے کی مجلس میں جمع کر کے ان سے گفتگو کرنا بھی ایک معاشرتی رواج ہے اور ابلاغ کا ایک اہم ذریعہ بھی ہے۔ آپ ﷺ نے اس طریقے کو بھی استعمال کیا جیسا کہ مُسند احمد میں موجود ہے؛

((عَنْ عَلِيٍّ، رضی اللہ عنہ، قَالَ: جَمَعَ رَسُولُ ﷺ أَوْ دَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فِيهِمْ رَهْطٌ كُلُّهُمْ يَأْكُلُ الْجَذَعَةَ، وَيَشْرَبُ الْفَرَقَ، قَالَ: فَصَنَعَ لَهُمْ مُدًّا مِنْ طَعَامٍ، فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا، قَالَ: وَبَقِيَ الطَّعَامُ كَمَا هُوَ كَأَنَّهُ لَمْ يُمَسَّ، ثُمَّ دَعَا بِغُمَرٍ فَشَرِبُوا حَتَّى رَوَوْا، وَبَقِيَ الشَّرَابُ كَأَنَّهُ لَمْ يُمَسَّ أَوْ لَمْ يُشْرَبْ فَقَالَ: "يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، إِنِّي بُعِثْتُ لَكُمْ خَاصَّةً وَإِلَى النَّاسِ بِعَامَّةٍ)) (1)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ نے بنو عبد المطلب کو دعوت پر جمع فرمایا، ان میں سے کچھ لوگ تو ایسے تھے کہ پورا پورا بکری کا بچہ کھا جاتے اور سولہ رطل کے برابر پانی پی جاتے، نبی ﷺ نے ان سب کی دعوت میں صرف ایک مد کھانا تیار کروایا، ان لوگوں نے کھانا شروع کیا تو اتنے سے کھانے میں وہ سب لوگ سیر ہو گئے اور کھانا ویسے ہی بچا رہا، محسوس ہوتا تھا کہ اسے کسی نے چھوا تک نہیں ہے، پھر نبی ﷺ نے تھوڑا سا پانی منگوایا، وہ ان سب نے سیر اب ہو کر پیا لیکن پانی اسی طرح بچا رہا اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اسے کسی نے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ ان تمام مراحل سے فراغت پا کر نبی ﷺ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا: "اے بنو عبد المطلب!

---

(1)۔ ابن حنبل، احمد بن حنبل، مُسند الامام احمد بن حنبل، ح 1371

مجھے خصوصیت کے ساتھ تمہاری طرف اور عمومیت کے ساتھ پوری انسانیت کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ آپ ﷺ نے ابلاغ دین کے لئے عزیز و اقارب کی خاطر تواضع کا اہتمام کیا اور فطرتی بات ہے کہ کسی کے ہاں کھانا کھانے سے اس کے متعلق دل میں نرمی پیدا ہوتی ہے اور بات تسلیم کرنے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ اس سے یہ بات بھی پتہ چلتی ہے کہ گھر بھی دعوت دین اور تعلیم و تربیت کا اہم ذریعہ ہے اس لئے گھروں کو قرآن و سنت کا گہوارہ بنانے کی ضرورت ہے۔ جب گھر میں دین اسلام کی تعلیم ہو گی، محبت مادری اور شفقت پدری کے حسین امتزاج سے بچوں کو خصوصی اور انفرادی توجہ ملے گی۔ جس کے نتیجے میں گھر کی محفوظ چار دیواری میں رہ کر ان میں ایسا روحانی و قلبی نکھار پیدا ہو گا جو انہیں ایک قیمتی جوہر بنا کر معاشرے میں پیش کرے گا۔

میلوں اور بازاروں میں دعوتِ دین: آپ ﷺ میلوں اور بازاروں میں بھی دعوتِ دین دینے کا اہتمام فرماتے تھے اس سلسلے امام احمد نے حضرت ربیعہ بن عباد الدیلی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اور وہ پہلے کافر تھے، (پھر) مسلمان ہوئے۔ انھوں نے بیان کیا:

((رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَصَرَ عَيْنَيَّ بِسُوْقِ ذِي الْمَجَازِ يَقُوْلُ: ''يَاۤاَيُّهَا النَّاسُ! قُوْلُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، تُفْلِحُوْا))[1]

میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی دونوں آنکھوں سے سوق ذوالمجاز میں دیکھا، آپ ﷺ فرما رہے تھے: ''اے لوگو! تم [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ] کہو فلاح پا لوگے۔

آپ ﷺ کا بازاروں میں دعوت دینا اس بات کی علامت ہے کہ بازار میں لوگوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرنا چاہیے۔ اس سلسلے میں کئی اقدامات کئے جا سکتے ہیں۔ ایک ایسی کمیٹی تشکیل دی جائے جو دکانداروں سے جا کر ملاقات کرے اور ان کو دین اسلام کے محاسن بیان کرے اور ان کو کاروبار کے حوالے سے اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرے۔ بازاروں میں مناسب جگہ پر مسجد السوق قائم کی جائیں اور گاہکوں اور دکانداروں کے لئے نماز کا اہتمام کیا جائے۔ ان مساجد میں خواتین کے لئے بھی جگہ مخصوص کی جائے۔ ہر دکاندار کو اسلامی لٹریچر پڑھنے کے لئے دیا جائے اور زیادہ خریداری پر گاہکوں کو بھی اسلامی کتب مہیا کی جائیں۔ بازاروں میں مناسب جگہ پر پینا فلیکس لگا کر کاروبار کے حوالے سے بالخصوص اور دین اسلام کے حوالے سے بالعموم آیات و حدیث نقل کی جائیں۔ بازاروں میں تعلیم و تربیت پر مبنی مواد کو عام کر کے بے شمار افراد کی تربیت کی جا سکتی ہے۔

دعوت دین اور تعلیم و تربیت کے لئے شریعت اسلامی کی حدود و قیود کا لحاظ کرتے ہوئے ہر ممکنہ ذریعہ اور

---

(1)۔ ابن حنبل، احمد بن حنبل، مُسند الامام احمد بن حنبل، ح16023

طریقہ استعمال کرنا چاہیے آپ ﷺ نے تعلیم کے ساتھ عملی تربیت کا بھی اہتمام کیا۔ دروس اور خطبات کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ نے خطوط کے ذریعے بھی دعوت دین کا اہتمام کیا۔ اصل بات یہ ہے، کہ جس جگہ بھی مناسب موقع میسر آئے، دعوتِ دین دینے میں کوتاہی نہ کی جائے۔ روئے زمین میں جہاں بھی اللہ تعالیٰ کا کوئی بندہ موجود ہے، وہاں دعوتِ دین کا پہنچنا لازمی امر ہے۔ دعوتِ دین کی استطاعت رکھنے والے سب مسلمانوں کی یہ عمومی اور داعیان کی خصوصی ذمہ داری ہے۔ یہ فریضہ پوری دنیا اور عالم اسلام کے ہر حصے کے متعلق ہے۔ دعوتِ دین دینے والوں کی ذمہ داری ہے، کہ لوگ جس جگہ بھی ہوں، وہ وہیں ان کے پاس خود جائیں۔ ان کی آمد، ان کی طرف سے دعوت یا ان کے استفسار کا انتظار نہ کریں۔ وہ ان کے کام کرنے کے مقامات، رہائش گاہوں، محافل اور اجتماعات منعقد کرنے کے مقامات پر خود پہنچ کر ان تک پیغامِ حق پہنچائیں۔

خطوط اور پیغامات کے ذریعے دعوت دین: دنیا کے کونے کونے تک دعوتِ دین پہنچانے کے لیے نبی ﷺ نے "تحریر" کو اپنایا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

((عَنْ أَنَسٍ: «أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَتَبَ قَبْلَ مَوْتِهِ إِلَى كِسْرَى وَإِلَى قَيْصَرَ وَإِلَى النَّجَاشِيِّ وَإِلَى كُلِّ جَبَّارٍ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللهِ» وَلَيْسَ بِالنَّجَاشِيِّ الَّذِي صَلَّى عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ)) [1] ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اللہ کے نبی ﷺ نے کسریٰ، قیصر، نجاشی اور ہر متکبر بادشاہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہوئے خطوط لکھ بھیجے، اور اس سے وہ نجاشی مراد نہیں جس کی نبی ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

اس حدیث سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ دعوت دین اور تعلیم و تربیت کے تحریری انداز کو استعمال کرنا اسوہ رسول ﷺ ہے یعنی موبائل میسجز کے ذریعے دین کی تبلیغ کی جاسکتی ہے۔ آج کے ٹیکنالوجی کے دور میں دعوتِ دین کے لیے یہ میدان بہت موئثر اور بہتر ہے اور آج کے دور میں دین کی تبلیغ و اشاعت کے لیے اس میدان کو اپنانا اور کور کرنا بھی نہایت ضروری ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے دور کے ذریعۂ ابلاغ کو کفار و مشرکین کا پلیٹ فارم قرار دے کر ترک نہیں فرمایا بلکہ انہی پلیٹ فارم کو استعمال میں لاتے ہوئے اسے دعوتِ دین کا ذریعہ بنایا۔ وہی پلیٹ فارم جس سے کفارِ مکہ شرک کی تبلیغ کرتے تھے، رسالتمآب ﷺ نے اسی پلیٹ فارم سے صدائے توحید بلند کی۔ اس ساری بحث سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ دعوت و تبلغ اور تعلیم و تربیت کے لئے حدود و قیود میں رہتے ہوئے ہمہ قسم کے ذرائع کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔[2]

---

(1)۔ مُسلم، "**المُسند الصحيح**"، أَبْوَابُ الِاسْتِئْذَانِ وَالْآدَابِ، بَابٌ فِي مُكَاتَبَةِ الْمُشْرِكِينَ، حدیث نمبر 2716۔

(2)۔ ذرائع ابلاغ کی مزید تفصیل اس باب کی فصل دوم میں ملاحظہ فرمائیں۔

فصل دوم: جدید ذرائع ابلاغ کا مفہوم واقسام

مبحث اول: ذرائع ابلاغ معنی و مفہوم

ذرائع ابلاغ دو الفاظ کا مجموعہ و مرکب ہے۔ دونوں لفظ ہی عربی الاصل ہیں۔ ذرائع کا مطلب وسیلہ اور واسطہ ہے، علماء لغت نے ذرائع کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

الذَّريعَةُ: الوَسيلَةُ والسَّبَبُ إِلَى شيءٍ. يُقال: فلانٌ ذَريعَتي إليكَ، أَي سبَبي ووُصْلَتي الّذي أَتَسَبَّبُ بِهِ إليكَ،والجمع :الذرائع(1)

ذریعہ کا معنی ہے: وسیلہ اور کسی چیز کا سبب، کہا جاتا ہے: فلاں تجھ تک پہنچنے کا میرا ذریعہ ہے یعنی میرا سبب ہے اور ایسا طریقہ ہے جس کے ساتھ میں تجھ تک پہنچ سکتا ہوں اور اس کی جمع "ذرائع" ہے

الذَّرِيعَةُ لُغَةً: الْوَسِيلَةُ الْمُفْضِيَةُ إِلَى الشَّيْءِ، وَفِي الاِصْطِلاَحِ: مَا يُتَوَصَّل بِهِ إِلَى الشَّيْءِ(2)

ذریعہ کا معنی ہے: کسی چیز کی طرف لے جانے کا وسیلہ / ذریعہ اور اصطلاحی طور پر کسی بھی کام کی انجام دہی کے لئے مددگار اشیاء کو ذرائع کہتے ہیں۔

اردو کی مشہور لغت "فیروز اللغات" کے مطابق: ذرائع جمع ہے لفظ ذریعہ کی اور ذریعہ کا معانی "وسیلہ، واسطہ، پہنچنے کا طریقہ تعلق وجہ، سبب، وجہ "ہیں(3)۔

ذرائع کے لئے انگریزی زبان میں (Media) کا لفظ ہے استعمال ہوتا ہے جس کا واحد (Medium) ہے۔

نشریاتی اصطلاح میں ذریعہ وہ وسیلہ / راستہ ہے جس کے ذریعہ پیغام ماخذ سے وصول کنندہ کی طرف سفر کرتا ہے۔

ابلاغ کا لغوی معنی پہنچانا ہے اور اصطلاحا ابلاغ سے مراد دوسروں تک اپنے خیالات پہنچانا، اپنا مطلب واضح کرنا اور بات چیت کا عمل ہے۔ ابلاغ عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مصدر بلغ (باب نصر) ہے اسی سے تبلیغ اور ابلاغ بھی

---

(1)۔ الافریقی، جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور، (ت:711ھ)، **لسان العرب** (بیروت، دار صادر، 1414ھ): باب الذال: مادة : الذرع، 8/ 696
الزبیدی، محمد بن محمد بن عبد الرزاق الحسینی، (ت:1205ھ)، تاج العروس من جواهر القاموس، (بیروت، دار الفکر، 1414ھ): فصل الذال المعجمة مع العين: 11/ 126

(2)۔ الموسوعة الفقهية الكويتية (وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية الكويت)، 21/ 213

(3)۔ **فیروز اللغات اردو**، ص354

مشتق ہیں ابلاغ کا مادہ[ب،ل،غ] ہے۔اس کا لفظی معنی مقصد تک رسائی حاصل کرنا یا پہنچا دینا کے ہیں۔المنجد میں یوں ہے: بلغ عنه الرسالة الى القوم (1)۔ قرآن مجید میں ابلاغ کے مادے سے متعدد الفاظ مختلف مقامات پر 76 مرتبہ وارد ہوئے ہیں (2)۔ اگرچہ قرآن مجید میں ابلاغ عمومی طور پر تبلیغ اور نیکی کی دعوت کو پہنچانے کے لئے استعمال ہوا ہے تاہم لفظ "ابلاغ" اپنے مفہوم کے لحاظ سے عام ہے اس میں مطلق پہنچانا کا مفہوم پایا جاتا ہے اس لئے کوئی بھی خبر،بات یا اطلاع ابلاغ کا موضوع بن سکتی ہے۔

انگریزی میں ابلاغ کے لئے Communication کا لفظ استعمال ہوا ہے جو لاطینی لفظ کیمونس سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے خیالات میں ہم آہنگی پیدا کرنا(3)۔

اردو لغت میں ابلاغ کے معانی پہنچانا، بھیجنا، تبلیغ واشاعت کے آتے ہیں(4)۔

اردو لغت بورڈ کراچی(5) نے اپنی لغت میں ابلاغ کی وضاحت یوں کی ہے:

بات،پیغام،خیالات،فائدہ یا علم وغیرہ دوسروں تک بھیجنے کا عمل۔تقریر، تحریر یا علامت واشاعت کے ذریعے تبلیغ کرنا(6)۔

کسی معاشرے کے افراد جو باہمی گفتگو کرتے ہیں وہ ابلاغ کا ایک حصہ ہے اور ذرائع ابلاغ کا مطلب ہے کہ مختلف ذرائع جن میں اخبار،ریڈیو،ٹی وی،ڈاک اور موبائل وغیرہ شامل ہیں، کی مدد سے معلومات لینے،دینے کا عمل ہے۔دوسروں تک اپنے خیالات پہنچانے،ان سے بات چیت کرنے اور ان پر اپنا مطلب واضح کرنے کو ہی ابلاغ کہتے ہیں اور ضروری نہیں ہے کہ اس میں صرف الفاظ ہی استعمال کئے جائیں بلکہ اس کے لئے بسا اوقات اشارات، تصویر اور چہرے کی تاثرات سے بھی مدد لی جاتی ہے۔

قولی ابلاغ: انسان نے شروع ہی قولی ابلاغ کو اختیار کیا حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالی سے معافی مانگنے کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا(7) یہ ابلاغ کی مؤثر قسم ہے اور آج بھی اس سے استفادہ کیا جاتا ہے جس میں خطبات جمعہ

---

(1)۔ لوئیس مالوف، المنجد (لاہور، خزینہ علم وادب)، بذیل مادہ ب ل غ، ص70

(2)۔ عبد الباقی، محمد فواد، المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم (تہران، انتشارات حر، 1387ھ)، ص170 تا 172

(3)۔ خورشید، عبد السلام، مہدی حسن، تعلقات عامہ (لاہور، مکتبہ کاروان، 1987ء)، ص29

(4)۔ فیروز اللغات اردو، ص354

(5)۔ اردو لغت بورڈ وزارت تعلیم کی ایک قرارداد کے مطابق 1958ء میں قائم ہوا، یہ ادارہ پاکستان میں فروغ اردو اور نفاذ اردو کے سلسلے میں اپنی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔

(6)۔ اردو لغت، اردو بورڈ، ص37

(7)۔﴿قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾، الأعراف:23، وہ دونوں کہنے لگے کہ اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اور اگر آپ ہماری مغفرت نہ فرمائیں گے اور ہم پر رحم نہ کریں گے تو ضرور ہم تباہ کاروں میں سے ہو جائیں گے

وعیدین، سیاسی و مذہبی اجتماعات میں مقررین کی ولولہ انگیز تقاریر اور مناظرے وغیرہ شامل ہیں آج کے جدید ذرائع میں ریڈیو، ٹیلی ویژن میں قولی ابلاغ بکثرت موجود ہے۔

فعلی ابلاغ: انسان کی فطرت ہے کہ وہ اپنے مشاہدے سے بہت کچھ سیکھتا ہے، قابیل نے جب اپنے بھائی کو قتل کر دیا اور لاش کو سنبھالنے کا مسئلہ درپیش ہوا تو اللہ تعالی ایک کوے کے عمل کے ذریعے اس کی طریقہ سکھلایا [1] یہ فعلی ابلاغ ہی تھا، آپ ﷺ کی سیرت و کردار ایک بہترین نمونہ ہے جس کو اللہ تعالی نے بطور دلیل کے پیش کیا ہے [2] اور آپ ﷺ کی قربت میں رہنے والے اس کو بخوبی جانتے بھی تھے اور اس سے متاثر بھی تھے۔ آج بھی کسی صاحب کردار میں عملی ابلاغ کو تلاش کیا جاسکتا ہے۔

نقلی ابلاغ: یہ ابلاغ کی سب سے معتبر قسم سمجھی جاتی ہے۔ ایک عہد سے علوم کی منتقلی دوسرے عہد میں اسی طریقے سے ہوتی ہے۔ دنیا میں اس وقت جتنا بھی تحریری مواد ہے، وہ سب اس میں شامل ہے، جس میں الہامی کتب، مختلف ادوار کے علمی مخطوطات اور موجودہ دور کی بڑی بڑی لائبریریاں آجاتی ہیں، مسلمانوں کا اس ابلاغی قسم میں کردار بہت شاندار رہا ہے، جدید دنیا کے اخبارات، رسائل وجرائد اس کا اہم حصہ ہے اور اگر ہم جدید ذرائع ابلاغ کی بات کریں تو ویب سائٹس جن میں سوشل میڈیا سائیٹس کے علاوہ مختلف فورمز اور بلاگس وغیرہ شامل ہیں سب نقلی ابلاغ کے زمرے میں آتے ہیں۔

علامتی ابلاغ: ابلاغ کی یہ قسم فطرتی ہے جب باقی اقسام سے کام نہ چلے یا ان کی رسائی اور پہنچ نہ ہو، پھر یہ سب سے بہترین ہے، تصویریں اور خاکے اسی میں شامل ہیں، گونگے اور بہرے افراد میں ابلاغ کا عمل علامتی انداز ہی میں کرتے ہیں اور انسان کا واسطہ کیسی ایسے فرد سے ہو جائے، جس کی زبان سے واقفیت نہیں ہے تو اسی سے کام چلایا جاتا ہے۔ قبل از تاریخ کے انسان بھی اپنے مطالب کے اظہار کے لئے اشاروں وکنایوں سے کام لیتے تھے۔

---

(1)۔﴿فَبَعَثَ اللَّهُ غُرَابًا يَبْحَثُ فِي الْأَرْضِ لِيُرِيَهُ كَيْفَ يُوَارِي سَوْءَةَ أَخِيهِ﴾ ،المائدۃ:31، پھر اللہ نے ایک کوا بھیجا وہ زمین کو کرید رہا تھا تاکہ وہ اسے دکھادے کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کو کیسے چھپائے

(2)۔﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾، الاحزاب:21، اور تمہارے لیے اللہ کے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے

مبحث دوم: ذرائع ابلاغ کا آغاز وارتقاء

ابلاغ کے عمل میں ذرائع کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا، بعض ذرائع فطرتی ہیں جو اللہ تعالی نے انسانوں کو تخلیق کے ساتھ عطا کر دیئے ان میں سے ایک ذریعہ "زبان" ہے جو کہ اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے[1] اور اس کی مدد سے انسان اپنا مافی الضمیر دوسروں کے سامنے بیان کرتا ہے، حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں پر جو برتری حاصل کی اس میں ایک سبب ان کا بول کر فرشتوں کو چیزوں کے نام بتانا ہے، ارشاد باری تعالی ہے۔

﴿قَالَ يَاآدَمُ أَنْبِئْهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ فَلَمَّا أَنْبَأَهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ﴾ [2]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تم ان چیزوں کے نام بتاؤ جب آدم نے ان کو ان چیزوں کے نام بتا دیے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا میں نے تمہیں نہیں فرمایا تھا کہ زمین اور آسمانوں کے غیب میں ہی جانتا ہوں اور میرے علم میں ہے جو تم ظاہر کر رہے ہو اور جو تم چھپا رہے ہو۔

اس آیت کریمہ سے پتہ چلتا ہے کہ ابلاغ کے لئے بنیادی ضرورت علم اور زبان کی تھی وہ اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر بھیجنے سے پہلے عطا کر دی۔ اس طرح علم کو سیکھنا، سیکھانا اور ایک دوسرے سے ابلاغ کرنا حضرت آدم علیہ السلام کی فطرت میں رکھا گیا ہے اور یہی سلسلہ بعد میں جاری رہا اور ہر آنے والے نبی نے دین کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام دینے کے لئے اپنے عہد کے تمام ممکنہ اور میسر ذرائع ابلاغ کا استعمال کیا جس میں تقریر اور تحریر وغیرہ شامل ہے۔

ابتداء میں ابلاغ کا تصور شخصی تھا یعنی لوگوں تک بات کسی نہ کسی فرد کی توسط سے پہنچتی تھی اور اس فرد کا معاشرے میں ایک ایسا مقام ہوتا تھا کہ اس کی بات تسلیم کی جاتی تھی اور خبر کا تعلق بھی عموما ضرورت کے مطابق ہوتا تھا اور ضرورت کا دائرہ کار بھی محدود ہوتا تھا، اس لئے افراد خبروں کے حوالے سے صرف مقامی حد تک محدود تھے۔ تعلیم وتربیت کا سلسلہ بھی مقامی سطح پر ہوتا تھا، خبریں اکٹھی کرنے اور کھوجنے کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی تھی اور اسلامی تعلیمات میں بھی خواہ مخواہ کے تجسس کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے[3]

پہلے پہل عمومی خبروں کی ضرورت حکمرانوں کو اپنی سلطنت مستحکم رکھنے کے لئے پیش آئی تاکہ وہ ملکی حالات سے باخبر رہ کر اس کے مطابق اقدامات کر سکیں اس کام کے لئے مختلف افراد کی خدمات حاصل کی گئیں،

---

(1)۔﴿ أَلَمْ نَجْعَلْ لَهُ عَيْنَيْنِ (8) وَلِسَانًا وَشَفَتَيْنِ﴾ ،البلد:8،9،(کیا ہم نے اسے دو آنکھیں اور ایک زبان اور دو ہونٹ نہیں دیے)

(2)۔البقرہ:33

(3)۔﴿وَلَا تَجَسَّسُوا﴾،الحجرات:12،اور ایک دوسرے کے حالات کی ٹوہ میں نہ رہا کرو

جنہیں مخبر (Reporter) کہا جاتا تھا ان کی فراہم کردہ اطلاعات صرف بادشاہ اور اس کے مصاحبوں تک محدود رہتی تھیں اور عام عوام تک یا تو کوئی خبر پہنچتی ہی نہیں تھی یا پھر کافی تاخیر سے کوئی ایک آدھی بات کا پتہ چلتی تھی۔

خبروں کی طرح علم کے ذرائع بھی محدود تھے اگرچہ کتب موجود تھی لیکن وہ قلمی نسخے ہوتے تھے اور زیادہ تر عوامی کتب خانوں میں ہوتے تھے علم کا منبع افراد ہی ہوتے تھے اور انہی سے علم آگے منتقل ہوتا تھا ت، اہم کتب کی تصنیف سے علم محفوظ ہونا شروع ہو گیا اور بعد میں جب چھاپہ خانے آئے تو یہ کتابی علم کچھ حد تک معاشرہ میں آیا اور اہل علم کے پاس ذاتی کتب خانے بننا شروع ہو گئے۔

عام لوگوں تک خبروں اور علم کو سب سے پہلے جس نے عام کیا وہ چیز "اخبار" ہے، اخبار نے علم اور خبر دونوں کو عوامی کر دیا اور کوئی بھی شخص اخبار حاصل کر کے دنیا بھر کی خبروں سے آگاہ ہو سکتا تھا اور اس میں موجود مختصر مضامین کی مدد سے علم تک بھی رسائی حاصل کر لیتا تھا، اخبار کے بعد ریڈیو کی ایجاد نے تہلکہ مچا دیا۔ اس نے جہاں انسانی آواز کو زندہ کیا وہیں لوگوں کو بھی اپنا گرویدہ بنا لیا۔ پھر جیسے ہی ٹی وی منظر عام پر آیا تو وہ اپنی بصری (Visual) خصوصیت کی وجہ سے معاشرے میں جمتا ہی چلا گیا۔

اگرچہ ان ایجادات اور تخلیقات کی وجہ سے ذرائع ابلاغ میں کافی جدت آئی، مطبوعہ ذرائع ابلاغ (Print Media) سے برقی ذرائع ابلاغ (Electronic Media) تک ترقی ہوئی ،ذرائع ابلاغ کے دائرہ کار میں اضافہ ہوا، مقامی سے قومی اور قومی سے بین الاقوامی تک کا سفر طے ہوا، لیکن اس میں ایک بات مشترک رہی کہ ذرائع ابلاغ کے مقاصد چاہے کچھ بھی ہوں اور قسم کوئی بھی ہو وہ بنیادی طور پر یک طرفہ ہوتا ہے یعنی کوئی فرد، ادارہ یا حکومت اس کی ناشر ہوتی ہے اور وہ جو اس کی مرضی ہوتی ہے وہ بات عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں اور تصویر کا جو رخ چاہتے وہی دکھاتے ہیں۔

ابلاغ کے جدید ذرائع میں انٹرنیٹ، سیٹلائٹ ٹی وی چینلز اور سوشل میڈیا شامل ہے۔ جدید ذرائع اِبلاغ کے ذریعے معلومات، خیالات اور افکار کی تخلیق و اشاعت اور اشتراک و تبادلہ نہ صرف سہل بلکہ سرعت رفتار ہو گیا۔ جدید ذرائع ابلاغ نے اگرچہ ثقافتوں پر گہرا اثر ڈالا ہے۔ دورِ حاضر میں ریاستی عہدیداروں سے لے کر عام آدمی تک ہر شخص ان ذرائع ابلاغ سے جڑا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ریاستی و حکومتی پالیسیوں کا اعلان کرنا ہو یا کسی کے لئے جذبات کا اظہار مقصود ہو، ان وسائل اور ذرائع کو بروئے کار لایا جاتا ہے۔ دعوتی نقطہ نظر سے بھی یہ آلات و وسائل نہایت اہمیت کے حامل ہیں اور دورِ حاضر میں اس مقصد کیلئے بڑے پیمانہ پر ان کا استعمال ہو بھی رہا ہے۔[1]

---

(1)۔ جدید ذرائع ابلاغ کی مزید تفصیل کے لئے اسی فصل کی مبحث سوم کا مطالعہ کریں۔

مبحث سوم: جدید ذرائع ابلاغ کا تعارف واقسام

ذرائع ابلاغ کے معنی و مفہوم سمجھنے کے بعد یہ ضروری ہے کہ جدید ذرائع ابلاغ کا تعارف و تجزیہ بیان کر دیا جائے تا کہ مقالے کے نفس مضمون کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ مختلف ادوار میں کئی جہات سے ذرائع ابلاغ میں جدت پیدا ہوئی ہے۔ ذرائع ابلاغ کی جدت کا ایک پہلو تو ان ذرائع کی جدت ہے جو ابلاغ کے لئے استعمال ہوتے ہیں جیسے زبانی اطلاع سے تحریری اطلاع (اخبار) تک، تحریری اطلاع (اخبار) سے صوتی اطلاع (ریڈیو) اور صوتی اطلاع سے تصویری اطلاع (ٹیلی ویژن) تک سفر ذرائع ابلاغ ایک بہت بڑی جدت ہے۔

بیسویں صدی میں دنیا بھر میں جن ذرائع ابلاغ کا غلبہ تھا۔ ان میں اخبارات، ریڈیو، ٹیلی ویژن، اور رسائل بنیادی ذرائع ابلاغ تھے۔ یہ ذرائع عوام تک معلومات اور خبروں کی ترسیل کا سب سے مؤثر طریقہ سمجھے جاتے تھے۔ اخبارات نے روزمرہ کی خبریں فراہم کرنے میں اہم کردار ادا کیا، جبکہ ریڈیو نے موسیقی، خبروں، اور تبصروں کے ذریعے ایک نیا راستہ کھولا۔ ٹیلی ویژن کی آمد نے تصویری مواصلات کو ممکن بنایا اور دنیا بھر کے واقعات کو لوگوں کے گھروں تک پہنچایا۔ اس دور میں ٹیلی ویژن کو جدید ذرائع ابلاغ میں شمار کیا جاتا تھا اور مختلف ٹی وی چینلز نے سماج پر قبضہ جمایا ہوا تھا اور یہ سلسلہ اب بھی موجود ہے۔ جب ہم اس صدی کا تجزیہ کرتے ہیں تو رسائل و اخبارات قدیم ذرائع ابلاغ میں شمار ہوتا ہے جبکہ ٹی وی چینلز کا شمار جدید ذرائع ابلاغ میں ہوتا ہے۔ یہ ذرائع ابلاغ ذیل کی خصوصیات کے حامل تھے۔

i. **یک طرفہ مواصلات:** قدیم ذرائع ابلاغ میں معلومات کا بہاؤ یک طرفہ تھا۔ یعنی مرسل (میڈیا ادارہ) معلومات بھیجتا تھا اور سامعین صرف وصول کرتے تھے، ان کا ردعمل فوری طور پر نہیں ہوتا تھا۔

ii. **محدود سامعین:** ان ذرائع کی رسائی محدود ہوتی تھی اور عوام کی ایک خاص تعداد تک ہی محدود ہوتی تھی، خاص طور پر دور دراز علاقوں تک رسائی مشکل ہوتی تھی۔

iii. **مواد کی تیاری کا عمل:** مواد تیار کرنے اور نشر کرنے کا عمل مخصوص اداروں اور میڈیا ہاؤسز تک محدود تھا، عام لوگوں کا اس عمل میں حصہ نہ ہونے کے برابر تھا۔

کمپیوٹر کی ایجاد دنیا بھر کے مختلف شعبوں میں انقلابی تبدیلیوں کا باعث بنی، اور ذرائع ابلاغ بھی اس تبدیلی سے متاثر ہوئے۔ ابتداء میں کمپیوٹرز نے حسابات اور ڈیٹا پراسیسنگ کے مسائل کو حل کرنے کے لئے استعمال ہوتے تھے اس لئے اُس وقت یہ ابتدائی کمپیوٹر میڈیا اور مواصلات کے لئے زیادہ موثر نہیں تھے۔ تاہم جیسے جیسے کمپیوٹرز کی طاقت اور صلاحیت میں اضافہ ہوا، ان کا استعمال ذرائع ابلاغ کے شعبے میں بھی بڑھنے لگا۔ ذاتی کمپیوٹرز (Personal Computers) کی آمد نے ذرائع ابلاغ کے مختلف شعبوں میں کمپیوٹر کے استعمال کو ممکن بنایا۔ اس وقت کے ذرائع

ابلاغ نے کمپیوٹرز کو استعمال کرتے ہوئے مواد کی تیاری اور ترتیب میں بہتری، وسعت اور سرعت پیدا کی۔ ڈیسک ٹاپ پبلشنگ جیسی ٹیکنالوجیز نے مواد کی تخلیق اور اس کی طباعت کو آسان اور مؤثر بنایا۔

1990 کی دہائی میں انٹرنیٹ کی عام دستیابی اور کمپیوٹر نیٹ ورکس کی ترقی نے ذرائع ابلاغ میں انقلاب برپا کر دیا۔ کمپیوٹرز کے ذریعے ڈیجیٹل میڈیا کا آغاز ہوا، جس نے روایتی ذرائع ابلاغ کو ڈیجیٹل شکلوں میں بدل دیا۔ کمپیوٹرز نے مواد کو ڈیجیٹل فارمیٹ میں تبدیل کرنا ممکن بنایا، جس کے ذریعے مواد کو تیزی سے تخلیق، ترمیم، اور تقسیم کیا جا سکتا تھا۔ ویب سائٹس اور آن لائن نیوز پلیٹ فارمز نے کمپیوٹر کے استعمال کو مرکزی دھارے میں شامل کیا۔ روایتی اخبارات اور نیوز چینلز نے اپنے مواد کو ڈیجیٹل شکل میں منتقل کیا اور کمپیوٹر نیٹ ورکس کے ذریعے عوام تک پہنچایا۔ کمپیوٹر نے ملٹی میڈیا مواد کو بھی فروغ دیا، جس میں ویڈیوز، آڈیوز، اور تصاویر کے ساتھ مواد پیش کیا جانے لگا۔

کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کی ترقی اور اس کا روایتی ذرائع ابلاغ میں استعمال اگرچہ ذرائع ابلاغ میں ایک بہت بڑی جدت تھی تاہم ابھی تک یہ صرف ذرائع کی ترقی ہی تھی۔ ذرائع ابلاغ کی اصل جدت اس وقت آئی جب انٹرایکٹیو میڈیا کو فروغ ملا اور اس کو فروغ دینے میں کمپیوٹر اور انٹرنیٹ نے بنیادی کردار ادا کیا۔ روایتی میڈیا یک طرفہ تھا جہاں مواد کی ترسیل ایک مرسل سے بہت سے لوگوں تک ہوتی تھی۔ لیکن کمپیوٹر کی مدد سے انٹرایکٹیو میڈیا سامنے آیا، جس میں سامعین اور ناظرین بھی مواد کے ساتھ تعامل کر سکتے ہیں۔ جدید ذرائع ابلاغ کی ایک بڑی خصوصیت تفاعلیت (Interactivity) ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اب مواد کو نہ صرف دیکھا جا سکتا ہے، بلکہ اس کے ساتھ تعامل بھی کیا جا سکتا ہے۔ لوگ ویڈیوز پر تبصرے کر سکتے ہیں، پوسٹس کو شیئر کر سکتے ہیں، اور اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے ہیں۔

اکیسویں صدی کے آغاز میں، انٹرنیٹ کے فروغ نے جدید ذرائع ابلاغ کے ارتقاء کی بنیاد رکھی۔ سوشل میڈیا پلیٹ فارمز، جیسے کہ فیس بک (2004ء)، یوٹیوب (2005ء)، اور ٹویٹر (2006ء) نے میڈیا کے نئے طرز کی ابتدا کی، جہاں عوام کو نہ صرف معلومات حاصل کرنے، بلکہ انہیں تخلیق اور شیئر کرنے کا موقع ملا۔ یہ ذرائع ابلاغ روایتی میڈیا، جیسے کہ اخبارات، ریڈیو، اور ٹی وی کے مقابلے میں زیادہ تیز، تفاعلی اور وسیع تر رسائی کے حامل بن گئے۔ جدید ذرائع ابلاغ ذیل کی خصوصیات کے حامل ہیں:

1. **دو طرفہ مواصلات**: جدید میڈیا میں معلومات کا بہاؤ دو طرفہ ہوتا ہے، یعنی صارفین نہ صرف مواد وصول کرتے ہیں بلکہ فوری طور پر اپنا ردعمل بھی دے سکتے ہیں اور مواد تخلیق بھی کر سکتے ہیں۔
2. **عوام کی شمولیت**: جدید ذرائع ابلاغ نے مواد کی تخلیق اور اشاعت میں عوام کو شامل کر لیا ہے۔ لوگ اپنے موبائل فونز اور کمپیوٹرز کے ذریعے ویڈیوز، تصاویر اور خبریں شیئر کر سکتے ہیں۔

3. تفاعلیت :(Interactivity) جدید ذرائع ابلاغ کی ایک اہم خصوصیت تفاعلیت ہے، جس کے ذریعے سامعین مواد پر تبصرہ کر سکتے ہیں، مواد شیئر کر سکتے ہیں، اور اسے لائک یا ڈس لائک کر سکتے ہیں۔
4. وسیع رسائی : انٹرنیٹ کی بدولت جدید ذرائع ابلاغ کی رسائی عالمی سطح پر ہے، جس کے ذریعے دنیا کے کسی بھی کونے سے معلومات تک رسائی ممکن ہے۔
5. آزادی : جدید ذرائع ابلاغ میں معلومات کی ترسیل اور مواد کی تخلیق زیادہ آزادانہ اور بغیر کسی بڑی رکاوٹ کے ہوتی ہے۔

ابلاغ کے ذرائع قدیم زمانے سے لے کر آج تک ترقی کی حالت میں ہیں اور باہمی روابط اب مخصوص ذرائع تک محدود نہیں رہے۔ ہر دور اور تاریخی مرحلے کے اپنے مخصوص ذرائع اور مواصلاتی آلات ہوتے ہیں۔ میڈیا کے ذرائع مسلسل ترقی کر رہے ہیں اور کسی ایک ذریعہ تک محدود نہیں رہتے۔ یہی وہ بنیادی وجہ ہے جس کی بنا پر جدید ذرائع ابلاغ کے تصور کے بارے میں مختلف آراء موجود ہیں۔

PC Magazine encyclopedia [1] جدید ذرائع ابلاغ کی وضاحت کرتے ہوئے بیان کرتا ہے:

"The forms of communicating in the digital world, which is primarily online via the Internet, but also publishing on CDs and DVDs. It implies that the user obtains the material via desktop and laptop computers, smartphones and tablets. Every company in the developed world is involved with new media. [2]

اس سے مراد ڈیجیٹل دنیا میں مواصلات کی وہ صورت ہے جو بنیادی طور پر تو انٹرنیٹ پر آن لائن موجود ہوتی ہے تاہم وہ CDs اور DVDs میں بھی موجود ہوتی ہے۔ صارف کمپیوٹر، لیپ ٹاپ، ٹیبلٹ یا سمارٹ فون کے ذریعے مواد حاصل کرتا ہے۔ ترقی یافتہ دنیا کا ہر ادارہ جدید ذرائع ابلاغ کے ساتھ وابستہ ہے۔

جدید ذرائع ابلاغ کی مزید وضاحت اس طرح کی ہے:

"The concept that people with similar interests congregate online and share, sell and swap information and goods. New media also allows everyone to have a voice in their

---

(1)۔ یہ ایک آن لائن انسائیکلوپیڈیا ہے جو عالمی کمپیوٹر میگزین کی زیر ملکیت ہے اور کمپیوٹر، انٹرنیٹ، مواصلات، اور معلوماتی ٹیکنالوجی کے لئے مختص ہے۔ یہ انسائیکلوپیڈیا مختلف اصطلاحات اور تصورات کی تعریفات فراہم کرتا ہے جو کمپیوٹر اور انٹرنیٹ سے متعلق ہیں۔

(2)- http://www.pcmag.com/encyclopedia/term/47936/new-media

community and in the world in general. See social media. (1)

جدید ذرائع ابلاغ کا ایک تصور یہ ہے کہ مشترکہ مفادات کے حامل افراد آن لائن جمع ہوتے ہیں اور معلومات اور اشیاء کا تبادلہ، فروخت اور شیئر کرتے ہیں۔ نئے میڈیا کے ذریعے ہر شخص کو اپنے معاشرے اور عمومی طور پر دنیا میں اپنی آواز بلند کرنے کا موقع ملتا ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ کی مزید وضاحت کے لئے "سوشل میڈیا" کا مطالعہ کریں۔

PC Magazine encyclopedia کی مندرجہ بالا تصریحات سے جدید ذرائع ابلاغ کی کچھ تفصیل ہمارے سامنے آتی ہے۔ المعجم في المفاهيم الحديثة للإعلام والاتصال میں جدید ذرائع ابلاغ کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے۔

"هي جميع أشكال الإعلام الرقمي، الذي يقدم في قالب رقمي وتفاعلي، ويعتمد على اندماج النص والصورة والفيديو والصوت، فضلا عن استخدام جهاز الكمبيوتر كأداة محورية من أجل عملية الإنتاج والعرض، وأن التفاعلية هي جزء منه وهي أيضا ما يميزه ومن أهم سماته". (2)

"یہ تمام اقسام کی ڈیجیٹل میڈیا ہے، جو ڈیجیٹل اور تفاعلی شکل میں پیش کی جاتی ہے۔ یہ مواد متن، تصویر، ویڈیو، اور آواز کے انضمام پر منحصر ہوتا ہے، اور اس میں کمپیوٹر کا استعمال ایک مرکزی آلہ کے طور پر کیا جاتا ہے تاکہ پیداوار اور پیشکش کے عمل کو انجام دیا جاسکے۔ تفاعلیت اس کا ایک اہم حصہ ہے اور یہ اس کی اہم خصوصیات میں شامل ہے۔"

جدید ذرائع ابلاغ کی اس تعریف میں تفاعلیت اس کی بنیادی خصوصیت کے طور پر بیان کی گئی ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ کی تعریف مختلف انداز سے کی گئی ہے۔ محترم Robert k جدید ذرائع ابلاغ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں؛

"The term refers to digital media characterized by interactivity, where communication occurs in two directions. It is a form of computing, which is not produced by traditional media such as radio and television, as traditional media do not require computer technology for production" (3)

---

(1)۔حوالہ سابقہ

(2)۔مي العبد الله، المعجم في المفاهيم الحديثة للإعلام والاتصال: المشروع العربي لتوحيد المصطلحات،بيروت، دار النهضة العربية للنشر والتوزيع،،2014ص.47

(3)-Robert k. Logan, understanding new media: extending Marshall McLuhan, new York, die deutsche national bibliothek , 2010, p4

"جدید ذرائع ابلاغ کی اصطلاح ان ڈیجیٹل میڈیا کی طرف اشارہ کرتی ہے جو تفاعلی (Interactive) خصوصیات رکھتی ہیں اور جن میں دو طرفہ مواصلات ہوتے ہیں۔ یہ کمپیوٹر کی ایک شکل ہے، جو روایتی میڈیا جیسے ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے پیدا نہیں کی جاتی، کیونکہ روایتی میڈیا کو پیداوار کے لیے کمپیوٹر ٹیکنالوجی کی ضرورت نہیں ہوتی۔"

"روایتی ذرائع ابلاغ جدید ذرائع ابلاغ میں اُس وقت منتقل ہوئے جب صارفین نے خود ہی ابلاغی مواد تیار کر کے اسے اپنی ذاتی صفحات پر شیئر اور نشر کرنا شروع کر دیا۔ جدید ذرائع ابلاغ میں "فعال افراد" کا تصور ابھرا، جو جدید ذرائع ابلاغ پلیٹ فارمز پر بڑی تعداد میں پیروکار رکھتے ہیں، اور ان کی خبریں، معلومات اور پوسٹس فوراً لوگوں تک پہنچتی ہیں۔ جدید ذرائع ابلاغ میں ابلاغی مواد کی تخلیق کا عمل مخصوص ابلاغی اداروں یا کسی خاص مرسل تک محدود نہیں رہا، بلکہ عام لوگ بھی اس عمل میں بڑا کردار ادا کرنے لگے ہیں۔ وہ اپنی ذاتی کیمروں یا موبائل فونز کے ذریعے تصاویر اور ویڈیوز لے کر انہیں جدید ذرائع اابلاغ کے پلیٹ فارمز پر نشر کرتے ہیں۔ سماجی مواصلات کا عمل اب کسی مخصوص ماڈل یا عناصر کی پیروی نہیں کرتا، جس میں ایک مرسل ہوتا ہے اور دوسرا وصول کنندہ، بلکہ جدید ذرائع ابلاغ میں یہ مواصلاتی عمل تعامل کی خصوصیت کے ساتھ مرسل اور وصول کنندہ کے کرداروں کے تبادلے پر مبنی ہوتا ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ کی ایک اہم شکل سماجی ذرائع ابلاغ بھی ہے جیسے سوشل میڈیا بھی کہا جاتا ہے ۔ ذیل میں اس کا مختصر اور جامع جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

سماجی ذرائع ابلاغ / سوشل میڈیا: سوشل میڈیا اصل میں انٹرنیٹ کی بنیاد پر قائم شدہ ایک ایسا مجازی سماج {Virtual Society} ہے جو افراد کے درمیان مختلف اطلاعات{Messages} تخلیقات {Posts} اور تبصروں{Comments} کے اشتراک{Share} اور تبادلہ{Exchange} کا کام کرتا ہے۔

"سوشل میڈیا" ایک انگریزی اصطلاح ہے اردو میں اس کو "سماجی ذرائع ابلاغ" کہا جاسکتا ہے، تاہم اسے اس کے معروف نام سوشل میڈیا سے ہی پکارا جاتا ہے جسے مختصر SMN کہا جاتا ہے۔

سماجی لفظ سماج سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے معاشرہ، سوسائٹی، انجمن، کمیٹی، محفل گروہ، ٹولی اور جتھا کے ہیں [1] اور سماجی کا مطلب ہے، سماج یا معاشرے سے متعلقہ، معاشرتی [2]۔ جبکہ ابلاغ سے مراد پہنچانا، بھیجنا، تبلیغ واشاعت کے آتے ہیں[1]۔

---

(1)۔ فیروز اللغات اردو، ص808

(2)۔ حوالہ سابقہ

سوشل میڈیا اصل میں افراد کے درمیان ایک مجازی کنبہ (Virtual Community) کی حیثیت رکھتا ہے۔اس مجازی کنبے (Virtual Community) میں شامل ہونے والے لوگ باہمی اطلاعات {Messages} کا تبادلہ کرتے ہیں اور اپنی مختلف النوع تخلیقات {Posts} کا اشتراک {Share} کرتے ہیں۔

سوشل میڈیا ایک وسیع مفہوم کا حامل ہے اور اس کی وسعت میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔اس لئے اس کی کوئی مخصوص تعریف نہیں کی جاسکتی تاہم اس فن کے ماہرین نے سوشل میڈیا کی مختلف انداز کے وضاحت کی ہے۔

دو جرمن ماہرین اندریس کیپلن (Andreas Kaplan) اور مائیکل ہیلینن (Micheal Heanlein) نے سوشل میڈیا کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے۔

> "A group of internet-based applications that build on the ideological and technology foundations of Web 2.0, and that allow the creation and exchange of user generated content, have changed the life of individuals and corporations alike". (2)

> سوشل میڈیا انٹرنیٹ پر مبنی اپلیکیشنز کا ایسا مجموعہ ہے جو ویب 2.0 کی نظریاتی اور ٹیکنالوجی بنیادوں پر قائم ہے اور یہ صارفین کو مواد تخلیق کرنے اور ایک دوسرے کو فراہم کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔مزید بر آں اس نے افراد اور معاشروں کی زندگی کو یکساں طور پر تبدیل کر دیا ہے۔

سوشل میڈیا سے مراد میڈیا کی وہ قسم ہے جس میں معاشرے کا ہر فرد حصہ لے سکتا ہے۔روایتی میڈیا کے برعکس سوشل میڈیا رسائی اور استعمال کے لحاظ سے بہت آسان ہے اور ہر شخص آسانی کے ساتھ اپنی بات دوسروں تک پہنچا سکتا ہے۔سوشل میڈیا دراصل آن لائن میڈیا میں وہ قسم ہے جہاں لوگ بات کرتے ہیں۔یہ ایسا نیٹ ورک ہے جو افراد اور اداروں کو ایک دوسرے سے مربوط کرتا ہے۔پرنٹ میڈیا اور الیکٹرونک میڈیا میں عام افراد کی حیثیت صرف قاری یا سامع ہونے تک محدود تھی، لیکن سوشل میڈیا نے ہر فرد کو میڈیا کا حصہ بنا دیا۔اب ہر وہ فرد جس کی ہاتھ میں سوشل میڈیا کا کوئی آلہ (Device) ہے وہ نہ صرف اپنی رائے دے سکتا ہے بلکہ دوسروں کی دی ہوئی رائے پر تبصرہ بھی کر سکتا ہے۔سوشل میڈیا کا یہ دو طرفہ پہلو اپنے دامن میں فوائد کے ساتھ ساتھ مضر اثرات

---

(1)۔حوالہ سابقہ،ص690

(2)-Andreas M. Kaplan and Michael Haenlein social media: back to the roots and back to the future Journal of Systems and Information Technology, Vol. 14 No. 2, 2012, Emerald Group Publishing Limited

بھی سموئے ہوئے ہے۔

محترم وقاص طارق(1) اپنے آرٹیکل میں سوشل میڈیا کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

The phenomena of social network is quite simple to understand, it is a web based facility which allows individual users to build a profile identity and generate subjective associations and connections among himself and list of other friends and communicate with them at central location. These websites are powered by many international companies because these websites are centrally visited by millions of people thus companies can get benefit of advertisements, this is how social networks are get paid; user can register himself free of cost in social networking sites like Facebook etc. People get connected to one another after registration and then post news, information, fake news and other things including videos and pictures etc. (2)

حقیقت یہ کہ سوشل میڈیا آج ہماری زندگی کا ایک لازمی جز بن گیا ہے اور ہر دوسرا آدمی اس سے اس طرح متاثر ہے کہ گویا دنیا میں سوشل میڈیا انقلاب آچکا ہے۔ سوشل میڈیا صارفین اپنے ذاتی تعلقات استوار کرنے، مختلف علوم سیکھنے اور پیسہ کمانے کے اپنی بیشتر وقت مجازی معاشرہ (Virtual Social world) میں گزارنا پسند کرتے ہیں اور اب تو اس مجازی دنیا کی سرگرمیوں کو حقیقی دنیا کے ساتھ منسلک بھی کیا جانے لگا ہے اور موبائل سوشل میڈیا نے اس کام کو اور بھی آسان کر دیا ہے۔

سوشل میڈیا کی مختلف شکلیں ہیں اس کی وسعت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب 2001 میں باہمی تعاون کے منصوبے ویکیپیڈیا (Wikipedia) کا آغاز کیا گیا تو بہت کم افراد کو اس کی کامیابی کا یقین تھا۔ آج ویکیپیڈیا (Wikipedia) سے استفادہ کرنے والوں کی ماہانہ تعداد تقریباً 400 ملین افراد ہیں اور 20 ملین مضامین سے استفادہ کیا جاتا ہے جبکہ آج یہی ویکیپیڈیا (Wikipedia) سوشل میڈیا کا ایک جز بن چکا ہے سوشل میڈیا میں بلاگز (Blogs)، مائکرو بلاگز (Micro Blogs)، موادی ادارے (Content Communities)، سماجی روابط کی سائٹس (Social networking Sites)، مجازی معاشرہ (Virtual Social world) اور کھیل کی

(1)-City University of Science & Information Technology,Peshawar Pakistan Department of Computer Science,

(2)-Tariq, Waqas & Mehboob, Madiha & Khan, M. & Ullah, Fasee. (2012). The Impact of Social Media and Social Networks on Education and Students of Pakistan. IJCSI International Journal of Computer Science Issues. 9

مجازی دنیا(Virtual Game world) وغیرہ شامل ہیں۔[1] سوشل میڈیا نے کھیلوں اور اشتہارت سمیت ایسی پر کشش سرگرمیوں سے متعارف کروایا ہے تا کہ لوگ سوشل میڈیا کے استعمال سے اکتاہٹ میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

سوشل میڈیا کی ان اقسام کی درجہ بندی(Group) کے مختلف طریقے ہیں۔ مختلف افراد نے اپنے اپنے کام کی نوعیت کے اعتبار سے ان کو مختلف درجہ بندیوں(Groups) میں تقسیم کیا ہے۔ تاہم یہ بات واضح رہے کہ اگر کسی ایک سوشل میڈیا سائیٹ کو ایک گروپ میں شامل کیا ہے تو اس بات کا امکان بھی موجود ہے کی وہ سوشل میڈیا سائیٹ اپنی خصوصیات کی وجہ سے کسی اور گروپ میں شامل کی جاسکتی ہے اس لئے یہ درجہ بندی صرف سوشل میڈیا کی وسعت کو اندازہ لگانے کے لئے ہے جہاں تک ان میں ذکر کردہ سوشل میڈیا سائیٹس کی خصوصیات کا تعلق ہے تو درست اندازہ اس تقسیم سے ممکن نہیں ہے۔

سوشل میڈیا کی اقسام اور درجہ بندی			
نمبر شمار	درجہ بندی کا گروپ	وضاحت	مثالیں
1	نیٹ ورکنگ سائٹس	روابط اور کمیونٹی	Facebook, LinkedIn, Twitte
2	مائیکروبلاگنگ سائٹس	مختصر پیغام رسانی	Twitter, Snapchat, Instagram
3	میڈیا شیئرنگ سائٹس	ویڈیو و تصویر اشتراک	YouTube, TikTok, Facebook Live, IGTV
4	باہمی تعاون کے منصوبے	اجتماعی مواد تخلیق	Wikipedia, Google Docs
5	میسجنگ ایپس	پیغام رسانی و کالنگ	WhatsApp, Messenger, Telegram
6	بک مارکنگ سائٹس	مواد کو محفوظ و شیئر کرنا	Pinterest, Flipboard
7	گیمنگ کمیونٹی پلیٹ فارمز	گیمنگ نیٹ ورکنگ	Twitch, Discord, Steam
8	بلاگنگ پلیٹ فارمز	تفصیلی تحریری مواد	WordPress, Blogger
9	سوال و جواب فورمز	علمی مکالمہ و سوالات	Quora, Reddit
10	پروفیشنل نیٹ ورکنگ سائٹس	کاروباری و پیشہ ورانہ روابط	LinkedIn, Xing

(1)-https://www.indeed.com/career-advice/career-development/types-of-social-media

فصل سوم: جدید ذرائع ابلاغ کی ضرورت واہمیت

مبحث اول: جدید ذرائع ابلاغ کا معاشرے میں اثر و نفوذ

انفارمیشن ٹیکنالوجی اور ڈیجیٹل ترقی کے اس دور میں جدید ذرائع ابلاغ (Mass Media) ایک ناگزیر حقیقت بن چکے ہیں۔ سوشل میڈیا، انٹرنیٹ، ٹیلی ویژن، اور دیگر ڈیجیٹل پلیٹ فارمز نے انسانی زندگی کے ہر پہلو کو متاثر کیا ہے۔ انسانی زندگی میں جدید ذرائع ابلاغ کتنا گھس چکا ہے اس کا اندازا DATAREPORTAL کی اس رپورٹ سے لگایا جا سکتا ہے کہ دنیا کی تقریباً ساٹھ (60) فی صد آبادی روزانہ کسی نہ کسی ڈیجیٹل پلیٹ فارم سے منسلک رہتی ہے[1]۔ جدید میڈیا ہر شعبے میں شامل ہو چکا ہے، چاہے وہ تعلیم ہو، کاروبار، صحت یا حکومتی امور۔ آن لائن تعلیم، ڈیجیٹل مارکیٹنگ، اور سوشل نیٹ ورکنگ نے انسانی رویوں کو مکمل طور پر بدل دیا ہے۔

Pakistan Bureau of Statistics کی 2023 کی مردم شماری کے مطابق پاکستان کی آبادی تقریباً 241.49 ملین ہے[2]۔ جن میں سے انٹرنیٹ صارفین کی تعداد 111 ملین ہے اور پاکستان میں سوشل میڈیا صارفین کی تعداد 71.70 ملین ہے[3] جو کل آبادی کا 29.7 فی صد بنتا ہے۔ ان اعداد و شمار سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ پاکستان کی ایک تہائی آبادی سوشل میڈیا کی مختلف سائیٹس کے ساتھ وابستہ ہے اور اس میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔

جدید ذرائع ابلاغ (سوشل میڈیا) بے شمار فوائد کا حامل ہے اور موجودہ دور میں اس کی اہمیت بڑی مسلم ہے اور ہر شعبہ زندگی سے وابستہ افراد اس کے محتاج بن چکے ہیں۔ اس نے سہولیات کا ایک ایسا قابل اعتماد جہان پیدا کر دیا ہے کہ جو کام پہلے ایک طویل وقت لیتے تھے اب کم وقت میں پایہ تکمیل تک پہنچ جاتے ہیں۔ اب دنیا کے کسی کونے میں رہتے ہوئے ہر فرد اپنی ذاتی، معاشرتی، کاروباری حتی کے خاندانی معاملات تک کو سنبھال {Handle} سکتا ہے۔

جدید ذرائع ابلاغ نے سب سے زیادہ افراد کی ذاتی زندگی کو متاثر کیا ہے، اس وقت سوشل میڈیا افراد کی زندگیوں میں ایسا رچ بس گیا ہے کہ وہ اس کے بغیر زندگی کا تصور نہیں کر سکتے کیونکہ وہ اس وقت دنیا کے ساتھ سوشل میڈیا کی وجہ سے منسلک ہیں اور سوشل میڈیا سے منقطع ہونے کا مطلب نہ صرف عزیز و اقارب اور دوستوں سے منقطع ہونا ہے بلکہ سہولیات اور معلومات کی سمندر سے بھی تعلق کا ٹوٹنا ہے۔ اس وقت ہر انسان کسی نہ کسی درجے میں جدید ذرائع ابلاغ سے وابستہ ہے اور اس وابستگی میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔

(1)-Digital 2023 Global Overview report, We are social, P,10, https://wearesocial.com/wp-content/uploads/2023/03/Digital-2023-Global-Overview-Report.pdf
(2)-https://www.pbs.gov.pk/sites/default/files/population/2023/Press%20Release.pdf
(3)-https://datareportal.com/reports/digital-2024-pakistan

Statista کی رپورٹ کے الفاظ ہیں؛

"As of February 2025, there were 5.56 billion internet users worldwide, which amounted to 67.9 percent of the global population. Of this total, 5.24 billion, or 63.9 percent of the world's population, were social media users[1] ."

"فروری 2025 تک دنیا بھر میں انٹرنیٹ استعمال کرنے والوں کی تعداد 5.56 بلین ہے جو دنیا کی کل آبادی کا 67.9 فی صد بنتی ہے، جبکہ 5.24 بلین افراد سوشل میڈیا صارفین ہیں جو دنیا کی کل آبادی کا 63.9 فی صد بنتا ہے۔"

شماریاتی اداروں کی رپورٹس کے مطابق دن بدن جدید ذرائع ابلاغ سے وابستہ افراد کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اور اوسطاً ہر فرد روزانہ 2 گھنٹے سے زیادہ وقت جدید ذرائع ابلاغ کی نذر کرتا ہے[2]، اس کے پیچھے سماجی، نفسیاتی، کاروباری اور معلوماتی عوامل کار فرما ہیں جن کی تفصیل ذیل میں ہے۔

سماجی تعلقات اور دباؤ

جدید ذرائع ابلاغ پر موجودگی آج کی دنیا میں سماجی حیثیت کا معیار بن چکی ہے۔ اگر کوئی فرد سوشل میڈیا پر فعال نہیں ہے تو اسے "پرانا خیال" یا "جدت سے دور" سمجھا جاتا ہے۔ دوستوں اور جاننے والوں کے درمیان قبولیت حاصل کرنے کے لیے لوگ سوشل میڈیا پر موجود رہنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ جدید ذرائع ابلاغ کا اہم فائدہ یہ ہے کہ اس نے انسان کے سماجی تعلقات میں وسعت پیدا کی ہے۔ وہ نہ صرف اپنے دوستوں سے رابطے میں رہتا ہے بلکہ کافی ایسے افراد جو کسی دوری کی وجہ سے بالمشافہ ملاقات نہیں کر سکتے، وہ جدید ذرائع ابلاغ پر دوست بن جاتے ہیں۔ ان سے باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیال ہوتا رہتا ہے۔ اس سے فرد کے سماجی تعلقات میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔ نئے دوست بنانا، دوستوں کے حالات سے آگاہ رہنا، آڈیو ویڈیو گفتگو کرنا الغرض جدید ذرائع ابلاغ عزیز و اقارب، دوستوں اور ہم خیال لوگوں سے جڑے رہنے کا آسان ترین ذریعہ بن چکا ہے۔ جغرافیائی فاصلوں کو مٹاتے ہوئے یہ پلیٹ فارمز دنیا بھر میں لوگوں کو جوڑنے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ یہ وہ بنیادی وجہ ہے کہ ہر فرد اس کے ساتھ منسلک ہونے پر مجبور ہے۔

ہر شعبہ زندگی سے منسلک افراد کی کے لئے جدید ذرائع ابلاغ اس قدر ضروری ہو چکا ہے کہ اس کے بغیر ان کے لئے اپنے معاملات چلانا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہو چکا ہے۔ اسکول اور کالج کے طلباء اگر کسی مقبول سوشل میڈیا پلیٹ فارم پر نہ ہوں تو وہ اکثر گروپ سرگرمیوں اور مباحثوں سے محروم رہتے ہیں۔ ملازمت پیشہ افراد اور

(1)-https://www.statista.com/statistics/617136/digital-population-worldwide/

(2)-https://www.smartinsights.com/social-media-marketing/social-media-strategy/new-global-social-media-research/

پروفیشنلز کے لیے لنکڈ ان اور دیگر سوشل نیٹ ورکس پر موجودگی ان کے کیریئر کی ترقی کے لیے ناگزیر بن چکی ہے۔ بیرون ملک یا اپنے گھروں سے دور مقیم افراد کے لئے اپنے اہل خانہ سے مسلسل رابطے میں رہنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ الغرض سماجی گروپس اور آن لائن کمیونٹیز میں لوگوں اور ہم خیال افراد کو آپس میں ملانے اور مربوط رکھنے کے لئے جدید ذرائع ابلاغ ایک لازمی حیثیت اختیار کر چکے ہیں یہی وجہ ہے ہر فرد کو طوعاً یا کرھاً کسی نہ کسی آلے کے ذریعہ جدید ذرائع ابلاغ کے کسی نہ کسی پلیٹ فارم سے منسلک ہونا پڑتا ہے۔

تنہائی اور بوریت کا علاج

معاشرے میں کافی افراد ایسے موجود ہوتے ہیں جو کسی وجہ سے تنہائی کا شکار ہوتے ہیں۔ اور ان کی زندگی بوریت سے بھری ہوتی ہے، جن میں معذور، بزرگ اور بیمار افراد شامل ہیں۔ ایسے افراد عموماً کسی دوسرے فرد کے محتاج ہوتے ہیں اور ان کو ساتھ کی ضرورت ہوتی ہے جو ان کے ساتھ گفتگو کر سکے اور ان کی اس کمی کو جدید ذرائع ابلاغ نے بڑے احسن انداز کے ساتھ پورا کیا، اب ایسے افراد نہ صرف گھر بیٹھے اپنے رشتہ داروں اور دوست واحباب کے ساتھ رابطہ رکھ سکتے ہیں بلکہ اپنی دلچسپی کے امور کو سوشل میڈیا پر دیکھ سکتے ہیں۔ کئی قسم کی معلومات حاصل کر سکتے ہیں اپنے علم میں اضافہ کر سکتے ہیں کوئی ڈیجیٹل گیم کھیل سکتے ہیں اور وہ لمحات جو بوریت میں کٹتے تھے اور فرد کی افسردگی میں اضافہ کرتے تھے اب وہ لمحات سوشل میڈیا کی وجہ سے نہ صرف خوشگوار بن جاتے ہیں بلکہ مفید بھی ہوتے ہیں۔

کاروباری ضرورتیں اور فوائد

موجودہ دور میں سوشل میڈیا تجارت اور کاروبار میں اہم کردار ادا کر رہا ہے اس وقت دنیا کے بے شمار افراد بشمول مرد، عورتیں اور بچے سوشل میڈیا سے وابستہ ہو کر اپنے کاروبار کو ترقی دے رہے ہیں اور کئی افراد ایسے ہیں جو صرف آن لائن کاروبارہ کے ذریعے اپنا روزگار چلا رہے ہیں۔ اور اس وقت خرید و فروخت کے حوالے سے OLX[1] بڑا اہم کردار ہے۔ سوشل میڈیا نہ صرف افراد بلکہ کاروباری اداروں کے لیے بھی ایک بنیادی ضرورت بن چکا ہے۔ چھوٹے بڑے کاروبار، فری لانسرز اور یوٹیوبرز کے لیے سوشل میڈیا کے بغیر ترقی کا تصور مشکل ہو گیا ہے۔ فری لانسرز اپنی خدمات کو سوشل میڈیا کے ذریعے فروغ دیتے ہیں اور گاہکوں تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔ ای کامرس بزنس مالکان فیس بک، انسٹاگرام اور ٹک ٹاک کے ذریعے اپنی مصنوعات کی مارکیٹنگ کرتے ہیں۔ یوٹیوبرز اور دیگر ڈیجیٹل کانٹینٹ کریئیٹرز کے لیے سوشل میڈیا ان کی کمائی کا بنیادی ذریعہ ہے۔

---

(1)۔ یہ افراد کے درمیان باہمی خرید و فروخت کا ایک آن لائن ادارہ ہے اس کا صدر دفتر نیدرلینڈ کے دارالحکومت ایمسٹرڈم میں ہے اور تقریباً دنیا کے 45 ممالک میں فعال ہے۔

اطلاعات کا بنیادی ذریعہ

سوشل میڈیا آج کی دنیا میں خبروں اور تازہ ترین معلومات کا سب سے تیز ذریعہ ہے۔ ٹی وی، ریڈیو یا اخبارات کے مقابلے میں لوگ سوشل میڈیا کے ذریعے زیادہ مستند اور تازہ خبریں حاصل کر سکتے ہیں۔ بریکنگ نیوز سب سے پہلے ٹویٹر اور فیس بک پر آتی ہیں، جو کہ عام میڈیا سے کہیں زیادہ تیز ہے۔ قدرتی آفات یا ہنگامی حالات میں لوگ سوشل میڈیا کے ذریعے فوری اپڈیٹس حاصل کرتے ہیں۔

نفسیاتی اثرات

سوشل میڈیا انسان کی نفسیت پر بھی گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔ اس کا مسلسل استعمال ذہنی تسکین کا باعث بنتا ہے اور بعض افراد اس کے عادی ہو جاتے ہیں۔ "لائکس" اور "کمنٹس" ملنے والی انسان کو ایک تسکین حاصل ہوتی ہے اور خود اعتمادی میں اضافہ ہوتا ہے۔ ورچوئل دنیا میں زیادہ مقبولیت حاصل کرنے کا رجحان فرد کو جدید ذرائع ابلاغ کے ساتھ وابستہ رکھتا ہے۔ انسان اپنے بظاہر فارغ اوقات کو مشغولیت میں گزارنے کا ایک آسان ذریعہ سمجھتا ہے۔

اس وقت انسانی ضروریات کا انحصار ڈیجیٹل دنیا کے ساتھ وابستہ ہو چکا ہے، جدید ذرائع ابلاغ نے دنیا کو ایک گلوبل ولیج میں تبدیل کر دیا ہے۔ معلومات تک فوری رسائی انسانی زندگی کا لازمی جزو بن چکی ہے۔ سہولت، تیز رفتاری، اور رسائی کی آسانی: موبائل فونز، انٹرنیٹ، اور مصنوعی ذہانت (AI) کی ترقی نے زندگی کو آسان بنا دیا ہے۔ سوشل میڈیا، انٹرنیٹ، اور AI کی مقبولیت اتنی عام ہو چکی ہے کہ جدید معاشرتی نظام میں اس سے فرار تقریباً ناممکن ہو چکا ہے۔ حتیٰ کہ مذہبی اور ثقافتی سرگرمیاں بھی ڈیجیٹل پلیٹ فارمز پر منتقل ہو رہی ہیں۔

مبحث دوم: جدید ذرائع ابلاغ کی اہمیت

ذرائع ابلاغ میں جب سے سمعی وبصری (الیکٹرانک میڈیا) انقلاب آیا ہے تب ہی معاشرے میں اس کے اثرات بڑھنا شروع ہو گئے تھے۔ لیکن جدید ذرائع ابلاغ کے اثرات اتنے ہمہ گیر ہیں کہ آج شاید ہی کوئی شعبہ زندگی اور فرد ایسا بچا ہو جس کو اس نے متاثر نہ کیا ہو، جدید ذرائع ابلاغ کا تعامل دوطرفہ ہے اس میں ہر فرد دوسرے فرد کی زد میں ہے اور سوشل میڈیا صارف جو چاہے نشر کر دے اس لئے جدید ذرائع ابلاغ کے اسرار ورموز سیکھنا، سمجھنا اور پھر اس کو معاشرے کی ترقی وفائدہ کے لئے استعمال کرنا بہت ضروری ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس بات کی طرف بھی توجہ رہنی چاہیے کہ اپنے معاشروں کو اس کے منفی اثرات سے محفوظ بھی رکھنا ہے۔

معاشرے میں تعلیم وتربیت کا معاملہ بہت حساس اور بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے کیونکہ اگر تعلیم وتربیت کا نظام منظم و مربوط ہو گا تو نہ صرف معاشرہ پرامن وپائیدار ہو گا بلکہ مثالی ترقی کرے گا لیکن اگر تعلیم وتربیت میں خرابی پیدا ہو گئی تو ایسے معاشرے کو تباہی سے بھی کوئی نہیں روک سکتا۔ معاشرے کی تعلیم وتربیت میں کئی عوامل کارفرما ہے لیکن موجودہ دور میں سوشل میڈیا سب سے مضبوط عامل ہے۔ یہ اپنی وسعت کی وجہ سے ہر فرد تک تو پہنچ ہی چکا ہے لیکن ساتھ ساتھ اپنے اثرات کی وجہ سے افراد میں انقلابی تبدیلیاں لا رہا ہے اور اس کے نتیجے میں معاشروں کے معاشرے تبدیل ہو رہے ہیں۔

اللہ تعالی نے امت مسلمہ کو امت وسط[1] بنا کر اس پر بھاری ذمہ داری ڈالی ہے اور وہ یہ کہ اس نے معاشرے کو دین حق کے ساتھ منسلک کرنا ہے۔ جس کی تبلیغ امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے۔[2] دعوت کا فریضہ سر انجام دینے کے لئے جن باتوں کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے، ان میں سے ایک حکمت ہے[3] اور حکمت کے تقاضوں میں سے ایک اہم تقاضا یہ ہے کہ اس کام کے لئے تمام ایسے میسر ذرائع استعمال کئے جائیں تو اس دعوت کی نشر واشاعت میں مدد ومعاون بن سکتے ہیں اور موجودہ دور میں جدید ذرائع ابلاغ (سوشل میڈیا) ایسا مضبوط ذریعہ ہے جس کی مدد سے ہر فرد کی اصلاح کی جاسکتی ہے اس لئے تعلیم وتربیت کے میدان میں سوشل میڈیا کا استعمال بہت ضروری ہے۔

---

(1)۔﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ﴾، البقرۃ: 143، اسی طرح تو ہم نے تمہیں ایک "امّتِ وَسَط" بنایا ہے تاکہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو

(2)۔ ﴿وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾، آل عمران: 104، اور چاہیے کہ تم میں ایک گروہ ایسا ہو جو خیر کی طرف بلائے جو معروف کا حکم دے اور منکر سے روکے

(3)۔﴿ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ﴾ ، النحل: 125، اپنے رب کے راستے کی طرف لوگوں کو حکمت کے ساتھ دعوت دو

تعلیم وتربیت میں کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ معاشرے میں موجود ایک ایک فرد کی اصلاح کی جائے آپ ﷺ نے جب دعوت کا آغاز کیا تو سب سے پہلا ہدف یہ تھا کہ لوگوں تک رسائی حاصل کی جائے۔ آپ ﷺ نے ہر ممکنہ ذریعہ اختیار کیا جس میں کوہ صفا پر کھڑے ہو کر لوگوں کو اکٹھا کرنا، دعوت طعام کرنا، قافلوں سے ملنا، مَیلوں میں جانا اور ایک ایک فرد کے گھر تک جانا شامل ہے۔ ان سارے سرگرمیوں کا مقصد معاشرے کے ہر فرد تک رسائی تھی کیونکہ جب تک افراد تک رسائی نہیں ہوگی تو اس کی تعلیم وتربیت کا کام شروع ہی نہیں ہو سکتا اس لئے آپ ﷺ نے لوگوں سے مربوطہ ہونے کے لئے ان سارے ذرائع کو اختیار کیا جن کو اس وقت کے لوگ استعمال کرتے تھے اور موجودہ دور میں چونکہ ہر آدمی سوشل میڈیا صارف ہے لہذا اس تک رسائی حاصل کرنے کے لئے جدید ذرائع ابلاغ تک رسائی بہت ضروری ہے اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ روایتی میڈیا کی بنسبت سوشل میڈیا تک رسائی آسان بھی ہے۔

جب ہم موجودہ دور میں معاشرے کی تعلیم وتربیت پر اثر انداز ہونے والے اسباب میں سے جدید ذرائع ابلاغ کا جائزہ لیتے ہیں تو عموماً اس کا رد عمل منفی انداز میں آتا ہے اور سوشل میڈیا کو تعلیم وتربیت میں بگاڑ کا اصل سبب سمجھا جاتا ہے حالانکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ اگر شیطانی قوتوں نے اس کا منفی استعمال کرکے اپنے مقاصد حاصل کئے ہیں تو ارباب حل وعقد کی ذمہ داری ہے کہ تعلیم وتربیت کے میدان میں جدید ذرائع ابلاغ کا مثبت استعمال کرکے معاشرے کو سدھارنے میں اپنا کردار ادا کریں۔

اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کی بعثت کے ساتھ ہی ابلاغ دین کا فریضہ ان کے سپرد کر دیا تھا اس کے بعد تمام انبیاء کرام کی یہ ذمہ داری رہی کہ وہ خالق کا پیغام ہدایت لوگوں تک پہنچائیں اور ان کو بے راہ روی سے بچائیں، ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾ (1)

اور ہم نے ہر گروہ کے پاس ایک رسول اس پیغام کے ساتھ بھیجا کہ لوگو! اللہ کی عبادت کرو اور شیطان اور بتوں کی عبادت سے بچتے رہو۔

انبیاء کرام علیہم السلام نے اللہ تعالی کی طرف سے عائد کردہ فریضہ کو احسن طریقے سے سر انجام دیا اور اس کے لئے اپنی تمام صلاحیتوں کو استعمال کرتے ہوئے لوگوں کی تعلیم وتربیت کے لئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ اللہ تعالی نے الہامی پیغام کی تکمیل کے لئے آپ ﷺ کا انتخاب کیا اور آپ ﷺ کو خاتم النبیین بنا کر دنیا کی طرف اس پیغام کے ساتھ مبعوث کیا:

---

(1)۔ النحل:36

﴿يَاأَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ﴾ (1)

اے پیغمبر! (پورے کا پورا) پہنچا دو اس پیغام کو جو کہ اتارا گیا آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے، اور اگر (بالفرض) آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اس کی رسالت (و پیغمبری) کا حق ادا نہیں کیا۔

آپ ﷺ نے اللہ تعالی کے اس پیغام پر عمل کرتے ہوئے اس دور کے تمام ذرائع ابلاغ کو استعمال کرتے ہوئے دعوت کا فریضہ سرانجام دیا، اللہ تعالی نے آپ ﷺ کی ذمہ داری کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَالَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾(2)

وہی ہے جس نے امیوں کے اندر ایک رسول خود انہی میں سے اٹھایا، جو انہیں اس کی آیات سناتا ہے ان کی زندگی سنوارتا ہے، اور ان کی کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء کی بعثت کا بنیادی مقصد لوگوں کی تعلیم وتربیت ہے تاکہ وہ دین حق پر عمل پیرا ہو سکیں، اس لئے انبیاء نے جو بھی ذرائع ابلاغ استعمال کئے ان کا بنیادی مقصد لوگوں کی تعلیم وتربیت ہی تھی۔

زمانے کی ترقی کے ساتھ ابلاغ کے عمل میں بھی ترقی ہوئی اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ابلاغ نے تقریر و تحریر سے آگے بڑھ کر جدید ٹیکنالوجی کا سہارا لیا تو اس کا معانی و مفہوم اتنا وسیع ہو گیا کہ آج کی دنیا میں معاشرے میں ہونے والا ہر کام ابلاغیات کا حصہ بن گیا ہے، آج ہر معاشرتی سرگرمی چاہے اس کا تعلق کسی بھی جہت سے ہو وہ جدید ذرائع ابلاغ کا حصہ بن چکی ہے۔

کسی دور میں انسانوں کی پہچان ان کے نام سے ہوتی ہے اور معاشرے میں کسی انسان تک پہنچنے کے لئے اس کے نام، پیشے یا خاندان سے مدد لی جاتی تھی آج انسان حقیقی دنیا سے نکل کر تصوراتی دنیا میں رہائش پذیر ہو چکے ہیں۔ لہذا آج کسی انسان تک رسائی کے لئے اور اس کی پہچان کے لئے اس کا سوشل میڈیا ایڈریس استعمال ہوتا ہے جس میں واٹس ایپ نمبر، فیس بک آئی ڈی۔ ٹویٹر آئی ڈی وغیرہ شامل ہیں۔ آج کسی فرد سے ملاقات کرنی ہو تو بہت مشکل ہے تاہم آپ اس سے سوشل میڈیا پر آسانی سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

اس وقت نامعلوم کو معلوم اور شک کو یقین میں بدلنے کی قوت ذرائع ابلاغ کے پاس زیادہ قوی ہے اور یہ

---

(1)۔ المائدہ:67

(2)۔ الجمعہ:2

بات انسانی فطرت اور ضرورت میں شامل ہے کہ وہ حالات حاضرہ اور معلومات عامہ کی طرف راغب ہوتا ہے اور پھر ان معلومات کو محفوظ کر کے آئندہ نسلوں تک منتقل کرتا رہتا ہے اور جدید دنیا میں یہ بات واضح ہے کہ ذرائع ابلاغ اس وقت علم اور تحقیق کا دوسرا نام ہے۔ اس وقت دنیا بھر میں ہونے والی تحقیقات تک رسائی اور اس سے آگاہی جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے ہی ممکن ہوئی ہے ان ساری باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ جدید ذرائع ابلاغ سے یہ سوچ کر منہ موڑلینا کہ اس سے معاشرے میں فساد برپا ہوتا ہے کوئی عقلمندی والی بات نہیں ہے۔

اللہ تعالی نے دین اسلام کو دنیا میں غالب کرنے لئے نازل کیا ہے اور آپ ﷺ کے ارشاد کے مطابق قیامت سے پہلے پہلے ہر کچے اور پکے گھر میں اسلام داخل ہو گا جیسا کہ مُسند احمد کا موجود ہے:

((لَيَبْلُغَنَّ هَذَا الْأَمْرُ مَا بَلَغَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ، وَلَا يَتْرُكُ اللَّهُ بَيْتَ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ هَذَا الدِّينَ، بِعِزِّ عَزِيزٍ أَوْ بِذُلِّ ذَلِيلٍ، عِزًّا يُعِزُّ اللَّهُ بِهِ الْإِسْلَامَ، وَذُلًّا يُذِلُّ اللَّهُ بِهِ الْكُفْرَ))[1]

البتہ یہ دین (اسلام) ہر اس جگہ پہنچے گا جہاں رات کی تاریکی اور دن کی روشنی پہنچتی ہے اور اللہ تعالی اس دین کو ہر کچے اور پکے گھر میں داخل کر دے گا، معزز کو عزت کے ساتھ اور ذلیل کو ذلت کے ساتھ، عزت کی نشانی اسلام ہو گا اور کفر ذلت کی علامت ہو گا۔

اس حدیث نے جہاں ایک طرف بڑی خوشخبری دی ہے تو ساتھ ہی ذمہ داری کا احساس بھی دلایا ہے کیونکہ اللہ کام تو اپنے بندوں ہی سے لیتے ہیں۔ تو دین اسلام کی دعوت کو عام کرنے کے لئے اور دنیا کے ہر فرد تک رسائی حاصل کرنے کے لئے جدید ذرائع ابلاغ (سوشل میڈیا) سے بہتر راستہ کیا ہو سکتا ہے۔ دین اسلام کی دعوت کو عام کرنے کے لئے اسلامی اصول وضوابط کی روشنی میں ہر ممکنہ وسائل استعمال کرنے کی ضرورت ہے اور اگر ہم کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر لیں گے تو یقیناً اپنا ہی نقصان کریں گے اور امت وسط کا اہم فریضہ سر انجام دینے سے رہ جائیں گے۔

انسان جب جستجو اور مزید جاننے سے غفلت برتتا ہے تو وہ دنیا میں کوئی قابل ذکر کردار ادا نہیں کر سکتا ۔انسان کی اپنے حال میں مگن رہنے کی پالیسی کوئی دانشمندانہ فیصلہ نہیں ہے، عظیم فلسفی صدرالدین شیرازی عرف ملا صدرا(متوفی 1239ھ) لکھتے ہیں:

"یاد رکھنا چاہیے کہ جو آدمی اپنی معلومات کی چار دیواری میں مقید ہے اور جو کچھ سمجھے ہوئے ہے

---

(1)۔ابن حنبل، احمد بن حنبل، مُسند الامام احمد بن حنبل، حدیث نمبر 16957

اس کے سوا ہر بات کا انکار کرتا ہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ یہ بیچارہ اپنے علم کی سرحد پر کھڑا ہے اور اپنے رب کے پوشیدہ اسرار سے محجوب اور پردے میں ہے"[1]

اللہ تعالی نے کائنات کے وسائل عالم اور جاہل دونوں کے لئے برابر رکھے ہوئے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے جاہل ان وسائل کا استعمال سرسری سا کرتا ہے اور اس کی نظر صرف ظاہری فائدے پر ہوتا ہے جبکہ اس کے برعکس عالم ان وسائل کو استعمال کرتے ہوئے دنیا میں انقلاب برپا کر دیتا ہے۔ جب ہم جدید ذرائع ابلاغ کی دنیا پر نظر ڈالتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اس کی حیثیت تو میدان جنگ کی سی ہے اور کافر اس کو مسلمانوں کے خلاف بطور ہتھیار کے استعمال کر رہے ہیں جب کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں مسلمانوں کو ہر میدان میں کفار کا مقابلہ کرنے کی ترغیب دی ہے[2] تو اس لئے ضروری ہے کہ جدید ذرائع ابلاغ پر دسترس حاصل کر کے اسے تعلیم وتربیت سمیت ہر شعبہ میں استعمال کیا جائے۔

عصر حاضر کے جدید ذرائع ابلاغ میں ایسے مواقع (Opportunities) ہیں جن کی مدد سے مسلمانوں کا باہمی رابط و تعلق قائم ہو سکتا ہے۔ شکایات اور مظالم کے ازالے کے لئے کئی آسان راستوں کا انتخاب کیا جا سکتا ہے۔ اپنے حقوق کو سہل انداز کے ساتھ منوانے کی سہولت ہے اور اس مسابقتی دور میں جدید ذرائع ابلاغ میں تعلیم وتربیت کی ضروریات پوری کرنے کی خوبی بدرجہ اتم موجود ہے۔ دنیا کے مختلف ادوار اور معاشروں میں رونما ہونے والے سیاسی، مذہبی، ثقافتی اور تمدنی انقلاب میں ذرائع ابلاغ کے کردار کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اس لئے کسی شعبہ زندگی میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے اس پر اثر انداز ہونے والے وسائل پر قابو پانا بہت ضروری ہے۔ آج اگر معاشرے کے فساد اور بگاڑ میں جدید ذرائع ابلاغ کا وافر حصہ ہے تو وحی کے علمبردارن کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے انہی ذرائع ابلاغ کو تعلیم وتربیت کے میدان میں انقلاب لانے کے لئے استعمال کریں۔ مشہور عالم دین مولنا سید ابو الاعلی مودودی (متوفی 1979ء) اس بات کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جو لوگ ریڈیو کے زور سے ایک سیکنڈ کے اندر باطل کی آواز کی کرہ زمین کے ایک ایک کونے میں پہنچا دیں اور کروڑہا انسانوں کے خیالات کو ایک جنبش زبان سے مسموم کر کے رکھ دیں ان کے مقابلے میں وہ لوگ کیسے کامیاب ہو سکتے ہیں جو ایک جلسہ کے سامعین تک بھی حق کی آواز

---

(1)۔ شیرازی، صدر الدین۔ "اسفار اربعہ"، جلد اول (مترجم: مولوی سید مناظر احسن گیلانی) جامعہ عثمانیہ سرکار عالی۔ حیدر آباد دکن 1941، ص 18

(2)۔ ﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ﴾، الانفال:60، (اور تم لوگ، جہاں تک تمہارا بس چلے، زیادہ سے زیادہ طاقت اور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے ان کے مقابلہ کے لیے مہیّا رکھو تا کہ اس کے ذریعہ سے اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو خوف زدہ کر دو)

پہچانے میں خدا کی پیدا کی ہوئی طاقت سے کام لیتے ہوئے جھجکتے ہوں"[1]

آج کا دور جدید ذرائع ابلاغ کی جنگ کا دور ہے آج لوگوں پر قابو پانے کے لئے، ان کی تعلیم وتربیت کے لئے، رائے عامہ کو ہموار کرنے کے لئے، اپنی سیاست، ثقافت یہاں تک کہ مذہب وعقائد پر دوسرے افراد کو قائل کرنے بلکہ مسلط کرنے کے لئے سوشل میڈیا سے زبردست ہتھیار کوئی نہیں ہے۔ اس وقت دنیا میں کفار والحاد کا جو تسلط نظر آرہا ہے اس کی ایک بنیادی وجہ ذرائع ابلاغ پر ان کی مہارت ہے اور اسی مہارت کی وجہ سے وہ اس میدان کے "امام" بنے ہوئے ہیں۔ یہ بات امت مسلمہ کو مجموعی طور پر سوچنی چاہیے کہ ان ذرائع ابلاغ کو اگر وہ لوگ جو اسلام کے مخالف ہیں، استعمال کر کے اپنے مقاصد حاصل کر سکتے ہیں اور باطل دین پر لوگوں کو قائل کر سکتے ہیں تو تعلیم وتربیت کے میدان میں انہی ذرائع ابلاغ کو جدید خطوط پر لا کر کیا دعوت اسلام کا فریضہ سر انجام نہیں دیا جا سکتا۔ اگرچہ انفرادی یا غیر حکومتی ادارے ان ذرائع کو محدود پیمانے پر دینی مقاصد کے لئے استعمال کر رہے ہیں تاہم انہیں حکومتی اور سرکاری سرپرستی کی ضرورت ہے۔

تعلیم وتربیت ایک کٹھن مرحلہ ہے اس میں کئی باتوں کا خیال رکھنی کی ضرورت ہے، معاشرے میں تعلیم وتربیت کے لئے جو ذرائع استعمال ہوتے ہیں ان میں سوشل میڈیا بھی شامل ہے اور اہم بات یہ ہے کہ سوشل میڈیا کے تعلیم وتربیت پر دوطرفہ اثرات ہیں اس لئے امور تعلیم وتربیت میں جدید ذرائع ابلاغ (سوشل میڈیا) کا استعمال بہت زیادہ احتیاط کا متقاضی ہے۔ سوشل میڈیا کی مثال ایک سمندر کی سی ہے جس پر قابو پانا تو ناممکن ہے تاہم اس میں زندہ رہنے اور اس سے استفادہ کرنے کے لئے اس کی وسعت وگہرائی کا علم ہونا ضروری ہے۔ اس کی مضر اثرات سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ ہمیں علم ہو کہ سمندر میں چلنے اور درست سمت رکھنے کا کیا طریقہ ہے۔ سمندر میں کون کون سے طوفان اور خطرات درپیش ہوتے ہیں اور ان سے کیسے نمٹا جاسکتا ہے، ایسے ہی سوشل میڈیا کے حوالے سے مکمل معلومات ہی ہمیں اس قابل بناسکتی ہیں کہ ہم اسے تعلیم وتربیت کے میدان میں اس طرح استعمال کریں کہ یہ ہماری آنے والی نسلوں کی اصلاح کا سبب بن جائے اور ہم اس سے اپنے معاشرے کو سنوارنے کا کام لے لیں۔ آج کے اس دور میں موجود ذرائع ابلاغ جدید معاشرے اور تہذیب کا اہم جز ہیں، جو بھی معاشرے کے اجتماعی مزاج کو بگاڑنے یا بنانے میں اہم ادا کرتے ہیں۔

---

(1)۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، دعوت اسلامی اور اس کے مطالبات، (اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، 1998)، ص454

مبحث سوم: جدید ذرائع ابلاغ کی لت (addiction) کا تجزیہ

جدید ذرائع ابلاغ کی اہمیت و افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اس نے سہولیات کا ایک جہان آباد کر دیا ہے۔ کئی انسانی مشکلات پر قابو پایا ہے۔ اس کے ساتھ اس میں مزید ترقی کا سلسلہ جاری ہے۔ جن معاملات کو کسی زمانے میں خواب اور جادو تصور کیا جاتا ہے آج انسان ان سے مستفید ہو رہے ہیں۔ انٹرنیٹ کی رفتار میں روز بروز تیزی آرہی ہے۔ انسانی معاشرہ ڈیجیٹل ہوتا جارہا ہے۔ انسان اپنے ہر کام کو الیکٹرونک آلات میں منتقل کر رہا ہے۔ ان حالات انسان کی شب وروز کا ایک اچھا خاصا حصہ جدید ذرائع ابلاغ میں گزرتا ہے۔ پہلے ضرورت اور پھر اس کی کشش نے افراد کو اپنے سحر میں جکڑ لیا ہے۔ اس کو جدید ذرائع ابلاغ لت (Media addiction) کہا جاتا ہے۔ سوشل میڈیا کی لت سے مراد سوشل میڈیا پلیٹ فارمز کا غیر معمولی اور بے تحاشا استعمال ہے جو روزمرہ کی زندگی کے معمولات میں خلل ڈالتا ہے۔ یہ لت افراد کو اپنی پیشہ ورانہ، تعلیمی اور ذاتی ذمہ داریوں سے غافل کر دیتی ہے، ذیل میں اس کی وجوہات، اثرات اور حل پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

لت (addiction) کی وجوہات

کوئی بھی کام جب انسان بار بار اور مستقل بنیادیوں پر کرتا ہے تو وہ اس کی عادت بن جاتا ہے۔ عادات انسانی رویوں پر گہرے اثرات مرتب کرتی ہیں۔ اچھی عادات کامیابی کی ضمانت ہیں اور انسان کی شخصیت کو سنوارنے کا باعث بنتی ہیں۔ اس کے مقابلے میں بُری عادات انسان کے اعتبار واعتماد کو ختم کرنے کا باعث بنتی ہیں اور ایسا انسان لوگوں کی نظروں سے گر جاتا ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ نے اپنی کشش اور وسعت کی وجہ لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا ہے اب صورت حال یہ ہے کہ لوگ اس کے بغیر جینے کا تصور نہیں کر سکتے اور ہر وقت اس کے ساتھ منسلک رہتے ہیں۔ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کو ہر مسئلہ سے زیادہ بڑا مسئلہ سوشل میڈیا پر موجود رہنا لگتا ہے۔ یہ ایک بیماری ہے جسے Fear of Missing Out **(FOMO)** بھی کہتے ہیں۔ یہ احساس کہ کہیں ہم کسی اہم معلومات یا واقعے سے محروم نہ رہ جائیں، افراد کو مسلسل آن لائن رہنے پر اکساتا ہے۔

سوشل میڈیا بذات خود ایسی سحر انگیز خصوصیات کا حامل ہے جو افراد کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ سوشل میڈیا میں ہر شخص کی دلچسپی کا سامان ہے اگر کوئی پڑھنا چاہتا ہے تو تعلیم سے متعلق مواد اس میں ملے گا، اگر کوئی کھیلنا چاہتا ہے تو اسے اپنے مطلب کا مواد مل جائے گا۔ اس کے علاوہ اس مین مواد پیش کرنے کا انداز بھی انسان کو مبہوت کر دیتا ہے۔ آپ ﷺ کے دور میں ایک آدمی کی تقریر نے لوگوں کو سحر زدہ کر دیا تھا جیسا کہ حدیث میں موجود ہے:

((أَنَّهُ قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ المَشْرِقِ فَخَطَبَا، فَعَجِبَ النَّاسُ لِبَيَانِهِمَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّ مِنَ البَيَانِ لَسِحْرًا، أَوْ: إِنَّ بَعْضَ البَيَانِ لَسِحْرٌ))[1]

دو آدمی مشرق کی طرف سے آئے انہوں نے لوگوں کو خطاب کیا جس سے لوگ بہت متاثر ہوئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا بے شک بعض تقاریر جادو اثر ہوتی ہیں۔

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے لوگوں کو جکڑنے کی صلاحیت بعض افراد میں موجود ہوتی ہے، ایسے ہی سوشل میڈیا تو افراد سے بھی زیادہ سحر انگیز ہے کیونکہ افراد میں تو صرف بولنے کی صلاحیت ہوتی ہے جب کہ سوشل میڈیا تو خصائص کا حامل ہے لہذا اس کا سحر انگیز ہونا کوئی اچنبھے والی بات نہیں ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ کے مختلف فنکشن، اس کے بدلتے رنگ، مواد کو پیش کرنے کا رنگا برنگا انداز، اچھلتے کودتے کارٹون، آن لائن گیمز وغیرہ انسانوں کو اپنے حصار میں سمو لیتی ہیں۔ سوشل میڈیا کو مسلسل چیک کرتے رہنا اور دیگر صارفین کے سٹیٹس کو دیکھتے رہنے کی لت بھی انتہائی خطرناک ہے۔ سوشل میڈیا کی لت میں گرفتار ہونے والے فرد کی مثال ایک نشئی کی طرح ہوتی ہے۔ جس طرح نشئی کو نشہ ہر چیز سے پیارا ہوتا ہے۔ ایسے ہی ان کو جدید ذرائع ابلاغ کے استعمال کے دوران نہ تو کھانے کا خیال رہتا ہے نہ ہی دوست احباب سے ملاقات اور نہ ہی اپنے معمولات یاد رہتے ہیں۔ اسی لت اور جنون نے عمومی طور پر سب افراد کو اور خصوصی طور پر جوانوں اور بچوں کو مقاصد دین اور مقاصد حیات سے بیگانہ کر دیا ہے

لت (addiction) کے اثرات

سوشل میڈیا کی لت حقیقی زندگی میں خرابیوں کا باعث بنتی ہے۔ سوشل میڈیا کا عادی فرد اپنے ہی نفع ونقصان سے غافل ہو جاتا ہے۔ یہ لت بسا اوقات اتنی شدید ہو جاتی ہے کہ وہ کسی میسج یا کال کی آواز سنتے ہی بیتاب ہو جاتا ہے اور اس کی کوشش ہوتی ہے کہ فوراً سوشل میڈیا آلات تک رسائی حاصل کی جائے۔ اگر کسی وجہ سے اسے بروقت سوشل میڈیا آلہ میسر نہ آسکے تو وہ شدید دباؤ اور غصہ کا شکار ہو جاتا ہے۔ فون کی آواز سن کر انسان کے چہرے کے تاثرات تبدیل ہو جاتے ہیں۔ رات دیر تک سوشل میڈیا کے ساتھ وابستہ رہنے والے فطرتی نیند خراب ہونے کی وجہ بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس میڈیا کی سحر انگیزی کا تذکرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر گوہر مشتاق صاحب لکھتے ہیں:

اس میڈیم کی سحر انگیزی اتنی مضبوط ہے کہ کہ اسے دیکھتے ہوئے نہ بچے سو رہے ہوتے ہیں، نہ

---

(1)۔ بخاری، "**الجامع الصحیح**"، كِتَابُ الطِّبِّ، بَابٌ: إِنَّ مِنَ البَيَانِ سِحْرًا، ح5767

جاگ رہے ہوتے ہیں۔ یہ والدین کا عام مشاہدہ ہے کہ جب بچے ٹی وی دیکھ رہے ہوں اور ان کے قریب فون بج رہا ہو تو وہ فون نہیں اٹھاتے۔ٹی وی دیکھتے ہوئے ان کے تاثرات بدل جاتے ہیں۔ان کا نچلا جبڑا relax ہو جاتا ہے اور منہ حیرت سے کھل جاتا ہے۔ان کی ٹکٹکی بندھ جاتی ہے۔زبان بند ہو جاتی ہے وہ اس جادو کے اثر سے اس وقت باہر نکلتے ہیں جب پروگرام ختم ہوتا ہے۔(1)

ڈاکٹر صاحب نے اس اقتباس میں قدیم میڈیا کی سحر انگیزی کا ذکر کیا ہے تو جب ٹی وی کی سحر انگیزی کی یہ کیفیت ہے تو اس سے سوشل میڈیا کی سحر انگیزی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ سوشل میڈیا کی لت نے افراد کے رہن سہن، طرز زندگی تک کو تبدیل کر دیا ہے۔خاندانی وقت (فیملی ٹائم) کم سے کم ہوتے ہوتے ختم ہی ہو چکا ہے۔ ایک ہی گھر کے افراد باہم ایک دوسرے سے بیگانہ ہو چکے ہیں۔ دستر خوان پر باہمی گفتگو غائب ہو چکی ہے۔ پورے دن کی مصروفیات پر خاندان کا باہم گفتگو کرنا قصہ پارینہ بن چکا ہے۔ذرائع ابلاغ پر لکھی گئی ریسرچ میں اسکی لت سے پڑنے والے اثرات کو سب سے زیادہ زیر بحث کیا گیا ہے۔ مغرب میں سوشل میڈیا میاں بیوی کی علیحدگی کا ایک بہت بڑا سبب بن چکا ہے۔ جامعہ ملک سعود کے پروفیسر ڈاکٹر محمد عبد العزیز شریم لکھتے ہیں:

سوشم میڈیا پلیٹ فارمز اور ایپس ہر ایسے فرد کے لئے خطرے کی گھنٹی ہیں جو اپنی زندگی کی باگیں انہی کے سپرد کر دیتا ہے۔ یہ اسے اس کی شریک حیات (اور امور خانہ داری میں شرکت اور ان کے اہتمام) سے غافل کر دیتی ہیں۔ بالخصوص جب کوئی ان کا عادی ہو جائے اور ان میں مگن ہو کر وہ وقت بھی ان پر صرف کرنے لگے جو اسے اپنی اہلیہ اور گھر والوں کے ساتھ گزارنا تھا۔(2)

اس اقتباس سے پتہ چلتا ہے کہ سوشل میڈیا کی لت انسان کی خانگی زندگی کو بھی خاکستر کرنے کا باعث بن سکتی ہے۔ عموما جب زوجین کی باہمی چپقلش ہوتی ہے تو وہ آپس میں تبادلہ خیال کرنے کی بجائے وقت گزاری اور حقائق سے فرار کے لئے سوشل میڈیا میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اس عمل سے خانگی مسئلہ مزید الجھ جاتا ہے اور نوبت علیحدگی تک جا پہنچتی ہے۔

سوشل میڈیا لت کے مظاہر ہے۔ بعض صارفین کو تو اس میں گناہ کی لت پڑ جاتی ہے اور وہ یوٹیوب اور دیگر سائیٹس پر بے حیائی پر مبنی مواد کو دیکھنے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ یہ عمل انتہائی خطرناک صورت اختیار کر جاتا ہے ۔ایسا انسان مسلسل بے حیائی کے مناظر دیکھ دیکھ کر اپنے حواس کھو بیٹھتا ہے۔بے حیا پر مبنی مناظر دیکھنے کی لت اس کی

(1)۔ڈاکٹر، گوہر مشتاق،"دجالی دور اور مسلم نوجوان"(لاہور، اذان سحر پبلی کیشنز،2013ء)ص67

(2)۔ نجاح شوشتہ،"سوشل میڈیا اور معاشرتی نظام میں انتشار"ترجمان القرآن (ستمبر 2021ء)ص 61،ترجمہ حافظ محمد عبداللہ

زندگی کا سکون برباد کر دیتی ہے اور وہ اپنے حقوق و فرائض سے غافل ہونے کے ساتھ ساتھ اخلاقی اقدار سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ اللہ نے قرآن مجید میں حضرت لوط ؑ کی قوم کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَجَاءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوا يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ﴾(1)

اس کی قوم کے لوگ بے اختیار اس کے گھر کی طرف دوڑ پڑے۔ پہلے سے وہ ایسی ہی بدکاریوں کے خوگر تھے

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالی قوم کا بے اختیار برائی کی طرف لپکنے کا ذکر اور اس کی وجہ بیان کی ہے۔ جب کوئی بندہ مسلسل برائی کرتا رہتا ہے تو پھر اس کے لئے اس سے جان چھڑانا مشکل ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی کسی فعل بد کے مسلسل ارتکاب سے انسان کی فطرتی حیا اور ہچکچاہٹ ختم ہو جاتی ہے اور وہ انجام سے بے پرواہ ہو کر اس گناہ مین مگن ہو جاتا ہے۔

لت (addiction) سے بچاؤ کا طریقہ

اسلام دین اعتدال ہے۔ شریعت انسانوں کو بے اعتدالی اور اسراف سے بچنے کا حکم دیتی ہے(2) ۔ سوشل میڈیا صارفین کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کے استعمال میں اعتدال سے قائم لیں۔ جو کام سوشل میڈیا کے بغیر آسانی سے ہو جاتے ہیں ان میں اس کا استعمال نہ کیا جائے۔ سوشل میڈیا کے بے جا استعمال سے اجتناب کیا جائے۔ دین اسلام کی دی ہوئی تعلیمات کو مد نظر رکھتے ہوئے اگر سوشل میڈیا استعمال کیا جائے تو انسان اس کے نقصان دہ پہلوؤں سے خود کو بچالے گا۔ بنیادی طور پر تو انسان کو برائی کے راستوں سے اجتناب کرنا چاہیے اور کسی ایسے کام میں پڑنا ہی نہیں چاہیے جو اُسے فسق و فجور کی طرف لے کر جائے۔ جیسے اللہ تعالی نے قرآن مجید میں زنا سے منع کرتے ہوئے " لا تزنوا" کی بجائے ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا﴾(3) (زنا کے قریب نہ پھٹکو) کا لفظ استعمال کرتے ہوئے نصیحت کی ہے کہ ان تمام راستوں اور طور طریقوں سے اجتناب کرو جو تمیں زنا کے قریب لے جانے کا باعث بن جائیں۔ اس لئے بنیادی طور پر تو ایسے راستوں کا انتخاب ہی نہیں کرنا چاہیے جہاں گناہوں کا اندیشہ ہو، لیکن اگر کسی وجہ سے مجبوراً ایسے راستے پر چلنا پڑے تو کڑی احتیاط ضروری ہے جیسا کہ ذیل کی حدیث اس کی وضاحت کرتی ہے:

«إِيَّاكُمْ وَالجُلُوسَ عَلَى الطُّرُقَاتِ»، فَقَالُوا: مَا لَنَا بُدٌّ، إِنَّمَا هِيَ مَجَالِسُنَا

---

(1)۔ ہود:78

(2)۔﴿ وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ﴾، الانعام:141، (اور حد سے نہ گزرو کہ اللہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا)

(3)۔ بنی اسرائیل:32

نَتَحَدَّثُ فِيهَا، قَالَ: «فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا المَجَالِسَ، فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهَا»، قَالُوا: وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ؟ قَالَ: «غَضُّ البَصَرِ، وَكَفُّ الأَذَى، وَرَدُّ السَّلاَمِ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ»[1]

تم لوگ راستوں پر بیٹھنے سے اجتناب کرو، صحابہ نے عرض کیا کہ اس بات میں تو ہم مجبور ہیں کہ وہی ہماری بیٹھنے اور گفتگو کرنے کی جگہیں ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا، اچھا، اگر ایسی ہی مجبوری ہے تو راستے کا حق ادا کرو۔ صحابہ نے پوچھا، راستے کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نگاہیں نیچی رکھنا، کسی کو تکلیف نہ دینا، سلام کا جواب دینا، اچھی بات بتانا اور بُری بات سے منع کرنا۔

اس حدیث میں آپ ﷺ نے اصل حکم تو ممانعت کا دیا کیونکہ راستوں میں بیٹھنا، کئی گناہوں کا دروازہ کھولتا ہے، لیکن جب صحابہ نے اپنی مجبوری بتائی تو آپ ﷺ نے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے چند شرائط اور احتیاطی تدابیر بیان کر دی۔ ایسے ہی سوشل میڈیا کا معاملہ ہے کیونکہ جب اس کی قباحتوں کی تفصیل میں جاتے ہیں تو انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، لیکن اگر اس سے کنارہ کشی کرتے ہیں تو دین و دنیا کے فوائد سے محروم ہوتے ہیں۔ اس لئے مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں یہ بات سمجھ آتی ہے کہ کچھ احتیاطی تدابیر اختیار کر کے اور کچھ اصول وضوابط کی پابندی کر کے اس وادی پُر خار میں قدم رکھا جا سکتا ہے۔ ذیل میں انہی اصول وضوابط کا تذکرہ کرتے ہیں۔

اہمیت وقت کا احساس

سوشل میڈیا کی لت سے بچنے کا پہلا اصول یہ ہے کہ انسان وقت کی اہمیت کو سمجھے اور صرف ضرورت کے لئے ہی سوشل میڈیا کا استعمال کرے۔ انسان ایک محدود وقت کے لئے اس دنیا میں آیا ہے۔ اس کے پیدا ہونے سے پہلے ہی اللہ تعالی نے اس کی مہلت کا دورانیہ طے کر دیا ہے۔ اب اس طے شدہ دورانیہ میں کمی وبیشی کا کوئی امکان نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ﴾[2]

ہر قوم کے لیے مہلت کی ایک مدت مقرر ہے، پھر جب کسی قوم کی مدت آن پوری ہوتی ہے تو ایک گھڑی بھر کی تاخیر و تقدیم نہیں ہوتی۔

اس آیت مبارکہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ انسان کا وقت بہت تھوڑا ہے اور اللہ کی دی ہوئی اس مہلت کو انسان

---

(1)۔ بخاری، "الجامع الصحيح"، كِتَاب المَظَالِمِ وَالغَصْبِ، بَابُ أَفْنِيَةِ الدُّورِ وَالجُلُوسِ فِيهَا، وَالجُلُوسِ عَلَى الصُّعُدَاتِ، ح2465

(2)۔ الاعراف:34

نے اس طرح استعمال کرنا ہے کہ وہ اپنے سارے کاموں کو احسن انداز میں پورا کرلے۔ انسانوں کی اکثریت اپنے وقت کی برباد کررہی ہے جیسا کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿وَالْعَصْرِ (1) إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ﴾[1]

زمانے کی قسم، انسان درحقیقت میں بڑے خسارے میں ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالی نے انسان کے خسارے کو زمانے کے ساتھ منسلک کیا ہے۔ زمانے کی قسم کھاتے ہوئے اللہ تعالی نے انسان کی عمر کو ضائع کرنے کی مذمت کی ہے۔ عمر اور وقت کو ضائع کرنے کا خسارہ بہت بڑا ہوتا ہے کیونکہ اس کی تلافی ممکن نہیں ہے۔ اس میں زمانے کی قسم سے اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ انسان کو جو عمر دی گئی ہے وہی اس کا زمانہ ہے جو تیزی سے ختم ہو رہا ہے۔ اگر انسان ہی اسی زمانے کو ضائع کردیا اور خود کو عمدہ صفات سے متصف نہ کیا تو یہی اسکا خسارہ ہے۔ حافظ عبد السلام بھٹوی صاحب اپنی تفسیر میں اس خسارے کی وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"حقیقت یہ ہے کہ انسان کا خسارے سے بچنا بہت ہی مشکل ہے، کیونکہ خسارہ اس المال ضائع کرنے کا نام ہے اور انسان کا راس المال عمر ہے اور ایسا کم ہی ہوتا ہے کہ آدیم اپنی عمر ضائع نہ کر رہا ہ، کیونکہ آدمی پر جو گھڑی گزرتی ہے اگر اللہ کی نافرمانی میں گزری تو خسارے میں کوئی شک ہی نہیں، اگر مباح اور جائز کاموں میں گزری پھر بھی خسارہ ہے، کیونکہ اس گھڑی سے آدمی آخرت کے لیے کچھ حاصل نہ کرسکا اور اگر اطاعت اور نیکی میں گزری تو یہی نیکی اس سے بہتر طریقے پر یا اس سے بہتر کوئی اور نیکی بھی کرسکتا تھا،۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اعلیٰ درجے کو چھوڑ کر ادنیٰ درجے پر اکتفا تو ایک قسم کا خسارہ ہی ہے۔ خلاصہ یہ کہ انسان کسی نہ کسی قسم کے خسارے سے ضرور ہی دوچار رہتا ہے"[2]

یہ اقتباس وقت کی اہمیت کو سمجھنے کے لئے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ سوشل میڈیا استعمال کرتے ہوئے انسان کو اپنے وقت کے اس قیمتی ہونے کا احساس باقی رہنا چاہیے۔ اور اس قیمتی وقت کو انہی کاموں میں صرف کرنا چاہیے جو اس وقت کا درست نعم البدل بن سکتے ہیں۔ اس سوچ کے ساتھ انسان جب سوشل میڈیا پر آئے گا تو یقیناً وہ صرف کسی ناگزیر کا پر ہی وقت صرف کرے گا اور اپنے نظام الاوقات پر سوشل میڈیا کو حاوی نہیں ہونے دے گا اور روزانہ سوشل میڈیا استعمال کے لیے مخصوص وقت متعین کریں تاکہ اس کے بے جا استعمال سے بچا جاسکے۔

---

(1)۔ العصر:1،2

(2)۔ بھٹوی، حافظ عبد السلام بن محمد، تفسیر القرآن الکریم (دار الاندلس لاہور، جولائی 2013)، 4/992

حقوق و فرائض کی انجام دہی

سوشل میڈیا کی لت سے بچنے کا دوسرا اہم اصول یہ ہے کہ انسان اپنی جملہ ذمہ داریوں کو سمجھ کر ان کو پورا کرنے کی طرف مکمل توجہ دے۔انسان اس دنیا میں کئی حیثیتوں سے زندگی بسر کر رہا ہے۔کہیں وہ ایک بیٹے کی صورت میں موجود ہے تو کہیں باپ کا کردار اسے ملا ہوا ہے۔بیوی کے لئے خاوند اور بہنوں کے لئے بھائی کی حیثیت رکھتا ہے۔معاشرے میں کہیں تاجر ہے تو کہیں ملازم، کہیں ادارے کا سربراہ ہے تو کہیں سائل کی حیثیت سے کھڑا ہے۔ان تمام حالتوں میں اللہ تعالی نے اس کے حقوق و فرائض طے کئے ہیں۔شریعت اسلامی کی پاسداری کرتے ہوئے انسان نے ان ساری حیثیتوں کو شریعت کے مطابق گزارنا ہے، اسی کا نام بندگی ہے۔کسی ایک معاملے کو غلو کرنا اور دوسرے کو ترک کر دینا پسندیدہ عمل نہیں ہے۔جیسا کہ حدیث میں موجود ہے:

((إِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، فَأَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ))(1)

بے شک تیرے رب کا تجھ پر حق ہے، اور تیری جان کا بھی تجھ پر حق ہے، اور اہلیہ کے بھی حقوق ہیں، لہذا ہر ذی حق کے حقوق ادا کرو۔

اس حدیث میں انسان کی توجہ اس امر کی طرف دلائی گئی ہے کہ اس کے ذمے کئی حقوق ہیں۔انسان نے اپنی مصروفیات کو اس طرح ترتیب دینا ہے کہ سب حقوق ادا ہو جائیں۔کسی ایک کام کو اتنا وقت دینا کہ باقیوں کے حقوق نظر انداز ہو جائیں، کسی طرح بھی پسندیدہ عمل نہیں ہے۔شریعت نے عبادات میں بھی ایسے رویے کو اپنانے کی حوصلہ شکنی کی ہے۔آپ ﷺ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص کو عبادات میں میانہ روی کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

((قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّكَ لَتَصُومُ الدَّهْرَ، وَتَقُومُ اللَّيْلَ؟»، فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: «إِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ هَجَمَتْ لَهُ العَيْنُ، وَنَفِهَتْ لَهُ النَّفْسُ، لاَ صَامَ مَنْ صَامَ الدَّهْرَ))(2)

آپ ﷺ نے پوچھا، کیا تم سارے سال روزے رکھتے اور ساری رات نماز پڑھتے رہتے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔آپ ﷺ نے فرمایا ایسا کرنے سے آنکھوں میں گڑھے پڑ جائیں گے اور جان کمزور ہو جائے گی۔جس نے ہمیشہ روزے رکھے اس نے گویا کہ روزے رکھے ہی نہیں۔

---

(1)۔بخاری، "الجامع الصحيح"، كِتَابُ الأَدَبِ، بَابُ صُنْعِ الطَّعَامِ وَالتَّكَلُّفِ لِلضَّيْفِ، ح6139

(2)۔ایضاً، كِتَابُ الصَّوْمِ، بَابُ صَوْمِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ، ح1979

آپ ﷺ کا یہ فرمان گرامی اس بات کی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ جائز کاموں کو بھی مناسب وقت ہی دینا چاہیے کیونکہ اگر آپ کسی ایک جائز اور مباح کام کو معمول سے زیادہ وقت دیں گے تو دوسرے کاموں کے لئے آپ کے پاس وقت نہیں بچے گا۔اس وجہ سے دیگر معاملات میں ہرج ہونے کا خطرہ ہے۔ایسے ہی انسانی فطرتی طور پر کمزور ہے جب وہ ایک کام پر حد سے زیادہ وقت لگائے گا تو اس کی صحت بھی متاثر ہو گی۔اس اصول پر عمل کرتے ہوئے جب انسان اپنے ذمے سارے حقوق ادا کرے گا تو یقیناً سوشل میڈیا کے لئے ایک محدود وقت ہی نکال پائے گا ۔محدود دورانیہ کے لئے سوشل میڈیا استعمال کرنے والا اس کی لت سے محفوظ رہتا ہے۔عموماجب انسان اپنے دیگر حقوق و فرائض کو نظر انداز کرتے ہوئے اور ان سے پہلو تہی کرتے ہوئے مصروف رہتا ہے تو اسے سوشل میڈیا کی لت پڑ جاتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ انسان اللہ تعالی کے حقوق ،جسمانی حقوق، بچوں کے حقوق،بیوی کے حقوق،والدین کے حقوق،اہل محلہ کے حقوق،عزیز رشتہ داروں کے حقوق اور دیگر جملہ حقوق کی فرائض آوری پر سوشل میڈیا کو غالب نہ آنے دے۔

نیک عمل میں سبقت

سوشل میڈیا کی لت سے بچنے کا تیسرا اہم اصول اپنی ترجیحات کا تعین ہے۔اگر انسان کی اولین ترجیح دنیا کے معاملات ہوں گے تو اس کے سوشل میڈیا کا استعمال زیادہ تر امور دنیا کے لئے ہو گا۔دنیا کی حرص انسان کو اندھا کر دیتی ہے۔دنیا کے حرص کے مثال دیتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيًا مِنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَادِيَانِ، وَلَنْ يَمْلَأَ فَاهُ إِلَّا التُّرَابُ))[1]

اگر انسان کے پاس سونے کی ایک وادی ہو تو وہ چاہے گا دو ہو جائیں۔اور اس کا منہ مٹی کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔

اس حدیث میں آپ ﷺ نے انسان کی طبعی لالچ کا ذکر کیا ہے۔یہ لالچ صرف مال تک محدود نہیں رہتی بلکہ دنیا کی ساری لذتوں کے لئے یہی لالچ ہوتی ہے۔سوشل میڈیا کا استعمال بھی ایک حرص ہے،انسان میں دوسرے انسانوں سے مقابلہ بازی کی فطرتی خواہش موجود ہے۔اس خواہش کی وجہ سے وہ سوشل میڈیا میں بھی دوسروں سے مقابلہ بازی کرتا ہے۔جس کے نتیجے میں سوشل میڈیا میں اس کی مصروفیت میں اضافہ ہوتا ہے۔صارف اپنی مشہوری اور شہرت کے لئے شریعت اور معاشرے کے اصول وضوابط کی پرواکئے بغیر ہر کام کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں جس

---

(1)۔بخاری،"**الجامع الصحیح**"،كِتَابُ الرِّقَاقِ،بَابُ مَا يُتَّقَى مِنْ فِتْنَةِ المَالِ،ح6439

میں فحش گوئی، دوسروں پر طعن وطنز، Prank کے نام پر لوگوں کو بے جا تنگ کرنا اور غیر محرم کو مس کرنا وغیرہ شامل ہے۔ جس کا مقصد محض اپنی درجہ بندی (Rating) میں اضافہ کرنا ہوتا ہے تاکہ اس کے بدلے میں دنیا کمائی جاسکے۔ شریعت اس قسم کے معاملے کو بلکل پسند نہیں کرتی۔ آپ ﷺ نے جھوٹ بول کر لوگوں کو ہنسانے والے کو وعید سنائی ہے[1] ایک مسلمان کی اصل فکر یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالی راضی کیسے ہوں گے۔ اس کا تذکرہ قرآن مجید میں بیان کر دیا ہے۔[2] اس لئے شریعت نے انسانوں کی تربیت ہی اس انداز کے ساتھ کی ہے کہ وہ اپنی زندگی میں صرف اللہ کی رضا کو مقدم رکھیں کیونکہ اگر آدمی ساری دنیا بھی کسی انسان کی غلام بن جائے تو بھی یہ اللہ کی رضا کی علامت نہیں ہے جیسا کہ ذیل کی حدیث سے ظاہر ہوتا ہے:

((مَرَّ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهُ جَالِسٍ: «مَا رَأْيُكَ فِي هَذَا» فَقَالَ: رَجُلٌ مِنْ أَشْرَافِ النَّاسِ، هَذَا وَاللَّهِ حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ يُنْكَحَ، وَإِنْ شَفَعَ أَنْ يُشَفَّعَ، قَالَ: فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ آخَرُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ «مَا رَأْيُكَ فِي هَذَا» فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، هَذَا رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ المُسْلِمِينَ، هَذَا حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ لاَ يُنْكَحَ، وَإِنْ شَفَعَ أَنْ لاَ يُشَفَّعَ، وَإِنْ قَالَ أَنْ لاَ يُسْمَعَ لِقَوْلِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ «هَذَا خَيْرٌ مِنْ مِلْءِ الأَرْضِ مِثْلَ هَذَا))۔[3]

ایک آدمی آپ ﷺ کے قریب سے گزرا تو آپ ﷺ نے اہل مجلس سے پوچھا، اس کے بارے میں کیا رائے ہے؟ تو بتایا گیا کہ یہ معاشرے کے معزز افراد میں سے ہے، اگر کہیں پیغام نکاح بھیجے تو قبول کیا جاتا ہے اور اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی بات مانی جائے، یہ سن کر آپ ﷺ خاموش ہوگئے۔ پھر تھوڑی دیر بعد ایک اور آدمی گزرا تو آپ ﷺ نے اس کے بارے میں بھی لوگوں سے رائے طلب کی تو بتایا گیا کہ یہ فقیر و مسکین بندہ ہے، اگر کہیں پیغام نکاح بھیجے تو قبول نہیں ہوگا اور اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہیں ہو

---

(1)۔((وَيْلٌ لِلَّذِي يُحَدِّثُ بِالحَدِيثِ لِيُضْحِكَ بِهِ القَوْمَ فَيَكْذِبُ، وَيْلٌ لَهُ وَيْلٌ لَهُ))، (تباہی و بربادی ہے اس شخص کے لیے جو ایسی بات کہتا ہے کہ لوگ سن کر ہنسیں حالانکہ وہ بات جھوٹی ہوتی ہے تو ایسے شخص کے لیے تباہی ہی تباہی ہے)، ترمذی، "جامع الترمذی"، ابواب الزهد ح 2315

(2)۔﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾، الحجرات:13، (بیشک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے)

(3)۔ بخاری، "الجامع الصحیح"، کتاب الرقائق، باب فضل الفقر، ح6447

گی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا پہلے آدمی جیسوں سے اگر دنیا بھی بھری ہو تو پھر بھی یہ فقیر آدمی بہتر ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے ہاں اصل درجہ اطاعت و فرمانبرداری کی وجہ سے ہے، اس لئے اللہ تعالی قرآن مجید میں اہل ایمان کو ﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ﴾[1] کا حکم دیتے ہوئے ان کے لئے مقصد زندگی کا تعین کیا ہے۔ جو فرد اس قرآنی حکم کو اپنا شعار بنالے اور اپنے سارے معاملات میں نیک کاموں کی طرف لپکنا معمول بنا لے، ایسا آدمی سوشل میڈیا کی لت سے بچا رہے گا۔

محارم اللہ کی پاسداری

سوشل میڈیا کی لت سے بچنے کا چوتھا اہم اصول محارم اللہ کی پاسداری ہے۔ سوشل میڈیا کے استعمال کے دوران انسان پر برائی کے کئی حملے ہوتے ہیں۔ اگر انسان ان کا سختی سے رد نہ کرے اور ان پر مداہنت والی پالیسی اختیار کرلے تو اس کے بہکنے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ شیطان کا تو حربہ ہی یہ ہے کہ وہ انسان کے سامنے برائی کو مزین کر کے پیش کرتا ہے۔ جب انسان ایک برائی کرتا ہے تو مزید برائیوں کا راستہ کھلتا ہے، حتی کہ اس کی نظروں میں برائی کی قباحت ہی ختم ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ کے ارشاد گرامی سے اس کی وضاحت ہوتی ہے:

((إِنَّ العَبْدَ إِذَا أَخْطَأَ خَطِيئَةً نُكِتَتْ فِي قَلْبِهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ، فَإِذَا هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ سُقِلَ قَلْبُهُ، وَإِنْ عَادَ زِيدَ فِيهَا حَتَّى تَعْلُوَ قَلْبَهُ))[2]

بے شک بندہ جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نکتہ پڑ جاتا ہے۔ پھر جب وہ گناہ کو چھوڑ دیتا ہے اور توبہ و استغفار کرتا ہے تو اس کے دل کی صفائی ہو جاتی ہے۔ اور اگر وہ گناہ دوبارہ کرتا ہے تو سیاہ نکتہ مزید پھیل جاتا ہے یہاں تک کے پورے دل پر چھا جاتا ہے۔

اس حدیث میں آپ ﷺ نے دل کی اندرونی حالت کی تفصیل بیان کی ہے۔ سوشل میڈیا پر اگر انسان محارم اللہ کی پابندی نہیں کرے گا تو گناہ اپنی کشش کی وجہ سے اسے اپنی طرف کھینچ لیں گے۔ جب انسان کو گناہوں میں لذت محسوس ہونے لگ جاتی ہے تو وہ اپنے ارد گرد سے بے نیاز ہو جاتا ہے اور سارے کام چھوڑ کر گناہوں کی طرف لپکتا ہے۔ یہی وہ لت ہے جو سوشل میڈیا کے منفی استعمال کرنے والوں کو لگ جاتی ہے۔ اس سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ انسان محارم اللہ کی پاسداری کرے۔ اسی بات کو آپ ﷺ نے اس انداز سے بیان کیا ہے:

((اتَّقِ المَحَارِمَ تَكُنْ أَعْبَدَ النَّاسِ))[1]

---

(1)۔ المائدہ: 48

(2)۔ ترمذی، "جامع الترمذی"، أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ، باب وَمِنْ سُورَةِ وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ، ح3334

تم حرام چیزوں سے بچو، سب لوگوں سے زیادہ عابد ہو جاو گے۔

آپ ﷺ کے اس فرمان کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بات سمجھ آتی ہے محارم اللہ سے خود کو بچانا ولایت کا اعلیٰ معیار ہے۔ایک مسلمان کو جب محارم اللہ کے متعلق سخت رویہ اختیار کرے گا اور خود کو گناہوں سے بچانے کی کوشش کرے گا تو اس کے دل میں گناہوں کی نفرت پیدا ہو جائے گی۔سوشل میڈیا کے استعمال کے دوران حرام امور سے واسط پڑتا ہے جن میں خواتین کی نازیبا تصاویر و مناظر، حیا باختہ کارٹون، فواحش پر مبنی تحریر اور مختلف گناہوں کی تشہیر وغیرہ شامل ہے۔ان امور عصیان سے اجتناب کرتے ہوئے ایک مسلمان جب سوشل میڈیا استعمال کرے گا تو وہ اس کی لت سے محفوظ رہے گا۔اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ سے حیا کا شعور اجاگر کرنے کی ضرورت ہے تاکہ گناہوں کو سر انجام دیتے ہوئے اللہ کے خوف کا احساس پیدا ہو جائے۔اس سلسلے میں ارشاد باری تعالیٰ کو پیش نظر رکھنے کی ضرورت ہے:

﴿ قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ﴾(2)

کہو اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو ڈرتا ہوں کہ ایک بڑے ﴿خوفناک﴾ دن مجھے سزا بھگتنی پڑے گی۔

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ گناہ کرنے سے اللہ کے عذاب کا خطرہ رہتا ہے اور مومن بندہ اس قسم کا خطرہ مول نہیں لے سکتا۔اس لئے سوشل میڈیا صارف کو چاہیے کہ وہ خود کو اللہ کے حرام کردہ کاموں سے دور رکھے اور اپنی آنکھوں کی خصوصی حفاظت کرے۔اس کے نتیجے میں وہ سوشل میڈیا کی لت سے بچنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

لغویات سے اجتناب

سوشل میڈیا کی لت سے بچنے کا پانچواں اہم اصول، خود کو لغویات سے دور رکھنا ہے۔جو بندہ جتنا زیادہ لغویات سے بچنے والا ہو گا وہ اتنا ہی سوشل میڈیا کی لت سے محفوظ رہے گا۔سوشل میڈیا میں کئی کام ایسے ہیں بے حیائی اور برائی پر تو مبنی نہیں ہیں لیکن ان کا دنیا و آخرت میں فائدہ بھی کوئی نہیں ہے۔اس قسم کے لایعنی امور کو ترک کر دینے انسان کے کردار میں حُسن پیدا ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اہل ایمان کا ایک بنیادی وصف یہ بیان کیا ہے کہ وہ لایعنی امور سے دور اور لاتعلق رہتے ہیں۔قیامت والے دن ناکام ہونے والوں کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ بے فائدہ کاموں میں اپنے اوقات صَرف کیا کرتے تھے۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اہل جہنم کی زبانی ان کے

(1)۔ایضاً، أَبْوَابُ الزُّهْدِ، بَابٌ: مَنْ اتَّقَى المَحَارِمَ فَهُوَ أَعْبَدُ النَّاسِ، ح2305

(2)۔الانعام:15

جرم کا یوں ذکر کیا ہے:

﴿ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ﴾ (1)

اور ہم بے ہودہ بحث کرنے والوں کے ساتھ مل کر فضول بحث کیا کرتے تھے۔

اس آیت میں اہل جہنم اپنے جرائم کا اقرار کرتے ہوئے اس میں فضولیات کا بھی ذکر کیا ہے۔ان فضولیات میں خصوصی طور پر حق کے مقابلے میں نکتہ چینی کرنا، بات کو کہیں سے کہیں پہنچا دینا اور فتنہ پروری کرنا شامل ہے۔انہی باتوں میں اسلامی عقیدہ اور نظریہ حیات کے متعلق باتیں کرنا، ایمان کو طنز و ایمان کا نشانہ بنانا اور اسلامی احکام کے بارے میں بازاری زبان کا استعمال بھی شامل ہے۔موجودہ حالات میں سوشل میڈیا ان باتوں کا مرکز بنا ہوا ہے، حالانکہ آپ ﷺ نے بیکار بحثوں سے منع کیا ہے، جیسا کہ حدیث میں موجود ہے:

((وَكَانَ يَنْهَى عَنْ قِيلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ،)) (2)

آپ ﷺ فضول گفتگو اور زیادہ سوال کرنے سے منع کرتے تھے۔

اس حدیث میں آپ ﷺ نے قیل و قال سے منع کیا ہے۔ قیل و قال میں کئی باتیں شامل ہیں۔ جس میں لوگوں سے متعلقہ باتیں ہیں جنہیں تحقیق کے ساتھ یا بلا تحقیق آگے پھیلانا ہے۔یہ عمل جھوٹ، بہتان، غیبت اور چغلی کا راستہ کھولتا ہے۔اس طرح دین کے بارے میں اہل علماء کے اختلاف کو خواہ مخواہ بیان کرتے رہنا بھی فضول گفتگو میں شامل ہے۔سوشل میڈیا میں ہونی والی اکثر مباحث اسی قسم کی قیل و قال پر مشتمل ہوتی ہے۔اس سے معاشرے میں انتشار کی کیفیف پیدا ہوتی ہے۔جب انسان کی گفتگو اور سوشل میڈیا مصروفیت کا اکثر اوقات لوگوں کے عیوب اور کوتاہیوں کی کھوج میں صرف ہو تو انسان اپنی اصلاح سے غافل ہو جاتا ہے۔اسی وجہ سے آپ ﷺ نے نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((إِذَا قَالَ الرَّجُلُ: هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ أَهْلَكُهُمْ))(3)

جب کوئی آدمی یہ کہتا ہے کہ لوگ برباد ہوگئے تو اصل میں وہ سب سے زیادہ برباد ہونے والا ہے۔

اس حدیث میں فضول گفتگو کے نقصان کا ذکر کیا گیا ہے جو انسان کے اپنے لئے ہی نقصان دہ ہے۔ان دلائل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر انسان لغویات سے اجتناب کرنے کی عادت اختیار کرلے اور اسی روش کو سوشل میڈیا کے استعمال کے دوران بھی جاری رکھے تو وہ سوشل میڈیا کی لت سے محفوظ رہے گا۔

---

(1)۔المدثر:45

(2)۔بخاری،"الجامع الصحیح"،کِتَابُ الرِّقَاقِ،بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ قِيلَ وَقَالَ، ح6473

(3)۔مسلم۔ کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ،بَابُ النَّهْيِ عَنْ قَوْلِ هَلَكَ النَّاسُ،ح2623

اصول وضوابط کی پاسداری

سوشل میڈیا کی لت سے بچنے کا اہم طریقہ سوشل میڈیا پالیسی پر عمل ہے۔ سوشل میڈیا کا بے بہا اور بے جا استعمال ہی اس کی لت کا باعث بنتا ہے۔ کسی بھی کام کے حوالے سے جب آپ حد اعتدال سے انحراف کریں گے تو یہ آپ کے لئے نقصان کا باعث بنے گا۔ اللہ تعالی نے تو انفاق فی سبیل اللہ کے حوالے سے بھی اعتدال میں رہنے کا درس دیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے۔

﴿وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَحْسُورًا﴾[1]

نہ تو اپنا ہاتھ گردن سے باندھ رکھو اور نہ اسے بالکل ہی کھلا چھوڑ دو کہ ملامت زدہ اور عاجز بن کر رہ جاؤ۔

اس آیت میں اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو انفاق فی سبیل اللہ کا حکم دیتے ہوئے اس بات کی تلقین کی ہے کہ نہ تو ایسی کنجوسی کرنی ہے کہ ضروریات پر بھی خرچ نہ کرو اور نہ ہی ایسی فراخ دلی اختیار کرنی ہے کہ کوئی اصول وضابط ہی نہ ہو۔ اس قسم کا رویہ انسان کو پریشانی کی طرف لے کر جائے گا۔ یہی اصول سوشل میڈیا کے استعمال کا ہے کہ انسان اسے حد اعتدال میں رہ کر استعمال کرے۔ سوشل میڈیا کے استعمال کے حوالے ہر انسان کو اپنی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک پالیسی تشکیل دے دینی چاہیے۔ پالیسی مرتب کرتے وقت اس شعبہ کے ماہرین سے رجوع کرنا چاہیے تاکہ معیاری پالیسی مرتب کی جاسکے۔ اس پالیسی میں آپ اپنی ضروریات، دیگر حقوق و فرائض اور سوشل میڈیا کی قابل برداشت اوقات کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ طے کرلیں کہ آپ نے روزانہ کی بنیاد پر کتنے اوقات کے لئے سوشل میڈیا استعمال کرنا ہے؟ ایک وقت میں زیادہ سے زیادہ کتنی دیر تک سوشل میڈیا میں مصروف رہا جاسکتا ہے؟ کون کون سی سائیٹس استعمال کرنی ہیں اور کون کونسی سائیٹس ممنوع ہیں۔ کن اوقات اور جگہوں پر سوشل میڈیا استعمال کرنا منع ہے۔ سوشل میڈیا پالیسی کو بھرپور بنانے کے لئے دوسری مصروفیات کو بھی اپنی پالیسی میں شامل کریں۔ عام دنوں اور چھٹی کے دن کے حوالے سے علیحدہ علیحدہ ترتیب بنائیں۔ لازمی امور کو بھی پالیسی کا حصہ بنائیں۔ سوشل میڈیا معاملات کی روزانہ، ہفتہ روزہ اور ماہانہ کی بنیاد پر فہرست مرتب کریں۔ اس کے بعد مستقل عادت بنائیں کہ اس سوشل میڈیا پالیسی کو اختیار کرنا ہے۔ یہ عمل سوشل میڈیا کی لت سے محفوظ رکھنے میں اہم کردار ادا کرے گا۔

سوشل میڈیا کا انسانی زندگی میں بڑا اہم کردار ہے لیکن اس کی لت انسان کو تباہ برباد کر دیتی ہے۔ ایسا انسان نہ صرف یہ کہ اخلاقی طور پر ناکام ہو جاتا ہے بلکہ گذرتے لمحات اس کی صحت اور عائلی زندگی کے لئے بھی نقصان کا

---

(1)۔ بنی اسرائیل:29

باعث بن جاتے ہیں۔ اسلام ہمیں اعتدال اور اصول وضوابط کے ساتھ زندگی گزارنے کی تلقین کرتا ہے۔ اگر ہم سوشل میڈیا کے حوالے سے شرعی واخلاقی اور قانونی قواعد وضوابط کا لحاظ رکھیں تو اس کی لت سے بچنا بہت آسان ہے۔ جو فرد سوشل میڈیا کی لت کا شکار ہو چکا ہے وہ بھی ایک سوشل میڈیا پالیسی مرتب کرکے اور اپنے معمولات اس کے مطابق درست کرکے سوشل میڈیا کی لت سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔

باب سوم

جدید ذرائع ابلاغ کے امور تعلیم وتربیت پر اثرات: ایک شماریاتی تجزیہ

فصل اول: جدید ذرائع ابلاغ کے استعمال واثرات کی پیمائش ودرجہ بندی

فصل دوم:- جدید ذرائع ابلاغ کے امور تعلیم وتربیت پر مُثبت اثرات

فصل سوم:- جدید ذرائع ابلاغ کے منفی اثرات کا تجزیہ

فصل اول: جدید ذرائع ابلاغ کے استعمال و اثرات کی پیمائش و درجہ بندی

مبحث اول: جدید میڈیا کے اثرات کی پیمائش کے ذرائع

جدید دور میں سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز نے تعلیم، مواصلات، اور کاروبار کے شعبوں میں انقلابی تبدیلیاں لا دی ہیں۔ پاکستان میں بھی فیس بک، یوٹیوب، واٹس ایپ، اور دیگر سوشل میڈیا سائٹس کا استعمال تیزی سے بڑھ رہا ہے، جس کے باعث ان پلیٹ فارمز کے اعداد و شمار اور شماریاتی ڈیٹا کی اہمیت بھی بڑھ گئی ہے۔ یہ ڈیٹا نہ صرف حکومتی پالیسیوں اور تعلیمی منصوبوں کی تشکیل میں مددگار ثابت ہوتا ہے، بلکہ اساتذہ، طلبہ، محققین، اور کاروباری افراد کے لیے بھی انتہائی مفید ہے۔ تاہم ان اعداد و شمار کی مستندیت اور معیار کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ یہ ڈیٹا کس ذریعے سے حاصل کیا گیا ہے۔ پاکستان میں پی ٹی اے، ایچ ای سی، اور دیگر قومی ادارے باقاعدگی سے سوشل میڈیا کے استعمال کے رجحانات پر رپورٹس جاری کرتے ہیں، جبکہ بین الاقوامی سطح پر گوگل، میٹا، اور دیگر پلیٹ فارمز کے اپنے ڈیٹا اینالیٹکس ٹولز(Data Analytics Tools) بھی دستیاب ہیں۔ ان ذرائع کا ایک تعارف پیش خدمت ہے۔

پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی(PTA)

پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی ملک کا مرکزی ٹیلی کام ریگولیٹری ادارہ ہے جو 1996 میں قائم ہوا۔ یہ ادارہ موبائل آپریٹرز اور انٹرنیٹ سروس پرووائیڈرز سے ڈیٹا جمع کرتا ہے، جس میں سوشل میڈیا استعمال کے اعداد و شمار بھی شامل ہوتے ہیں۔ PTA سالانہ رپورٹس جاری کرتا ہے جن میں انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے استعمال سے متعلق اہم شماریاتی معلومات فراہم کی جاتی ہیں[1]۔

ہائر ایجوکیشن کمیشن(HEC)

ہائر ایجوکیشن کمیشن پاکستان میں اعلیٰ تعلیم کے معیار کو بہتر بنانے کے لیے 2002 میں قائم کیا گیا۔ HEC یونیورسٹیوں سے سالانہ ڈیٹا جمع کرتا ہے اور سروے کرتا ہے، جس میں ڈیجیٹل تعلیم اور سوشل میڈیا کے تعلیمی استعمال سے متعلق اعداد و شمار شامل ہوتے ہیں۔ یہ ادارہ آن لائن لرننگ پلیٹ فارمز کے استعمال پر خصوصی رپورٹس بھی جاری کرتا ہے[2]۔

(1)-https://www.pta.gov.pk/category/annual-reports-1432096911-2023-05-30
(2)-https://www.hec.gov.pk/english/news/Pages/Annual-Reports.aspx

پاکستان بیورو آف سٹیٹسٹکس(PBS)

پاکستان بیورو آف سٹیٹسٹکس ملک کا مرکزی شماریاتی ادارہ ہے جو 1950 سے کام کر رہا ہے۔ PBS گھریلو سروے اور صنعتی ڈیٹا اکٹھا کرتا ہے، جس میں تعلیمی شعبے میں ٹیکنالوجی کے استعمال کے اعداد و شمار بھی شامل ہوتے ہیں۔ یہ ادارہ مختلف عمر کے گروپس کے سوشل میڈیا استعمال کے رجحانات پر بھی ڈیٹا فراہم کرتا ہے[1]۔

ڈیٹا رپورٹل(DataReportal)

ڈیٹا رپورٹل ایک عالمی سطح کا ڈیجیٹل تجزیاتی پلیٹ فارم ہے جو 2018 میں قائم ہوا۔ یہ پلیٹ فارم مختلف ذرائع سے ڈیٹا اکٹھا کر کے اس کا تجزیہ پیش کرتا ہے، جس میں پاکستان سمیت دنیا بھر میں سوشل میڈیا استعمال کے رجحانات شامل ہوتے ہیں۔ ڈیٹا رپورٹل موبائل انٹرنیٹ کے استعمال اور مختلف پلیٹ فارمز پر صارفین کی نمو کی شرح پر بھی ڈیٹا فراہم کرتا ہے[2]۔

ڈیجیٹل رائٹس فاؤنڈیشن(DRF)

ڈیجیٹل رائٹس فاؤنڈیشن پاکستان میں ڈیجیٹل حقوق کے تحفظ کے لیے 2012 میں قائم کی گئی۔ یہ تنظیم صارفین کے سروے اور پلیٹ فارم تجزیہ کے ذریعے ڈیٹا اکٹھا کرتی ہے، جس میں میسجنگ ایپس پر پرائیویسی کے مسائل اور تعلیمی مقاصد کے لیے محفوظ پلیٹ فارمز کا جائزہ شامل ہوتا ہے۔ DRF سوشل میڈیا کے تعلیمی استعمال میں رکاوٹوں پر بھی تحقیقات کرتی ہے[3]۔

وزارت انفارمیشن ٹیکنالوجی(IT Ministry)

وزارت انفارمیشن ٹیکنالوجی پاکستان میں ڈیجیٹل پالیسی سازی کا ذمہ دار ادارہ ہے جو 2002 سے کام کر رہا ہے۔ یہ وزارت صنعتی رپورٹس اور پروجیکٹ مانیٹرنگ کے ذریعے ڈیٹا اکٹھا کرتی ہے، جس میں ڈیجیٹل خواندگی کے اعداد و شمار اور تعلیمی ٹیکنالوجی کے استعمال میں ترقی کے رجحانات شامل ہوتے ہیں۔ وزارت ای لرننگ اقدامات کے نتائج پر بھی رپورٹس جاری کرتی ہے[4]۔

پیمرا(PEMRA)

پاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی 2002 میں قائم کی گئی، جو الیکٹرانک میڈیا کی نگرانی کا کام کرتی ہے۔ پیمرا میڈیا مانیٹرنگ اور مواد کے تجزیہ کے ذریعے ڈیٹا اکٹھا کرتا ہے، جس میں ویڈیو شیئرنگ پلیٹ فارمز کے

---

(1)-https://www.pbs.gov.pk/social-statistics-tables.
(2)-https://datareportal.com/social-media-users.
(3)-https://digitalrightsfoundation.pk/work/research/
(4)-https://moitt.gov.pk/

استعمال کے رجحانات اور تعلیمی مواد کی نگرانی شامل ہوتی ہے۔ یہ ادارہ سوشل میڈیا پر تعلیمی مواد کے معیار پر بھی جائزہ لیتا ہے[1]۔

STEM Pakistan

STEM Pakistan سائنسی تعلیم کی ترقی کے لیے 2018 میں قائم کی گئی ایک تنظیم ہے۔ یہ ادارہ تعلیمی اداروں کے ساتھ شراکت داری کے ذریعے ڈیٹا اکٹھا کرتا ہے، جس میں STEM تعلیم کے لیے سوشل میڈیا کے استعمال کے اعدادوشمار اور ٹیکنالوجی پلیٹ فارمز پر طلبہ کی شرکت کے رجحانات شامل ہوتے ہیں۔ STEM Pakistan آن لائن سائنسی تعلیم کے رجحانات پر بھی رپورٹس تیار کرتا ہے[2]۔

گیلپ پاکستان(Gallup Pakistan)

گیلپ پاکستان سماجی تحقیق کا ایک معروف ادارہ ہے جو 1980 سے کام کر رہا ہے۔ یہ ادارہ نمائندہ سروے اور ڈیٹا تجزیہ کے ذریعے معلومات اکٹھا کرتا ہے، جس میں تعلیمی شعبے میں ٹیکنالوجی کے استعمال پر عوامی رائے اور سوشل میڈیا کے تعلیمی فوائد کے سروے شامل ہوتے ہیں۔ گیلپ پاکستان مختلف تعلیمی پلیٹ فارمز کی مقبولیت پر بھی ڈیٹا فراہم کرتا ہے[3]۔

پاکستان ایڈورٹائزنگ ایسوسی ایشن(PAA)

پاکستان ایڈورٹائزنگ ایسوسی ایشن ڈیجیٹل مارکیٹنگ کے شعبے میں کام کرنے والا ایک اہم ادارہ ہے۔ PAA صنعتی اعدادوشمار جمع کرتا ہے، جس میں سوشل میڈیا کے تعلیمی استعمال سے متعلق ڈیٹا بھی شامل ہوتا ہے۔ یہ ادارہ ڈیجیٹل تعلیمی مواد کی مارکیٹنگ کے رجحانات پر بھی رپورٹس تیار کرتا ہے[4]۔

Statista

ایک معروف آن لائن پورٹل ہے جو مختلف موضوعات پر شماریاتی ڈیٹا فراہم کرتا ہے، بشمول سوشل میڈیا نیٹ ورکس کے بارے میں تفصیلات[5]۔

Pew Research Center

ایک غیر جانبدار تحقیقی ادارہ ہے جو سوشل میڈیا کے استعمال اور رجحانات پر تفصیلی رپورٹس شائع کرتا ہے[6]۔

---

(1)-https://pemra.gov.pk/
(2)-https://stem.org.pk/
(3)-https://gallup.com.pk/
(4)-https://paa.com.pk/publications/
(5)-https://www.statista.com/topics/1164/social-networks/
(6)-https://www.pewresearch.org/internet/fact-sheet/social-media/

Sprout Social

یہ ایک سوشل میڈیا مینجمنٹ اور اینالیٹکس پلیٹ فارم ہے جو برانڈز کو ان کی سوشل میڈیا کارکردگی کا تجزیہ کرنے میں مدد دیتا ہے[1]۔

Hootsuite

ایک مقبول سوشل میڈیا مینجمنٹ ٹول ہے جو صارفین کو مختلف سوشل نیٹ ورکس پر اپنی موجودگی کا تجزیہ اور منظم کرنے کی سہولت دیتا ہے[2]۔

Smart Insights

یہ پلیٹ فارم سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل مارکیٹنگ کے حوالے سے تازہ ترین تحقیق اور شماریات فراہم کرتا ہے[3]۔

Buffer

ایک سوشل میڈیا مینجمنٹ ٹول ہے جو پوسٹس کی شیڈولنگ اور اینالیٹکس کی سہولت فراہم کرتا ہے[4]۔

Sprinklr

یہ ایک انٹرپرائز سوشل میڈیا مینجمنٹ اور اینالیٹکس پلیٹ فارم ہے جو برانڈز کو مختلف چینلز پر اپنی کارکردگی کا تجزیہ کرنے میں مدد دیتا ہے[5]۔

Meltwater

ایک میڈیا انٹیلیجنس کمپنی ہے جو سوشل میڈیا مانیٹرنگ اور اینالیٹکس کی خدمات فراہم کرتی ہے[6]۔

Zoho Social

یہ ایک سوشل میڈیا مینجمنٹ ٹول ہے جو کاروباروں کو ان کی سوشل میڈیا موجودگی کا تجزیہ اور منظم کرنے میں مدد دیتا ہے[7]۔

جدید ذرائع ابلاغ اور سوشل میڈیا سائٹس کے شماریاتی ڈیٹا کے حصول کے لئے درجہ بالا ذرائع استعمال کیے جاتے ہیں۔۔ سوشل میڈیا پلیٹ فارمز بھی اپنی شفافیت رپورٹس (Transparency Reports) کے ذریعے صارفین کے رجحانات پر ڈیٹا جاری کرتے ہیں۔ مزید برآں، Google Trends، BuzzSumo،

(1)-https://sproutsocial.com/insights/social-media-analytics-tools/
(2)-https://www.hootsuite.com/platform/analytics/
(3)-https://www.smartinsights.com/Global social media statistics research summary.
(4)-https://buffer.com/resources/best-social-media-analytics-tools/
(5)-https://www.sprinklr.com/blog/social-media-analytics-tools/
(6)-https://www.meltwater.com/en/suite/data-api-integration/
(7)-https://www.zoho.com/social/channels/

Socialbakers اور دیگر تجزیاتی ٹولز بھی حقیقی وقت میں ڈیٹا کا تجزیہ فراہم کرتے ہیں، اگرچہ یہ مکمل طور پر مستند نہیں ہوتے۔ تحقیقی مقالہ جات (Research Papers) اور اکیڈمک جرنلز جیسے Google ،IEEE Xplore Scholar، Springer، Elsevier اور ResearchGate بھی سوشل میڈیا کے اثرات اور شماریاتی تجزیے پر مستند تحقیق فراہم کرتے ہیں، جو جدید ذرائع ابلاغ کے سماجی، تعلیمی، اور معاشی پہلوؤں کو سمجھنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

مبحث دوم: جدید میڈیا کے اثرات کی درجہ بندی میں درپیش مسائل

تعلیم وتربیت کے میدان میں جدید ذرائع ابلاغ خصوصاً سوشل میڈیا نے انقلاب برپا کر دیا ہے۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی کی ترقی نے معلومات تک رسائی کو آسان بنایا ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی بعض منفی اثرات بھی سامنے آئے ہیں۔ سوشل میڈیا کے غیر محتاط استعمال سے طلباء کی توجہ منتشر ہوتی ہے۔ اساتذہ کی تدریسی توجہ متاثر ہوتی ہے۔ والدین اور بچوں کے درمیان فاصلے بڑھتے ہیں، اور تعلیمی نصاب سے غیر متعلق مواد کی ترویج ہوتی ہے۔ ان مسائل کی نشاندہی اور ان کا حل تلاش کرنا ہمارے تعلیمی نظام کی بہتری کے لیے ناگزیر ہے۔

جدید ذرائع ابلاغ کے اثرات کے حوالے سے یہ بات بھی سمجھنا ضروری ہے کہ جدید ذرائع ابلاغ اور سوشل میڈیا کے اثرات کو درست اور مکمل طور پر ناپنے (Measure) میں کئی بنیادی رکاوٹیں اور وجوہات موجود ہیں، جن کی وجہ سے حتمی اور جامع نتائج حاصل کرنے ایک مشکل کام ہے۔ ذیل میں ان وجوہات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ذاتی اور پوشیدہ (Subjective & Private) نوعیت کے اثرات: اخلاقی اور دینی اثرات زیادہ تر فرد کی ذاتی سوچ، نیت اور کردار میں ظاہر ہوتے ہیں جو عموماً عوامی سطح پر نظر نہیں آتے۔ ان اثرات کا درست اندازہ لگانا مشکل ہے کیونکہ لوگ اپنی باطنی کیفیت یا گناہ کو چھپاتے ہیں۔

سوشل میڈیا کی کثیر النوعیت (Diversity of Platforms): سوشل میڈیا کی بے شمار اقسام ہیں (فیس بک، ٹک ٹاک، انسٹاگرام، یوٹیوب، ٹویٹر وغیرہ)، ہر پلیٹ فارم کا مواد، صارفین کی عمر، اور استعمال کا طریقہ مختلف ہے۔ اس متنوع استعمال کی وجہ سے کسی ایک معیار سے تمام افراد کے اخلاقی و دینی اثرات کو ماپنا مشکل ہو جاتا ہے۔

غیر رسمی اور غیر دستاویزی سرگرمیاں: بیشتر اخلاقی بگاڑ اور دینی انحراف سوشل میڈیا پر غیر رسمی گفتگو، پرائیویٹ چیٹس، یا پوشیدہ ویڈیوز کے ذریعے ہوتا ہے، جس کی دستاویزی ریکارڈنگ نہیں ہوتی۔ لہٰذا ان سرگرمیوں کی تحقیق و ناپ تول ممکن نہیں۔

ذاتی مزاج اور دینی پس منظر کا فرق: ہر فرد کا دینی پس منظر، تربیت، ماحول اور خاندان کی سطح مختلف ہوتی ہے، جس کے باعث سوشل میڈیا کے ایک ہی مواد کے اثرات ایک فرد پر شدید اور دوسرے پر ہلکے ہو سکتے ہیں۔ اس تنوع کی پیمائش ممکن نہیں۔

مستقل تبدیلی اور اپ ڈیٹ شدہ مواد: سوشل میڈیا ہر لمحہ اپ ڈیٹ ہوتا رہتا ہے۔ آج جو مواد موجود ہے، کل وہ ختم یا تبدیل ہو سکتا ہے۔ اس تیزی سے بدلتے مواد کی مسلسل نگرانی اور اثرات کا تعین ناممکن ہے۔

نفسیاتی عوامل (Psychological Complexity): اخلاقی اثرات اکثر نفسیاتی پیچیدگیوں (احساسِ کمتری، بے چینی، خود نمائی، لائکس کا جنون) سے جڑے ہوتے ہیں۔ ان نفسیاتی رویوں کو سائنسی پیمائش کے ذریعے اخلاقی گراوٹ کے ساتھ براہ راست جوڑنا مشکل ہوتا ہے۔

ذاتی اعتراف نہ کرنا (Lack of Self-reporting): زیادہ تر افراد اپنے اخلاقی یا دینی انحراف کو ظاہری طور پر قبول نہیں کرتے، بلکہ اس سے انکار کرتے ہیں۔ اس لیے سروے، سوالنامے، یا مشاہدات میں سچائی کے ساتھ معلومات حاصل کرنا مشکل ہے۔

کمیونٹی اور کلچر کا اثر: کسی علاقے یا قوم کی عمومی ثقافت، رسم ورواج، اور سوشل میڈیا کے استعمال کا طریقہ دوسرے علاقوں سے مختلف ہوتا ہے، لہٰذا تمام معاشروں پر ایک ہی معیار لاگو نہیں ہو سکتا۔

دین و اخلاق کی پیمائش کے معیارات کی کمی: اخلاقیات اور دین کی کوئی عالمی یا آفاقی پیمائشی اکائی (Standard Measurement Unit) نہیں ہے، جس سے ہر فرد کے اخلاقی یا دینی زوال کا مکمل تعین کیا جا سکے۔

ذاتی نیت اور نفع نقصان کا پوشیدہ پہلو: اسلامی نقطہ نظر سے نیت (Intent) اور دل کی کیفیت اصل ہے، جسے صرف اللہ جانتا ہے۔ سوشل میڈیا کے منفی اثرات کا ظاہری اندازہ لگایا جا سکتا ہے، مگر نیت کی خرابی یا دینی انحراف کا اصل سبب مکمل طور پر معلوم کرنا ممکن نہیں۔

ان تمام وجوہات کی بنا پر سوشل میڈیا کے اخلاقی اور دینی منفی اثرات کا کوئی جامع، معروضی اور قطعی پیمانہ وضع کرنا موجودہ تحقیق میں مشکل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بیشتر مطالعات صرف تخمینی اعداد و شمار یا جزوی مشاہدات پر انحصار کرتے ہیں۔ امور تعلیم و تربیت کے حوالے سے جدید ذرائع ابلاغ کے منفی اثرات کو مرتب کرتے ہوئے ان کی درجہ بندی میں ذیل کی مشکلات پیدا ہوتی ہیں؛

اثر پذیری کا تنوع (Diversity of Impacted Groups): جدید ذرائع ابلاغ کے منفی اثرات بسا اوقات صرف طلباء تک محدود ہوتے ہیں (مثلاً: توجہ کی کمی، خود غرضی)، کچھ صرف والدین یا اساتذہ پر زیادہ اثر انداز ہوتے ہیں (مثلاً: والدین کی تعلیمی نگرانی میں کمی، اساتذہ کی تدریسی صلاحیتوں میں کمی)، جبکہ کئی اثرات تینوں فریق (طلباء، اساتذہ، والدین) پر مشترکہ طور پر اثر ڈال رہے ہوتے ہیں (مثلاً: معاشرتی انتشار، دینی اقدار سے دوری)۔ یہ تعین کرنا مشکل ہوتا ہے کہ اثرات کو کس فریق کے تحت رکھا جائے۔

اثر کی نوعیت کی درجہ بندی (Categorization of Effects' Nature): جدید ذرائع ابلاغ کے منفی اثرات میں سے کوئی ایک اثر بعض اوقات تعلیمی، اخلاقی اور دینی پہلوؤں پر بیک وقت اثر انداز ہو سکتا ہے مثلاً "جھوٹ اور

بناوٹی زندگی کا فروغ"—یہ اخلاقی زوال بھی ہے، تعلیمی توجہ میں کمی کا باعث بھی، اور دینی شعور میں بھی کمی لاتا ہے۔ اثرات کے تعلیمی، اخلاقی، دینی زمرے میں تقسیم کرتے وقت اوورلیپ (Overlap) کی الجھن پیدا ہوتی ہے۔

شدت اور ترجیح کا تعین (Determining Severity & Priority): بعض اثرات فوری (Short-term) اور شدید (High-impact) ہوتے ہیں، جیسے "فحاشی کی ترغیب"۔ کچھ اثرات آہستہ آہستہ ظاہر ہوتے ہیں لیکن دیرپا ہوتے ہیں، جیسے "ذہنی دباؤ، یادداشت کی کمزوری"۔ ایسے ہی مغربی معاشروں میں فحاشی ایک نارمل چیز سمجھی جاتی ہے، لیکن اسلامی معاشروں میں یہ بڑا دینی و اخلاقی مسئلہ ہے۔ کیونکہ انفرادی شخصیات، معاشرتی پس منظر، دینی رجحان اور تعلیمی ماحول ہر جگہ مختلف ہے اس لئے اثرات فرداً فرداً مختلف ہوسکتے ہیں۔

بین الاثری تعلق (Interdependency of Effects): بعض اثرات دوسرے اثرات کو جنم دیتے ہیں مثلاً: "سوشل میڈیا پر وقت کا ضیاع" تعلیمی کارکردگی میں کمی، ذہنی دباؤ اور دینی فرائض سے غفلت کا سبب بنتا ہے یہ آپس کے ربط کی وجہ سے علیحدہ علیحدہ انداز میں درجہ بندی کو مشکل بنادیتا ہے

معیاری پیمائش کی کمی (Lack of Standardized Metrics): کچھ اثرات واضح طور پر سامنے آجاتے ہیں (مثلاً: جسمانی کمزوری، نیند کی کمی) جبکہ کئی اثرات ذہنی، روحانی یا دینی اعتبار سے پوشیدہ رہتے ہیں، مثلاً: مغربی نظریات کی تقلید، احساسِ کمتری، نیت میں فساد۔ ایسے ہی اخلاقی یا دینی اثرات کے ناپنے کے لیے معیاری اور متفقہ سکیل (Scale) موجود نہیں کیونکہ یہ زیادہ تر غیر محسوس، ذاتی اور نیت سے متعلق ہوتے ہیں، جنہیں سائنسی طور پر ماپنا ممکن نہیں، جبکہ تعلیمی اثرات کسی حد تک امتحانی نتائج سے ناپے جاسکتے ہیں۔

سابقہ گفتگو یہ بات سامنے آئی ہے کہ جدید ذرائع ابلاغ کے تعلیمی و تربیتی اثرات کی درجہ بندی میں بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ بعض اثرات طلباء، اساتذہ اور والدین پر متفرق، بعض مشترکہ طور پر ظاہر ہوتے ہیں، جن کی علیحدہ تقسیم مشکل ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ کئی اثرات بیک وقت تعلیمی، اخلاقی اور دینی پہلوؤں کو متاثر کرتے ہیں، اس لیے انہیں کسی ایک زمرے میں رکھنا پیچیدہ بن جاتا ہے۔ اثرات کی شدت، نوعیت اور ہر فرد کے انفرادی استعمال میں فرق بھی ان کی درست جانچ اور ترتیب میں رکاوٹ بنتا ہے۔ ان سب باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے جدید ذرائع ابلاغ کے اثرات کو چند بنیادی موضوعات میں تقسیم کیا گیا جس کی تفصیل فصل دوم میں موجود ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ کے منفی اثرات میں سے لت (addiction) سب سے زیادہ خطرناک ہے اس لئے اس کا الگ سے ذکر کیا گیا ہے۔

مبحث سوم: پاکستان میں جدید ذرائع ابلاغ کے استعمال کی شرح

پاکستان کے شماریاتی ادارے پی بی ایس(Pakistan Bureau of Statistics)کی 2023 کی مرَدم شماری کے مطابق پاکستان کی آبادی تقریباً 241.49 ملین ہے[1]۔ جن میں سے انٹرنیٹ صارفین کی تعداد 111 ملین ہے اور پاکستان میں سوشل میڈیا صارفین کی تعداد 71.70 ملین ہے[2] جو کل آبادی کا 29.7 فی صد بنتا ہے۔ان اعداد و شمار سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ پاکستان کی ایک تہائی آبادی سوشل میڈیا کی مختلف سائیٹس کے ساتھ وابستہ ہے اور اس میں روز بروز اضافہ ہی ہو رہا ہے۔سوشل میڈیا سے منسلک افراد میں والدین اور اساتذہ بھی شامل ہیں اور جس گھر میں سوشل میڈیا استعمال ہوتا ہے اس گھر کے بچے اور طلبہ بھی اس سے کسی نہ کسی حد تک اثر لیتے ہیں۔ جیسے جیسے سوشل میڈیا سائیٹس کا تعلیمی میدان میں استعمال بڑھتا جا رہا ہے تو بچوں اور طلبہ پر اس کے اثرات میں اضافہ ہو رہا ہے۔سوشل میڈیا سائیٹس کے اثرات کا دائرہ کار ہمہ جہت ہے، جہاں اس سے طلبہ کی تعلیمی استعداد میں بھی اضافہ ہو رہا ہے وہاں اس کے اخلاقی مضمرات بھی سامنے آ رہے ہیں۔اس وقت دنیا بھر میں کالج لیول کے نوے(90)فی صد طالبعلم کسی نہ کسی شکل میں اپنے تعلیمی معاملات میں سوشل میڈیا کو استعمال کرتے ہیں جبکہ ستر (70) فی صد اساتذہ کا کہنا ہے کہ وہ تعلیمی سرگرمیوں کے لئے ہفتے میں تین(3) تا پانچ(5) گھنٹے سوشل میڈیا پر صرف کرتے ہیں۔[3]

Dr.N.Ramakrishnan اپنے آرٹیکل "Educational Pages in Facebook" میں فیس بک پیجز(Face Book Pages)کی ستائش کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں؛

> The study has come out with interesting finding that more than 8 lakhs people have likes foreducational pages. ---- Itgives us an idea that teachers can have more groups like this to share their ideas on education.Teachers can exhibit their classroom practices to others through this Facebook.[4]

> اس تحقیق میں دلچسپ بات سامنے آئی ہے کہ 8 لاکھ سے زیادہ لوگ تعلیمی پیجز کو پسند کرتے ہیں۔۔۔اس میں ہمیں یہ آئیڈیا ملتا ہے کہ اساتذہ کو اپنے تعلیمی خیالات کے اشتراک کے لئے مزید ایسے گروپس بنانے کی ضرورت ہے۔اساتذہ اس فیس بک کے ذریعے اپنی کلاس کو وسعت دے سکتے ہیں۔

(1)-https://www.pbs.gov.pk/sites/default/files/population/2023/Press%20Release.pdf
(2)-https://datareportal.com/reports/digital-2024-pakistan
(3)-https://profiletree.com/social-media-and-education-exploring-statistics
(4)-Dr.N.Ramakrishnan, Mrs. R.PrasithaIndhumathy,"Educational Pages In- Facebook-A Study", International Journal of Research -Granthaalayah, Vol.5 (Iss.7: SE): July, 2017

پاکستان میں بھی جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے تعلیم و تربیت کا کام بھی تیزی سے پھیل رہا ہے۔ ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے استعمال نے دینی تعلیم کو وسیع پیمانے پر پہنچانے میں مدد دی ہے، جس کے ذریعے علماء، اسلامی مدارس، اور تعلیمی ادارے آن لائن مواد فراہم کر رہے ہیں۔ ان ذرائع میں فیس بک، یوٹیوب، ویب سائٹس، موبائل ایپس اور دیگر ڈیجیٹل پلیٹ فارمز شامل ہیں، جو مختلف عمر کے افراد کو اسلامی تعلیمات سکھانے میں معاون ثابت ہو رہے ہیں۔ جدید ذرائع ابلاغ کی وسعت کی وجہ سے اب اس کا کام ملکی سرحدوں کی قید سے آزاد ہو گیا ہے۔ اس وقت دنیا بھر میں سماجی ذرائع ابلاغ پر تعلیم وتربیت کا کام جاری ہے اور دینی و دنیاوی تعلیم کے ادارے، اجتماعی طور پر اور کئی اہل علم انفرادی طور پر سماجی ذرائع ابلاغ کو تعلیم و تربیت، افراد اور معاشرے کی اصلاح کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ جدید ذرائع ابلاغ کی ہر سائیٹ کسی نہ کسی حوالے سے تعلیم و تربیت میں اپنا کردار ادا کر رہی ہے۔ ان سائیٹ کا امور تعلیم و تربیت میں کردار کا مختصر جائزہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے

فیس بک (Facebook)

پاکستان میں فیس بک سب سے زیادہ استعمال ہونے والا پلیٹ فارم ہے، جہاں 45 ملین سے زائد صارفین موجود ہیں[1]۔ فیس بک (Facebook) پاکستان میں فیس بک اساتذہ اور تعلیمی اداروں کے لیے ایک جامع پلیٹ فارم کا درجہ رکھتا ہے۔ اساتذہ اپنے ذاتی پیجز اور گروپس کے ذریعے لیکچر نوٹس، اسائنمنٹس اور امتحانی گائیڈز شیئر کرتے ہیں۔ جامعاتی سطح پر ریسرچ گروپس علمی مباحثوں کا اہم مرکز ہیں۔ مثال کے طور پر، "پاکستان ایجوکیشن فورم" نامی گروپ میں 500,000 سے زائد ممبرز ہیں[2]۔ طلبہ فیس بک گروپس میں شامل ہو کر اپنے کورس سے متعلقہ مواد تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔ وہ امتحانی تیاری کے لیے مختلف پیجز سے رہنمائی لیتے ہیں اور آن لائن لیکچرز میں شرکت کرتے ہیں[3]۔ والدین کا استعمال: والدین اسکولوں اور کالجوں کے فیس بک پیجز کو فالو کر کے اپنے بچوں کی تعلیمی سرگرمیوں سے باخبر رہتے ہیں۔ وہ تعلیمی گروپس میں دیگر والدین اور اساتذہ سے مشورے لیتے ہیں۔ متعدد تعلیمی ادارے فیس بک پر لیکچر نوٹس، اسائنمنٹس اور اہم اعلانات پوسٹ کرتے ہیں۔

(1)-Data Reportal,Digital 2024: Pakistan. Accessed March 15, 2024.https://datareportal.com/reports-/digital-2024-pakistan.

(2)-"Pakistan Education Forum."Facebook Group. Accessed March 10, 2024.https://www.facebook.com/groups/pakeducation.

(3)-Education Journal Pakistan. 2023. "Facebook Groups in Pakistani Education." EJ Pakistan 12(3): 45-67.

یوٹیوب (YouTube)

یوٹیوب پر 60 ملین پاکستانی صارفین تعلیمی ویڈیوز دیکھتے ہیں(1)۔ "تعلیم ہماری" جیسے چینلز میٹرک اور انٹر کے طلبہ کو مفت لیکچرز فراہم کرتے ہیں۔ ایک مطالعے کے مطابق، اڑسٹھ (68) فی صد پاکستانی طلبہ امتحانی تیاری کے لیے یوٹیوب استعمال کرتے ہیں(2)۔ یوٹیوب پاکستان میں سب سے بڑا آن لائن لرننگ پلیٹ فارم ہے۔ اساتذہ اور تعلیمی ادارے اپنے چینلز پر تعلیمی ویڈیوز اپلوڈ کرتے ہیں۔ خاص طور پر STEM مضامین کے لیے یوٹیوب ایک اہم ذریعہ ہے۔ طلبہ مشکل مضامین کو سمجھنے کے لیے یوٹیوب ویڈیوز کا بھرپور استعمال کرتے ہیں۔ امتحانی تیاری کے لیے تعلیمی چینلز کو سبسکرائب کرنا عام بات ہے۔ والدین اپنے بچوں کو معیاری تعلیمی ویڈیوز دکھانے کے لیے یوٹیوب کا استعمال کرتے ہیں(3)۔ وہ مختلف تعلیمی چینلز کو فالو کرتے ہیں۔ کئی ادارے اپنے طلبہ کو مخصوص یوٹیوب چینلز کے ویڈیوز دیکھنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ بعض ادارے اپنے سرکاری یوٹیوب چینلز بھی چلاتے ہیں۔

واٹس ایپ (WhatsApp)

پاکستان میں 100 ملین سے زائد صارفین واٹس ایپ استعمال کرتے ہیں(4)۔ اساتذہ اور طلبہ کے درمیان یہ سب سے زیادہ مقبول مواصلاتی ذریعہ ہے۔ اسکول انتظامیہ والدین کو اطلاعی پیغامات بھیجنے کے لیے واٹس ایپ گروپس استعمال کرتی ہے۔ واٹس ایپ پاکستان میں تعلیمی مواصلات کا سب سے مقبول ذریعہ ہے۔ اساتذہ طلبہ کے ساتھ گروپس بنا کر نوٹس، اسائنمنٹس اور اعلانات شیئر کرتے ہیں۔ طلبہ واٹس ایپ گروپس میں تعلیمی مواد کا تبادلہ کرتے ہیں اور گروپ اسٹڈی کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ والدین اسکول گروپس میں شامل ہو کر اپنے بچوں کی تعلیمی سرگرمیوں سے آگاہ رہتے ہیں۔

ٹیلیگرام (Telegram)

یہ پلیٹ فارم تعلیمی گروپس اور چینلز کے ذریعے نوٹس، لیکچرز، اور کتابوں کی ترسیل استعمال ہوتا ہے(5)۔

زوم (Zoom)

زوم پاکستان میں آن لائن تعلیم کے لیے ایک لازمی پلیٹ فارم بن چکا ہے، خاص طور پر COVID-19

(1)-Google Analytics. YouTube Usage Statistics in Pakistan 2024. Accessed March 12, 2024.

(2)-Khan, Ali. "Impact of YouTube on Pakistani Students' Academic Performance." Journal of Educational Technology 15, no. 2 (2023): 45-60.

(3)-Jinnah Postgraduate Medical Centre (JPMC). 2023. Medical Education Trends. Karachi: JPMC Publications.

(4)-Pakistan Telecommunication Authority (PTA). Annual Report 2023. Islamabad: PTA, 2023.

(5)-EdTech Pakistan. 2023. Messaging Apps in Education. Islamabad: EdTech Publications.

کے بعد۔ یونیورسٹی لیکچرز، اسکول کلاسز، اور ورکشاپس زوم پر منعقد کی جاتی ہیں۔ والدین بچوں کی آن لائن کلاسز میں شرکت اور نگرانی کرسکتے ہیں، جبکہ اساتذہ انٹرایکٹو ویبینارز کے ذریعے تدریس کے جدید طریقے اپنا سکتے ہیں۔

گوگل کلاس روم (Google Classroom)

یہ پلیٹ فارم اساتذہ کو آن لائن اسائنمنٹس، کلاس ورک، اور طلبہ کارکردگی کا جائزہ لینے کی سہولت فراہم کرتا ہے۔ طلبہ یہاں اپنی اسائنمنٹس جمع کروا سکتے ہیں، اور والدین بھی اس کے ذریعے اپنے بچوں کی تعلیمی سرگرمیوں پر نظر رکھ سکتے ہیں۔

ٹک ٹاک (TikTok – EduTok)

ٹک ٹاک کے EduTok سیکشن میں تعلیمی مختصر ویڈیوز موجود ہیں جو خاصطور پر نصابی اور غیر نصابی مہارتوں کے فروغ میں مدد دیتی ہیں۔ اساتذہ اور ماہرین اپنے مختصر لیکچرز یہاں شیئر کرتے ہیں، جبکہ طلبہ تیزی سے سیکھنے کے لیے اس پلیٹ فارم کا استعمال کرتے ہیں۔

لنکڈ ان لرننگ (LinkedIn Learning)

یہ پلیٹ فارم یونیورسٹی طلبہ اور پروفیشنلز کے لیے کورسز اور مہارتوں کے فروغ کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ والدین بھی یہاں بچوں کے لیے کیریئر گائیڈنس اور جدید ٹیکنالوجیز سے واقفیت حاصل کرسکتے ہیں۔

کورسیرا (Coursera)

کورسیرا پاکستان میں آن لائن ڈگری اور سرٹیفکیٹ کورسز کے لیے ایک مستند پلیٹ فارم ہے، جہاں طلبہ اور اساتذہ عالمی سطح پر تسلیم شدہ یونیورسٹیوں کے کورسز میں داخلہ لے سکتے ہیں۔

ای ڈی ایکس (edX)

یہ پلیٹ فارم پاکستان میں ہائر ایجوکیشن کے لیے ایک اہم ذریعہ ہے، جہاں طلبہ کمپیوٹر سائنس، بزنس، اور دیگر شعبوں کے کورسز مکمل کرسکتے ہیں۔

پنٹرسٹ (Pinterest)

اساتذہ اور طلبہ انفوگرافکس اور ویژول لرننگ کے لیے پنٹرسٹ کا استعمال کرتے ہیں۔ والدین بھی بچوں کے لیے تخلیقی سرگرمیوں کے آئیڈیاز یہاں سے لے سکتے ہیں۔

ریڈٹ(Reddit)

طلبہ ریڈٹ پر تعلیمی مباحثوں اور سوال و جواب کے فورمز میں حصہ لے کر پیچیدہ تعلیمی مسائل کے حل تلاش کر سکتے ہیں۔

ڈسکارڈ(Discord)

یہ پلیٹ فارم تعلیمی کمیونٹیز اور مباحثوں کے لیے استعمال ہوتا ہے، جہاں طلبہ اور اساتذہ مخصوص چینلز میں تعلیمی موضوعات پر گفتگو کرتے ہیں۔

نیشنل ڈیجیٹل لائبریری(NDL)

یہ حکومت پاکستان کی طرف سے فراہم کردہ ایک آن لائن لائبریری ہے، جو تحقیقی مقالہ جات اور کتابوں تک رسائی ممکن بناتی ہے۔

پی آئی ٹی بی ای لرننگ پنجاب (PITB eLearn.Punjab)

یہ پلیٹ فارم پنجاب میں تعلیمی نصاب کے مطابق آن لائن لیکچرز اور تعلیمی مواد فراہم کرتا ہے۔

گوگل میٹ(Google Meet)

گوگل میٹ اسکولوں اور یونیورسٹیوں میں آن لائن تدریسی سرگرمیوں کے لیے ایک مؤثر ذریعہ ہے۔

مائیکروسافٹ ٹیمز(Microsoft Teams)

یہ پلیٹ فارم تعلیمی اداروں کے لیے ایک مکمل آن لائن تدریسی حل فراہم کرتا ہے، جہاں طلبہ اور اساتذہ کلاس ورک، اسائنمنٹ اور لیکچرز کا تبادلہ کر سکتے ہیں۔

اسنیپ چیٹ(Snapchat)

یہ پلیٹ فارم جدید تعلیمی اور انٹرایکٹو مواد کے لیے استعمال ہو رہا ہے، جہاں مختصر تعلیمی ویڈیوز اور اسٹوریز شیئر کی جاتی ہیں۔

کورا(Quora)

یہ سوال و جواب کا ایک بہترین پلیٹ فارم ہے، جہاں طلبہ تعلیمی مسائل کے حل تلاش کر سکتے ہیں اور ماہرین کے جوابات حاصل کر سکتے ہیں۔

اوپن لرن (OpenLearn)

یہ پلیٹ فارم اوپن یونیورسٹی کے مفت کورسز فراہم کرتا ہے، جو پاکستان کے طلبہ اور اساتذہ کے لیے مفید ہیں۔

ٹوئٹر / ایکس (Twitter/X)

تعلیمی پالیسیوں پر بحث کا اہم پلیٹ فارم ہے جس کو طلبہ اور تعلیمی ماہرین کو فالو کرتے ہیں جبکہ والدین تعلیمی مباحثوں میں حصہ لیتے ہیں۔

ٹیلیگرام (Telegram)

ٹیلیگرام ایک کلاؤڈ بیسڈ میسجنگ سروس ہے جو 2013 میں متعارف ہوئی۔ یہ صارفین کو میسجز، میڈیا فائلز، اور گروپ چیٹس کی سہولت فراہم کرتی ہے۔ پاکستان میں تعلیمی گروپس اور چینلز کے ذریعے معلومات کا تبادلہ ہوتا ہے۔

انسٹاگرام (Instagram)

انسٹاگرام پر تعلیمی انفوگرافکس، سائنسی تصاویر، اور آرٹ ورک شیئر کیے جاتے ہیں، جو بصری سیکھنے (Visual Learning) کے لیے مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ اسکول، کالجز، اور یونیورسٹیاں اپنے کورسز، ایونٹس اور تعلیمی مواد کی معلومات انسٹاگرام کے ذریعے فراہم کرتی ہیں۔ کئی پروفیسرز، ماہرین تعلیم، اور تعلیمی ادارے انسٹاگرام پر اپنی تحقیق اور تعلیمی مواد شیئر کرتے ہیں۔ انسٹاگرام لائیو سیشنز کے ذریعے اساتذہ اور طلبہ کے درمیان براہ راست سوال و جواب کے سیشن منعقد کیے جاتے ہیں۔

گوگل پلے اسٹور (Google Play Store)

گوگل پلے اسٹور پاکستان میں تعلیم و تربیت کے لیے ایک انتہائی مفید پلیٹ فارم ہے، جہاں لاکھوں تعلیمی ایپلیکیشنز دستیاب ہیں۔ جن میں خان اکیڈمی، ڈوولنگو، مائیکروسافٹ میتھ سولور، فوٹومیتھ، قرآن مجید ایپس، اور لرننگ گیمز موجود ہیں، جو طلبہ کو سیکھنے کے جدید اور مؤثر طریقے فراہم کرتی ہیں۔ ان ایپس کے ذریعے طلبہ خودکار مشقیں، ویڈیوز، کوئزز، اور انٹرایکٹو لرننگ سے مستفید ہو سکتے ہیں۔

پاکستان میں تعلیمی وتربیتی مقاصد کے لیے استعمال ہونے والی مشہور سائیٹس کا جدول

No.	Site Name	Educational Use	in Pakistan	Source
1	Facebook	Teacher-student groups, notes sharing	68%	PTA 2023
2	YouTube	Lecture videos, tutorials	72%	Google 2024
3	WhatsApp	School communication, assignments	89%	PTA 2023
4	Zoom	Online classes, meetings	54%	HEC 2024
5	Google Classroom	Course management	47%	PBS 2023
6	Telegram	PDF books, study groups	38%	DRF 2023
7	Coursera	Online courses	12%	HEC 2024
8	edX	University courses	8%	HEC 2024
9	Khan Academy	Free STEM education	15%	PBS 2023
10	Udemy	Skill courses	18%	IT Ministry 2023
11	LinkedIn Learning	Professional courses	9%	HEC 2024
12	Microsoft Teams	Virtual classrooms	32%	PTA 2023
13	Skype	Online tutoring	21%	PTA 2023
14	Moodle	University LMS	28%	HEC 2024
15	Google Meet	Video conferencing	45%	Google 2024
16	Academia.edu	Research papers	14%	HEC 2024
17	ResearchGate	Academic collaboration	11%	HEC 2024
18	Quizlet	Flashcards, quizzes	19%	PBS 2023
19	Duolingo	Language learning	23%	PTA 2023
20	Photomath	Math solutions	27%	IT Ministry 2023
21	Udacity	Tech courses	7%	HEC 2024

22	Byju's	K-12 learning	13%	PBS 2023
23	Alison	Free certifications	10%	HEC 2024
24	Quora	Q&A platform	31%	PTA 2023
25	Pinterest	Creative learning ideas	17%	PTA 2023
26	Discord	Study communities	15%	IT Ministry 2023
27	Notion	Study organization	12%	PBS 2023
28	Kahoot!	Interactive quizzes	14%	HEC 2024
29	Wolfram Alpha	Computational answers	9%	HEC 2024
30	Zoho Show	Presentations	11%	IT Ministry 2023

پاکستان میں تعلیمی وتربیتی مقاصد کے لیے استعمال ہونے والی مشہور سائیٹس کا گراف

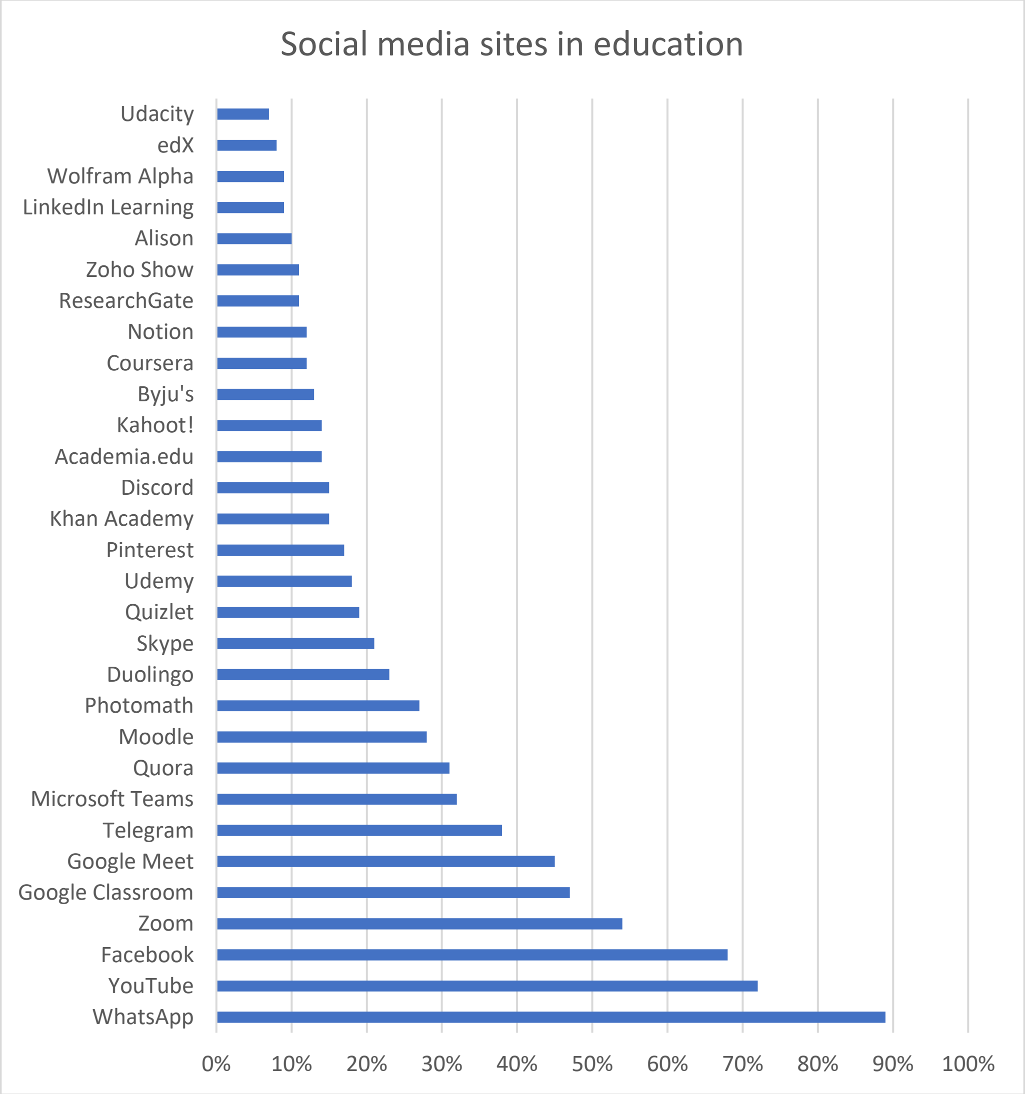

فصل دوم: جدید ذرائع ابلاغ کے امور تعلیم و تربیت پر مُثبت اثرات

جدید ذرائع ابلاغ نے دنیا کے تمام شعبہ جات کی طرح شعبۂ تعلیم و تربیت میں بھی ایک ہمہ گیر انقلاب برپا کیا ہے۔ خصوصاً طلباء، اساتذہ، والدین اور تعلیمی نصاب پر اس کے اثرات نہایت گہرے اور مثبت ہیں۔ سوشل میڈیا اب صرف تفریحی ذریعہ نہیں رہا بلکہ یہ علم و آگہی کا ایک مؤثر وسیلہ بن چکا ہے۔ طلباء کے لیے تعلیمی مواد، لیکچرز، ویڈیوز، اور ریسرچ پیپرز تک فوری رسائی ممکن ہوئی ہے، جس سے اُن کی علمی استعداد میں بے حد اضافہ ہوا ہے[1]۔ اسی طرح اساتذہ نے بھی سوشل میڈیا کی مدد سے تدریسی مہارتوں میں جدت پیدا کی ہے۔ بین الاقوامی تعلیمی فورمز اور تدریسی ماڈلز تک رسائی آسان ہونے کی وجہ سے اساتذہ جدید تقاضوں کے مطابق اپنے تدریسی طریقے ڈھال رہے ہیں۔ عصرِ حاضر میں علم و تربیت کی دنیا میں جس تیزی سے تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں، اُن میں جدید ذرائع ابلاغ کا کردار کلیدی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ تعلیم و تربیت کے عمل میں والدین، اساتذہ، طلبہ اور تعلیمی نصاب بنیادی ستون تصور کیے جاتے ہیں۔ جدید ذرائع ابلاغ ان تمام ستونوں کو باہم مربوط کرنے اور ایک مؤثر نظامِ تعلیم و تربیت قائم کرنے میں لازمی عنصر بن چکے ہیں۔UNESCO کی 2022 کی رپورٹ کے مطابق، دنیا بھر میں تعلیمی ادارے میڈیا کے استعمال سے نہ صرف تعلیمی مواد کی رسائی بڑھا رہے ہیں بلکہ تعلیمی معیار کو بھی بہتر بنا رہے ہیں[2]۔

علاوہ ازیں، والدین کی تعلیمی معاملات میں براہِ راست شمولیت سوشل میڈیا کے ذریعے سہل ہوئی ہے۔ تعلیمی ادارے واٹس ایپ گروپس، فیس بک پیجز اور دیگر آن لائن پلیٹ فارمز کے ذریعے والدین کو بچوں کی تعلیمی کارکردگی اور سرگرمیوں سے آگاہ رکھتے ہیں۔ مزید برآں، نصاب سازی کے عمل میں بھی سوشل میڈیا نے اہم کردار ادا کیا ہے، کیونکہ نصاب ساز ادارے جدید رجحانات اور طلباء کی دلچسپی کے مطابق مواد شامل کرتے ہیں۔ اس طرح سوشل میڈیا نے تعلیم و تربیت کے نظام کو نہ صرف جدید بنایا ہے بلکہ اس میں باہمی تعاون، تحقیق، اور تخلیقی سوچ کو فروغ دے کر اسے عالمی معیار سے ہم آہنگ بھی کیا ہے۔ ذیل میں جدید ذرائع ابلاغ کے تعلیم و تربیت پر مُثبت اثرات کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے ایک تعلیمی و تربیتی معاونت اور دوسرا اشاریاتی جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔

جدید ذرائع ابلاغ کی تعلیمی و تربیتی معاونت

پاکستان کی ایک تہائی آبادی جدید ذرائع ابلاغ کی مختلف سائیٹس کے ساتھ وابستہ ہے اور اس میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ ان میں والدین اور اساتذہ بھی شامل ہیں اور جس گھر میں جدید ذرائع ابلاغ استعمال ہوتا ہے اس گھر کے بچے اور طلبہ بھی اس سے کسی نہ کسی حد تک اثر لیتے ہیں۔ جیسے جیسے جدید ذرائع ابلاغ سائیٹس کا تعلیمی میدان میں

(1)-https://www.unesco.org/en/education
(2)-UNESCO. The Impact of Media on Education Systems. Paris: UNESCO Publications, 2022, p: 45

استعمال بڑھتا جارہا ہے تو بچوں اور طلبہ پر اس کے اثرات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ سائیٹس کے اثرات کا دائرہ کار ہمہ جہت ہے، جہاں اس سے طلبہ کی تعلیمی استعداد میں بھی اضافہ ہو رہا ہے وہاں اس کے اخلاقی مضمرات بھی سامنے آرہے ہیں۔ اس وقت دنیا بھر میں کالج لیول کے نوے(90) فی صد طالبعلم کسی نہ کسی شکل میں اپنے تعلیمی معاملات میں جدید ذرائع ابلاغ کو استعمال کرتے ہیں جبکہ ستر (70) فی صد اساتذہ کا کہنا ہے کہ وہ تعلیمی سرگرمیوں کے لئے ہفتے میں تین(3) تا پانچ(5) گھنٹے سوشل میڈیا پر صرف کرتے ہیں۔[1] تعلیم و تربیت کا دائرہ کار محدود کلاس رومز سے نکل کر ڈیجیٹل دنیا میں قدم رکھ چکا ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ جیسے انٹرنیٹ، سوشل میڈیا، آن لائن تعلیمی پلیٹ فارمز، یوٹیوب چینلز اور ڈیجیٹل لائبریریاں طلبہ اور اساتذہ کو علم و فہم کی نئی جہتیں فراہم کر رہی ہیں۔ ان ذرائع کے ذریعے نصابی تعلیم کی فراہمی آسان ہوئی ہے[2]، بلکہ غیر نصابی تربیت، تحقیق کی عادت، تنقیدی سوچ اور تخلیقی صلاحیتوں کی نشوونما بھی ممکن ہوئی ہے۔مثال کے طور پر آن لائن تعلیمی پلیٹ فارمز جیسے Coursera اور Khan Academy نے لاکھوں طلبہ کو معیاری تعلیم تک رسائی دی ہے[3]۔ اس کے علاوہ، گوگل کلاس روم اور مائیکروسافٹ ٹیمز جیسے پلیٹ فارمز تعلیمی اداروں میں تدریسی عمل کو جاری رکھنے کا اہم ذریعہ بنے ہیں۔Dr.N.Ramakrishnan اپنے آرٹیکل "Educational Pages in Facebook" میں فیس بک پیجز(Face Book Pages) کی ستائش کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں؛

> The study has come out with interesting finding that more than 8 lakhs people have likes foreducational pages. ---- Itgives us an idea that teachers can have more groups like this to share their ideas on education.Teachers can exhibit their classroom practices to others through this Facebook.[4]

> اس تحقیق میں دلچسپ بات سامنے آئی ہے کہ 8 لاکھ سے زیادہ لوگ تعلیمی پیجز کو پسند کرتے ہیں۔۔۔اس میں ہمیں یہ آئیڈیا ملتا ہے کہ اساتذہ کو اپنے تعلیمی خیالات کے اشتراک کے لئے مزید ایسے گروپس بنانے کی ضرورت ہے۔اساتذہ اس فیس بک کے ذریعے اپنی کلاس کو وسعت دے سکتے ہیں۔

پاکستان میں بھی جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے تعلیم و تربیت کا کام بھی تیزی سے پھیل رہا ہے۔ ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے استعمال نے دینی تعلیم کو وسیع پیمانے پر پہنچانے میں مدد دی ہے، جس کے ذریعے علماء، اسلامی مدارس،

---

(1)-https://profiletree.com/social-media-and-education-exploring-statistics

(2)۔ احمد، ڈاکٹر فضل الرحمن۔ تعلیم وذرائع ابلاغ: ایک تجزیاتی مطالعہ۔ لاہور: الفیصل ناشران، 2020، ص:78۔

(3).Khan, M. A. Digital Media Literacy and Teacher Training. Journal of Modern Education, Vol. 15, Issue 4, 2021, p: 123-

(4)-Dr.N.Ramakrishnan, Mrs. R.PrasithaIndhumathy"" Educational Pages In- Facebook - A Study", International Journal of Research -Granthaalayah, Vol.5 (Iss.7: SE): July, 2017

اور تعلیمی ادارے آن لائن مواد فراہم کر رہے ہیں۔ ان ذرائع میں فیس بک، یوٹیوب، ویب سائٹس، موبائل ایپس اور دیگر ڈیجیٹل پلیٹ فارمز شامل ہیں، جو مختلف عمر کے افراد کو اسلامی تعلیمات سکھانے میں معاون ثابت ہو رہے ہیں۔ جدید ذرائع ابلاغ کی وسعت کی وجہ سے اب اس کا کام ملکی سرحدوں کی قید سے آزاد ہو گیا ہے۔ اس وقت دنیا بھر میں سماجی ذرائع ابلاغ پر تعلیم وتربیت کا کام جاری ہے اور دینی و دنیاوی تعلیم کے ادارے، اجتماعی طور پر اور کئی اہل علم انفرادی طور پر سماجی ذرائع ابلاغ کو تعلیم وتربیت، افراد اور معاشرے کی اصلاح کے لئے استعمال کر رہے ہیں ۔ سماجی ذرائع ابلاغ (سوشل میڈیا) نے تعلیم وتربیت کے شعبے میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔ یہ نہ صرف معلومات تک رسائی کو آسان بناتا ہے بلکہ تعلیمی عمل کو بھی موثر اور دلچسپ بنا دیتا ہے۔ ذیل میں تعلیم وتربیت میں سماجی ذرائع ابلاغ کی معاونت کی وضاحت کی جارہی ہے۔

تعلیمی وسائل تک رسائی

سماجی ذرائع ابلاغ مثلاً YouTube, Khan Academy, Coursera, edX کی مدد اور معاونت سے طلباء اور اساتذہ کو آن لائن کتابیں، لیکچرز، ویڈیوز، اور دیگر تعلیمی مواد تک آسانی سے رسائی حاصل ہوتی ہے۔ سوشل میڈیا پلیٹ فارمز جیسے یوٹیوب، فیس بک، اور انسٹاگرام پر تعلیمی چینلز اور پیجز کی بھرمار ہے۔ مختلف اساتذہ اور ماہرین اپنے تعلیمی مواد کو ویڈیوز، آرٹیکلز، اور پوسٹس کی شکل میں شیئر کرتے ہیں۔ یوٹیوب پر تعلیمی چینلز دنیا بھر میں مقبول ہیں۔ یوٹیوب پر پاکستانی علماء اور اسلامی ادارے اپنے چینلز کے ذریعے دینی تعلیمات فراہم کر رہے ہیں۔ ان چینلز پر اسلامی موضوعات، قرآن کی تفسیر، اور احادیث کی وضاحت پر مبنی ویڈیوز دستیاب ہیں۔ Mufti Menk Official، مفتی اسماعیل مینک کا چینل بہت مشہور ہے، جس میں ان کے مختلف دینی لیکچرز اور خطبات دستیاب ہیں[1]۔ Mufti Tariq Masood، مفتی طارق مسعود کا چینل پاکستان میں بہت مقبول ہے، جہاں وہ شادی، طلاق، زکوۃ، اور دیگر فقہی مسائل پر بات کرتے ہیں[2]۔

موبائل ایپس کے ذریعے تعلیم

تعلیمی موبائل ایپس نے تعلیم کو ہر فرد کی پہنچ میں کر دیا ہے۔ یہ ایپس طلباء کو ہر وقت اور ہر جگہ پڑھائی کا موقع فراہم کرتی ہیں مثلاً Duolingo مختلف زبانوں کو دلچسپ انداز سے سیکھنے کے لیے بہترین موبائل ایپ ہے[3]۔ Byju's ہندوستان کی ایک مشہور تعلیمی ایپ جو مختلف موضوعات پر کورسز پیش کرتی ہے[4]۔ Google

(1)https://muftimenk.com
(2)https://www.youtube.com/c/MuftiTariqMasoodSpeeches
(3)-https://www.duolingo.com/info
(4)-https://www.coursehero.com/file/75965947/BYJUSdocx

Classroom، اساتذہ اور طلباء کے درمیان رابطے کا بہترین ذریعہ، جس کے ذریعے اساتذہ ہوم ورک دے سکتے ہیں اور طلباء اسائنمنٹس جمع کرا سکتے ہیں[1]۔

پاکستان میں کئی موبائل ایپس موجود ہیں جو قرآن پاک کی تعلیم، اسلامی معلومات، اور نماز سیکھنے کے حوالے سے کام کر رہی ہیں۔ ان ایپس کی مدد سے لوگ کہیں بھی دینی تعلیم حاصل کر سکتے ہیں مثلاً Taleem-ul-Quran ایک ایسی ایپ ہے جس کے ذریعے لوگ قرآن پاک کی تجوید اور ترجمہ سیکھ سکتے ہیں[2]۔ Quran Majeed App ایک ایسی مقبول ایپ ہے جو قرآن پاک کی تلاوت، ترجمہ، اور تفسیر کی سہولت فراہم کرتی ہے[3]۔Prayer Times & Qibla ایپ کے ذریعے لوگ نماز کے اوقات اور قبلہ رخ کا تعین کر سکتے ہیں، اور ساتھ ہی دینی معلومات بھی حاصل کر سکتے ہیں[4]۔

آن لائن کلاسز

آن لائن کلاسز کے ذریعے تعلیمی سرگرمیاں جاری رکھی جا سکتی ہیں، جس میں Zoom, Google Meet, Microsoft Teams, Facebook Live جیسے پلیٹ فارم اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ آن لائن تعلیمی پلیٹ فارمز نے دنیا بھر میں تعلیم کے طریقے کو بدل کر رکھ دیا ہے۔ ان پلیٹ فارمز پر مختلف موضوعات پر کورسز دستیاب ہوتے ہیں جو طلباء کو اپنی رفتار سے سیکھنے کی سہولت فراہم کرتے ہیں۔ معروف آن لائن پلیٹ فارمز میں شامل ہیں:Coursera پلیٹ فارم پر دنیا کی بہترین یونیورسٹیوں کے آن لائن کورسز دستیاب ہیں[5]۔ MITHarvard سمیت دیگر اداروں کے تعلیمی کورسز اس پلیٹ فارم پر فراہم کیے جاتے ہیں[6]۔

Khan Academy یہ طلباء کو مختلف موضوعات پر مفت ویڈیو لیکچرز فراہم کرتا ہے[7]۔ویڈیو کانفرنسنگ سافٹ ویئر جیسے Zoom, Microsoft Teams, اور Google Meet نے آن لائن کلاسوں اور تعلیمی سیشنز کو ممکن بنایا ہے۔ کورونا وبا کے دوران یہ ذرائع خاص طور پر مقبول ہوئے اور اب بھی تعلیمی ادارے ان کا بھرپور استعمال کر رہے ہیں[8]۔

پاکستان میں کئی اسلامی تنظیمیں اور مدارس جدید ذرائع ابلاغ کا استعمال کرتے ہوئے آن لائن دینی کورسز

---

(1)-https://developers.google.com/classroom/add-ons
(2)-https://play.google.com/store/apps/details?id=quran.taj.taleemulquran160&hl=en
(3)-https://play.google.com/store/apps/details?id=com.pakdata.QuranMajeed&hl=en
(4)-https://play.google.com/store/apps/details?id=com.reworewo.prayertimes&hl=en
(5)-https://www.coursera.org/articles/what-is-coursera
(6)-https://pll.harvard.edu/catalog
(7)-https://www.khanacademy.org/about
(8)-https://inspace.chat/what-is-the-importance-of-video-conferencing-in-education

فراہم کر رہے ہیں۔ یہ پلیٹ فارمز لوگوں کو قرآن، حدیث، فقہ، اور دیگر اسلامی علوم کی تعلیم دیتے ہیں، مثلاً Al Huda International، ڈاکٹر فرحت ہاشمی کی تنظیم آن لائن کلاسز اور کورسز فراہم کرتی ہے، جو خواتین اور بچوں کے لیے خصوصی طور پر ڈیزائن کیے گئے ہیں۔ اس پلیٹ فارم پر قرآن کی تفسیر، حدیث، اور اسلامی احکام کی تعلیم دی جاتی ہے[1]۔ Bayyinah TV، اس پلیٹ فارم پر نعمان علی خان قرآن کی تفسیر اور اسلامی تعلیمات پر ویڈیوز اور لیکچرز فراہم کرتے ہیں[2]۔ Islamic Online University (IOU)۔ ڈاکٹر بلال فلپس کی قیادت میں چلنے والی یہ یونیورسٹی بین الاقوامی سطح پر آن لائن دینی تعلیم فراہم کرتی ہے[3] اور پاکستان سے بھی ہزاروں طلباء یہاں سے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ پاکستان میں کئی مدارس اور تعلیمی ادارے آن لائن دینی تعلیم فراہم کر رہے ہیں، جن کے ذریعے لوگ اپنی مصروفیات کے باوجود دینی تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔ Jamia Binoria International ادارہ آن لائن قرآن، حدیث، اور فقہ کی کلاسز پیش کرتا ہے، جس میں دنیا بھر سے طلباء شامل ہوتے ہیں[4]۔ Tanzeem-ul-Madaris نے بھی جدید ذرائع ابلاغ کا استعمال کرتے ہوئے دینی علوم کی تعلیم آن لائن فراہم کرنی شروع کی ہے[5]۔

ڈیجیٹل لائبریریاں اور ای بکس

ڈیجیٹل لائبریریوں اور ای بکس کے ذریعے طلباء کو لاکھوں کتابوں، مضامین اور تحقیقی مواد تک رسائی حاصل ہو چکی ہے۔ کچھ اہم ذرائع یہ ہیں: Google Books پر لاکھوں کتابیں ڈیجیٹل فارمیٹ میں دستیاب ہیں[6]۔ Project Gutenberg پر ہزاروں مفت ای بکس فراہم کرنے والی ڈیجیٹل لائبریری[7]۔ JSTOR تحقیقی مقالوں اور علمی مواد کا بڑا ذخیرہ، جسے طلباء استعمال کر سکتے ہیں[8]۔

تعلیمی کمیونٹیز کی تشکیل

Facebook Groups, WhatsApp Groups, Reddit, Discord کے ذریعے ایسے تعلیمی گروپس اور فورمز تشکیل پاتے ہیں جہاں طلباء اور اساتذہ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کر سکتے ہیں۔

---

(1)-https://alhudaonline.org/about
(2)-https://bayyinahtv.com
(3)-https://iou.edu.gm/about-iou
(4)-https://binoria.org/introduction
(5)-https://tanzeemulmadaris.com
(6)-https://books.google.com/googlebooks/about/index.html
(7)-https://www.gutenberg.org/about
(8)-https://www.gutenberg.org/about https://about.jstor.org

فوری معلومات کا تبادلہ

WhatsApp, Telegram, Twitter, Instagram کی مدد سے اساتذہ طلباء کو فوری طور پر اہم معلومات، نوٹس، اور اعلانات فراہم کر سکتے ہیں۔

تعلیمی مشاورت اور رہنمائی

LinkedIn, Facebook, Quora کے ذریعے والدین اور طلباء تعلیمی مشاورت اور رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔

تخلیقی صلاحیتوں کی ترقی

Instagram, Pinterest, TikTok, YouTube طلباء اپنے تخلیقی کاموں کو شیئر کر سکتے ہیں، جس سے ان کی صلاحیتوں کو فروغ ملتا ہے۔

عالمی تعلیمی رجحانات سے آگاہی

Twitter, LinkedIn, Medium کے توسط سے طلباء اور اساتذہ عالمی تعلیمی رجحانات اور نئے تعلیمی طریقوں سے آگاہ ہو سکتے ہیں۔

تعلیمی پروجیکٹس اور سرگرمیوں کا اشتراک

Facebook, Instagram, YouTube, SlideShare وہ پلیٹ فارمز ہیں جہاں طلباء اپنے تعلیمی پروجیکٹس اور سرگرمیوں کو شیئر کر سکتے ہیں، جس سے دوسروں کو بھی فائدہ ہوتا ہے۔

والدین کی شمولیت

WhatsApp, Facebook Groups, ClassDojo وہ پلیٹ فارمز ہیں جہاں والدین بچوں کی تعلیمی سرگرمیوں میں بہتر طور پر شامل ہو سکتے ہیں اور ان کی ترقی پر نظر رکھ سکتے ہیں۔

تعلیمی تحقیق اور تجزیہ

سوشل میڈیا پر دستیاب ڈیٹا اور تحقیقی مواد کے ذریعے طلباء اور اساتذہ نئے تعلیمی تجزیے اور تحقیق کر سکتے ہیں، اس کام کے لئے ResearchGate, Academia.edu, Google Scholar, Twitter بہترین پلیٹ فارمز ہیں۔

ورچوئل رئیلیٹی(VR)اور ایگمنٹڈ رئیلیٹی(AR)کا استعمال

جدید تعلیم میں ورچوئل رئیلیٹی اور ایگمنٹڈ رئیلیٹی کا استعمال بھی بڑھ رہا ہے۔ اس ٹیکنالوجی کی مدد سے طلباء کو عملی تجربے کا موقع ملتا ہے، جیسے کہ سائنس لیبز یا تاریخی مقامات کا ورچوئل دورہ[1]۔

ای لرننگ مینجمنٹ سسٹمز(LMS)

بہت سے تعلیمی ادارے LMS (Learning Management Systems) کا استعمال کر رہے ہیں جن کے ذریعے تعلیمی مواد کو منظم کیا جاتا ہے، کلاسز کا شیڈول بنتا ہے، اور اسائنمنٹس کو منظم کیا جاتا ہے۔ مشہور LMS پلیٹ فارمز میں Moodle، Blackboard، اور Canvas شامل ہیں[2]۔

تعلیمی گیمز اور انٹر ایکٹو سافٹ ویئر

تعلیمی گیمز اور انٹر ایکٹو سافٹ ویئر طلباء کو تفریحی انداز میں سیکھنے کا موقع دیتے ہیں۔ جیسے Minecraft Education Edition ایک ایسا سافٹ ویئر ہے جو بچوں کو سائنس، تاریخ، اور ریاضی سکھانے کے لیے استعمال ہونے والی گیم ہے[3]۔ Kahoot ایک ایسی گیم ہے جو کوئز کی شکل میں سیکھنے کا ایک دلچسپ اور انٹر ایکٹو طریقہ ہے[4]۔

موکس(MOOCs)

MOOCs (Massive Open Online Courses) بڑے پیمانے پر آن لائن تعلیم فراہم کرنے کا ایک ذریعہ ہیں، جہاں لاکھوں طلباء بیک وقت تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ کورسز دنیا بھر میں مقبول ہیں اور اکثر اوقات مفت فراہم کیے جاتے ہیں[5]۔

ویبینارز(Webinars)اور ٹیبل ٹاکس(Table Talks)

ڈیجیٹل مواصلات کے اس جدید دور میں، ویبینارز اور ٹیبل ٹاکس علم کے تبادلے، پیشہ ورانہ ترقی، اور سماجی روابط کے لیے اہم ذرائع بن چکے ہیں۔ ویبینارز، جو کہ آن لائن سیمینار ہوتے ہیں، مختلف جغرافیائی پس منظر رکھنے والے شرکاء کو سیکھنے اور جڑنے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ دوسری جانب، ٹیبل ٹاکس ایک منظم لیکن غیر رسمی مباحثہ ہوتا ہے جو مختلف موضوعات پر تبادلہ خیال اور مکالمے کو فروغ دیتا ہے۔ یہ تحقیقی مضمون تعلیمی، کاروباری اور سماجی

(1)-https://www.princetonreview.com/ai-education/vr-and-ar
(2)-https://www.techtarget.com/searchcio/definition/learning-management-system
(3)-https://education.minecraft.net/en-us/discover/what-is-minecraft
(4)-https://kahoot.com/blog/2021/05/19/kahoot-plus-make-learning-awesome-entire-family
(5)-https://www.mooc.org

تناظر میں ویبینارز اور ٹیبل ٹاکس کی اہمیت، فوائد، چیلنجز، اور مستقبل کے امکانات پر روشنی ڈالتا ہے۔ ٹیکنالوجی میں ترقی اور دور دراز مواصلات پر بڑھتے ہوئے انحصار کے ساتھ، ویبینارز تعلیم، کاروبار اور پیشہ ورانہ تربیت میں نمایاں حیثیت حاصل کر چکے ہیں۔ ان کی مقبولیت کی وجوہات درج ذیل ہیں:

رسائی میں آسانی: ویبینارز جغرافیائی رکاوٹوں کو توڑ کر عالمی سطح پر شرکت کو ممکن بناتے ہیں[1]۔

کم لاگت: سفری اخراجات اور رہائش کے مسائل ختم ہو جاتے ہیں، جس سے علم کا تبادلہ مزید سستا ہو جاتا ہے۔

لچکدار طریقہ کار: شرکاء اپنی پسندیدہ جگہ سے سیشن میں شامل ہو سکتے ہیں، جس سے ان کے لیے آسانی پیدا ہوتی ہے۔

تفاعلی خصوصیات: سوال وجواب، پولز، اور لائیو چیٹ جیسی خصوصیات شرکاء کی دلچسپی بڑھاتی ہیں،۔-COVID-19 وبا کے دوران، تعلیمی اداروں اور کاروباری تنظیموں نے ویبینارز کو بنیادی مواصلاتی اور تربیتی ذریعہ بنالیا تھا[2]۔

ٹیبل ٹاکس کا علمی مکالمے میں کردار

ٹیبل ٹاکس تعلیمی، پیشہ ورانہ، اور سماجی سطح پر مفید اور فکر انگیز مباحثے کے مواقع فراہم کرتے ہیں۔ ویبینارز کے برعکس، جو عام طور پر لیکچر پر مبنی ہوتے ہیں، ٹیبل ٹاکس مکالمے، مناظرے، اور اجتماعی غور وفکر کو فروغ دیتے ہیں۔ ان کی اہمیت درج ذیل ہے:

آزاد مکالمے کی حوصلہ افزائی: شرکاء رسمی حدود کے بغیر اپنے خیالات کا تبادلہ کر سکتے ہیں۔

تنقیدی سوچ کی ترویج: مباحثے اکثر مسائل کے حل اور علم میں وسعت پر مرکوز ہوتے ہیں۔

سماجی اور پیشہ ورانہ نیٹ ورکنگ: شرکاء کو نئے خیالات اور مواقع سے روشناس ہونے کا موقع ملتا ہے۔

اعتماد اور ابلاغی مہارت میں اضافہ: شرکاء اپنی بات موثر انداز میں کہنے کی مہارت حاصل کرتے ہیں۔

چیلنجز اور محدودات

اگرچہ ویبینارز اور ٹیبل ٹاکس کے کئی فوائد ہیں، تاہم اس کے چند منفی پہلو بھی ہیں؛

تکنیکی مسائل: انٹرنیٹ کنیکٹیویٹی کے مسائل سیشن کی روانی کو متاثر کر سکتے ہیں۔

ذاتی ملاقات کی کمی: سامعین کے ساتھ براہ راست تعلق کا فقدان سیکھنے کے اثر کو کم کر سکتا ہے۔

توجہ کی کمی: گھریلو یا دفتری ماحول میں شریک افراد آسانی سے دیگر سرگرمیوں میں مصروف ہو سکتے ہیں۔

محدود رسائی: اکثر مخصوص گروہوں تک محدود رہتے ہیں۔

وقت کی پابندی: شرکاء کے لیے متفقہ وقت طے کرنا مشکل ہو سکتا ہے۔

---

(1)-Anderson, J. The Rise of Webinars in Online Education. Oxford University Press, (2020).
(2)-UNESCO, Education and Digital Transformation during COVID-19, (2020).

مباحثے میں عدم توازن: بعض اوقات کچھ افراد زیادہ بولتے ہیں اور دیگر شرکاء کے خیالات نظرانداز ہو جاتے ہیں۔

جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ ویبینارز اور ٹیبل ٹاکس کو یکجا کر کے علم کے تبادلے کو مزید موثر بنانے کے لئے ذیل کے اقدامات کی ضرورت ہے؛

ہائبرڈ ایونٹس: آن لائن اور آف لائن سیشنز کا امتزاج زیادہ لوگوں کو شامل کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔

مصنوعی ذہانت اور ورچوئل ریئلٹی (VR) کا استعمال: ان ٹیکنالوجیز کے ذریعے مباحثے کو مزید دلچسپ اور انٹرایکٹو بنایا جا سکتا ہے۔

ذاتی نوعیت کے سیکھنے کے پلیٹ فارمز: AI کی مدد سے صارفین کے رجحانات کے مطابق موضوعات تجویز کیے جا سکتے ہیں۔

ویبینارز اور ٹیبل ٹاکس جدید تعلیم، کاروبار، اور فکری مکالمے میں کلیدی کردار ادا کر رہے ہیں۔ جہاں ویبینارز بڑے پیمانے پر رسائی اور آسانی فراہم کرتے ہیں، وہیں ٹیبل ٹاکس گہرائی اور مکالمے کے مواقع مہیا کرتے ہیں۔ اگر ان چیلنجز پر قابو پایا جائے اور جدید تکنیکی حل متعارف کرائے جائیں، تو یہ ذرائع مستقبل میں علم کے تبادلے اور فکری ترقی کے لیے مزید مؤثر ثابت ہو سکتے ہیں۔

جدید ذرائع ابلاغ کا تعلیمی و تربیتی شماریاتی جائزہ

طلباء کی تعلیمی معلومات تک فوری رسائی

سوشل میڈیا نے تعلیمی میدان میں انقلاب برپا کر دیا ہے۔ طلباء اب مختلف آن لائن پلیٹ فارمز (مثلاً YouTube، Coursera، Khan Academy) پر موضوعاتی ویڈیوز، لیکچرز، ریسرچ پیپرز اور دیگر مواد تک بآسانی رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس سہولت نے طلباء کی خود سیکھنے کی صلاحیت کو بڑھایا ہے اور انہیں اپنی پسند کے مطابق اضافی مواد تلاش کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ Pew Research Center کی رپورٹ کے مطابق دنیا بھر میں 75 فی صد طلباء سوشل میڈیا کو تعلیمی مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں[1]۔ Family Online Safety Institute (FOSI) کے 2024 کے ایک سروے نے بھی اس کی تصدیق کی ہے[2]۔ Profiletree کے شماریاتی جائزے کے مطابق کالج لیول کے 90 فی صد طالبعلم سوشل میڈیا کو تعلیمی مقاصد کے لئے استعمال کرتے

(1)-https://www.pewresearch.org/ Report 2022
(2)-https://www.fosi.org/

ہیں[1]۔ بچوں کی تعلیم و تربیت میں میڈیا اب صرف تفریح کا ذریعہ نہیں بلکہ ایک مؤثر تعلیمی آلہ بن چکا ہے۔ تعلیمی کارٹون، اسلامی پروگرام، سائنسی چینلز اور آن لائن اخلاقی دروس کے ذریعے بچوں میں علم، شعور اور اخلاقی قدروں کو پروان چڑھایا جا سکتا ہے۔ اگر والدین اور اساتذہ میڈیا کے مثبت استعمال کی رہنمائی کریں تو یہ بچوں کی شخصیت سازی میں مؤثر کردار ادا کرتا ہے[2]۔ UNESCO کی رپورٹ میں بھی واضح کیا گیا کہ تعلیمی میڈیا پروگرامز، خاص طور پر کم عمر طلبہ میں تعلیمی دلچسپی اور اخلاقی قدروں کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں[3]۔

اساتذہ کے لیے تدریسی طریقوں میں جدت

سوشل میڈیا نے اساتذہ کے لیے تدریسی طریقوں میں وسعت پیدا کی ہے۔ اساتذہ جدید تدریسی ماڈلز، آن لائن سیمینارز، اور بین الاقوامی ماہرین کی رہنمائی سے مستفید ہوتے ہیں۔ بلاگز، ویڈیوز، اور فورمز کی مدد سے اساتذہ اپنی تدریسی مہارت کو بہتر کرتے ہیں اور سیکھنے کا عمل مزید مؤثر بناتے ہیں۔UNESCO کی رپورٹ کے مطابق 68 فی صد اساتذہ اپنی تدریسی استعداد بڑھانے کے لیے سوشل میڈیا استعمال کرتے ہیں[4]۔

والدین کی تعلیمی عمل میں شمولیت

سوشل میڈیا نے والدین کو تعلیمی عمل میں براہ راست شامل ہونے کا موقع فراہم کیا ہے۔ اسکولز اور تعلیمی ادارے والدین کے ساتھ واٹس ایپ گروپس، فیس بک پیجز، اور دیگر چینلز کے ذریعے رابطے میں رہتے ہیں۔ اس سے والدین کو بچوں کی تعلیمی کارکردگی، اسائنمنٹس اور کلاس شیڈول کے بارے میں فوری آگاہی حاصل ہوتی ہے۔National PTA کی رپورٹ کے مطابق ساٹھ (60) فی صد والدین سوشل میڈیا کے ذریعے بچوں کی تعلیمی سرگرمیوں میں شریک ہوتے ہیں[5]۔

والدین و اساتذہ کے مابین ذرائع ابلاغ کے ذریعے تعلیمی اشتراک

ماضی میں والدین اور اساتذہ کے درمیان رابطہ محدود اور غیر مؤثر ہوتا تھا، جس کے نتیجے میں بچے کی تعلیمی کارکردگی اور تربیت کے سلسلے میں خلیج پیدا ہو جاتی تھی۔ جدید ذرائع ابلاغ نے اس خلا کو پُر کیا ہے[6]۔ واٹس ایپ گروپس، گوگل کلاس روم، زوم میٹنگز اور دیگر سوشل میڈیا پلیٹ فارمز کے ذریعے والدین اور اساتذہ لمحہ بہ لمحہ رابطے میں رہ سکتے ہیں۔ ایک تحقیق کے مطابق، والدین اور اساتذہ کے درمیان آن لائن رابطے کی بدولت طلبہ کی تعلیمی

---

(1)-https://profiletree.com/social-media-and-education-exploring-statistics

(2)۔ احمد، ڈاکٹر فضل الرحمن۔ تعلیم و ذرائع ابلاغ: ایک تجزیاتی مطالعہ۔ لاہور: الفیصل ناشران، 2020، ص 113۔

(3)-UNESCO. The Impact of Media on Education Systems. Paris: UNESCO Publications, 2022, p 88

(4)-https://www.unesco.org/

(5)-https://www.pta.org/

(6)-Malik, S. Parent-Teacher Communication in the Digital Age. International Journal of Educational Research, 2023, p: 56-

کارکردگی میں 30 فی صد اضافہ دیکھا گیا ہے(1)۔ یہ ذریعہ تعلیمی ترقی، اخلاقی تربیت اور سماجی کردار پر مسلسل نظر رکھنے کا مؤثر ذریعہ بن چکا ہے۔ عمدہ تعلیم وتربیت کے لئے ضروری ہے کہ اساتذہ کا طلباء اور والدین سے مسلسل رابطے رہے، اس سے مسائل کا بروقت ادراک ہوتا ہے اور انہیں حل کرنے میں مدد ملتی ہے۔ بھارت میں "پریکشا پر چرچا" جیسے پروگرامز کے ذریعے طلبہ، اساتذہ اور والدین کے درمیان براہ راست مکالمہ ممکن ہوا ہے، جس سے تعلیمی مسائل پر تبادلہ خیال اور ان کے حل میں مدد ملی ہے(2)۔ جدید ذرائع ابلاغ کے استعمال کی وجہ سے اساتذہ کے طلباء اور والدین سے رابطے میں وسعت پیدا ہوئی ہے۔ اساتذہ سکول اوقات کے بعد بھی طلباء سے رابطے میں رہتے ہیں اور جو کمی دوران کلاس رہ گئی ہوتی ہے وہ اس رابطے کی بدولت دور ہو جاتی ہے۔ طلباء اور اساتذہ کے اس مستقل رابطے کی وجہ سے بچے مستقل تعلیم کے ساتھ منسلک رہتے ہیں۔ جدید ذرائع ابلاغ نے میں طلبہ، اساتذہ اور والدین کے درمیان رابطے کو بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ یونیسف کی رپورٹ کے مطابق کووڈ-19 کے دوران پاکستان میں تقریباً 60 فی صد اسکولوں نے آن لائن پلیٹ فارمز جیسے کہ Zoom، Google Classroom، اور WhatsApp کا استعمال کیا۔ اس رپورٹ کے مطابق شہری علاقوں میں والدین اور اساتذہ کے درمیان رابطے میں 70 فی صد تک اضافہ ہوا، جبکہ دیہی علاقوں میں یہ شرح کم تھی۔(3) ڈیجیٹل پاکستان کی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں آن لائن تعلیمی پلیٹ فارمز کے استعمال میں اضافہ ہوا ہے اور 50 فی صد سے زائد والدین نے واٹس ایپ گروپس کے ذریعے اساتذہ سے رابطہ کرنے کو آسان اور موثر پایا ہے۔(4) ڈاکٹر نعیم فاطمہ صاحبہ اپنے آرٹیکل میں اساتذہ اور طلباء کے باہمی رابطے میں جدید ذرائع ابلاغ کی شمولیت کے بارے بیان کرتی ہیں؛

> The findings revealed that technology, particularly messaging apps, significantly improved communication between students and faculty. The convenience andimmediacy provided by these platforms allowed for quicker interactions, fostering a more engaging educational environmen.(5)

نتائج سے یہ بات سامنے آئی کہ ٹیکنالوجی، خاص طور پر میسجنگ ایپس، نے طلباء اور فیکلٹی کے درمیان رابطے کو نمایاں طور پر بہتر بنایا ہے۔ ان پلیٹ فارمز کی وجہ سے ملنے والی سہولت اور فوری رابطے کی صلاحیت نے تیز تر رابطے کو ممکن بنایا، جس سے مصروف تعلیمی ماحول کو فروغ ملا ہے۔

---

(1)۔ صدیقی، پروفیسر انور۔ جدید تدریسی ذرائع اور نصاب تعلیم۔ کراچی: مکتبہ علم وحکمت، 2019، ص:92۔

(2)-https://pib.gov.in/PressReleasePage.aspx?PRID=2000491

(3)-https://www.unicef.org/pakistan/publications

(4)-https://moib.gov.pk/Downloads/Policy/digital_pakistan_policy

(5)-Dr Naeem Fatima,Dr Humera Faraz,Amna, evaluating the role of technology in enhancing teacher-student communication in pakistani universities, Journal of Applied Linguistics and TESOL (JALT) Vol.7 No.4 (2024).

مجموعی طور پر، جدید ذرائع ابلاغ نے پاکستان میں طلباء، اساتذہ اور والدین کے درمیان رابطے کو آسان اور موثر بنایا ہے۔

تعلیمی نصاب میں جدید رجحانات کی شمولیت

سوشل میڈیا کے ذریعے نصاب ساز اداروں کو جدید معاشرتی اور سائنسی رجحانات تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔ اس سے وہ طلباء کی دلچسپی کے مطابق نصاب میں ترمیم اور بہتری کرتے ہیں، تاکہ وہ عملی زندگی میں مزید کامیاب ہوں۔American Educational Research Association کی رپورٹ کے مطابق پچپن(55) فی صد ادارے سوشل میڈیا مواد کی مدد سے نصاب اپڈیٹ کرتے ہیں[1]۔ موجودہ دور میں تعلیمی نصاب کی تشکیل صرف کتابی مواد تک محدود نہیں رہی، بلکہ جدید ذرائع ابلاغ کی مدد سے ڈیجیٹل، بصری اور سمعی مواد نصاب کا حصہ بن چکا ہے۔ ویڈیوز، اینیمیشنز، انٹرایکٹو سافٹ ویئر اور تعلیمی ایپس نصاب میں شامل کر کے طلبہ کی دلچسپی اور فہم میں اضافہ کیا جا رہا ہے[2]۔ UNESCO کے مطابق، نصاب ساز ادارے تعلیمی رجحانات اور معاشرتی تقاضوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے میڈیا کے ذریعے موصول ہونے والی معلومات کو نصاب میں شامل کر رہے ہیں[3]۔ یہ رجحان نصاب کی ترقی اور جدت کا لازمی حصہ بن چکا ہے۔

طلباء کی تخلیقی صلاحیتوں کا فروغ

سوشل میڈیا طلباء کے لیے ایک تخلیقی پلیٹ فارم مہیا کرتا ہے، جہاں وہ اپنے تعلیمی پراجیکٹس، ویڈیوز، مضامین، اور پریزنٹیشنز پیش کر سکتے ہیں۔ اس سے نہ صرف ان کی خود اعتمادی میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ اُن کی تخلیقی سوچ بھی پروان چڑھتی ہے۔Common Sense Media کی رپورٹ کے مطابق بہتر(72) فی صد طلباء سوشل میڈیا پر تخلیقی سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں[4]۔ طلبہ آج روایتی کتابی تعلیم سے آگے بڑھ چکے ہیں اور ان کی تحقیق و تخلیق کا انحصار جدید ذرائع ابلاغ پر ہے۔ گوگل اسکالر، یوٹیوب تعلیمی چینلز، سائنسی بلاگز اور سوشل میڈیا فورمز تحقیق و تجزیہ کے بنیادی وسائل بن چکے ہیں[5]۔ UNESCO کی رپورٹ کے مطابق ڈیجیٹل ذرائع کے استعمال سے طلبہ کی تحقیقی اور تخلیقی صلاحیتوں میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے[6]۔ طلبہ اپنی تخلیقی سرگرمیوں، پروجیکٹس، پریزنٹیشنز اور مضمون نویسی میں انہی ذرائع سے استفادہ کرتے ہیں۔ طلباء کی تخلیقی صلاحیتوں کو فروغ دینا تعلیم کے اہم مقاصد میں

(1)-https://www.aera.net-

(2)۔ صدیقی، پروفیسر انور۔ جدید تدریسی ذرائع اور نصاب تعلیم۔ کراچی: مکتبہ علم و حکمت، 2019، ص:113۔

(3)- UNESCO. The Impact of Media on Education Systems. Paris: UNESCO Publications, 2022, p 112

(4)-https://www.commonsense.org/

(5)-Khan, M. A. Digital Media Literacy and Teacher Training. Journal of Modern Education, Vol. 15, Issue 4, 2021, p: 199-

(6)-UNESCO. The Impact of Media on Education Systems. Paris: UNESCO Publications, 2022, p 132

شامل ہے۔ تعلیم وتربیت مسلسل سیکھنے کا عمل ہے، سکول میں اساتذہ کے پاس وقت اور وسائل محدود ہوتے ہیں اس لئے وہ بچوں کو طے شدہ نصاب ہی پڑھا سکتے ہیں جبکہ دوسری طرف والدین کے پاس بھی اپنی جاب اور گھریلو مصروفیات کی وجہ سے اتنا وقت نہیں ہوتا اس لئے بچے کئی قسم کی مہارتوں کو سیکھ نہیں پاتے۔ ان حالات میں جدید ذرائع ابلاغ کسی نعمت سے کم نہیں ہیں۔ سوشل میڈیا اکثر مہارت کی ترقی اور تخلیقی صلاحیتوں کی حوصلہ افزائی میں مدد کرتا ہے۔ سوشل میڈیا طلباء کے لیے ایک تخلیقی پلیٹ فارم مہیا کرتا ہے، جہاں وہ اپنے تعلیمی پراجیکٹس، ویڈیوز، مضامین، اور پریزنٹیشنز پیش کر سکتے ہیں۔ اس سے نہ صرف ان کی خود اعتمادی میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ اُن کی تخلیقی سوچ بھی پروان چڑھتی ہے۔

محترم Daniela Rezende Vilarinho-Pereira[(1)] اپنے آرٹیکل میں لکھتے ہیں؛

students and teachers gain access to and participate in global digital communities, which provide opportunities for extending learning beyond the boundaries of a classroom .The possibility of students creating their own personal learning environment (PLE) can enrich learning and create a student-centered approach.[(2)]

"طلباء اور اساتذہ دونوں اب عالمی ڈیجیٹل کمیونٹیز سے جُڑ سکتے ہیں اور ان میں فعال طور پر حصہ لے سکتے ہیں۔ اس سے کلاس روم کی چار دیواری سے آگے بڑھ کر علم حاصل کرنے کے نئے راستے کھلتے ہیں۔ طلباء اگر اپنا ذاتی تعلیمی ماحول (PLE) خود ترتیب دیں تو نہ صرف علم میں اضافہ ہوتا ہے، بلکہ یہ طریقہ تعلیم کو طلباء کی ضروریات کے مطابق بھی ڈھال دیتا ہے۔"

بہت سے طلباء YouTube جیسے نئے ہنر کے پلیٹ فارم سیکھتے اور دریافت کرتے ہیں۔ یہ پلیٹ فارم ان کو مختلف موضوعات پر ٹیوٹوریل کورسز اور وسائل تلاش کرنے میں مدد کرتے ہیں، جیسے کوڈنگ، آرٹ، کھانا پکانا وغیرہ۔ سوشل میڈیا کی سب سے بڑی طاقت کئی موضوعات پر معلومات حاصل کرنا ہے۔ سوشل میڈیا سیکھنے کو بڑھانے کے لیے تعلیمی مواد اور خبروں کی ایک وسیع رینج تک رسائی فراہم کرتا ہے۔ لاکھوں طلباء نے انٹرنیٹ پر جوابات تلاش کر کے اپنے شکوک و شبہات کو دور کیا ہے۔ اس سے طلباء کو نئی مہارتیں سیکھنے، اپنی تخلیقات کا اشتراک کرنے، اور اسی طرح کی دلچسپی رکھنے والے دوسرے لوگوں کے ساتھ جڑنے میں بھی مدد ملتی ہے۔

---

(1)-Curriculum and Instruction, Purdue University, USA-

(2)-Vilarinho-Pereira, Daniela & Koehler, Adrie & Fleith, Denise. (2021). Understanding the Use of Social Media to Foster Student Creativity: A Systematic Literature Review. Creativity Theories – Research – Applications. 8. 124-147..

بچوں کی تعلیمی واخلاقی تربیت میں میڈیا کے کردار کی ناگزیریت

بچوں کی تعلیم وتربیت میں میڈیا اب صرف تفریح کا ذریعہ نہیں بلکہ ایک مؤثر تعلیمی آلہ بن چکا ہے۔ تعلیمی کارٹون، اسلامی پروگرام، سائنسی چینلز اور آن لائن اخلاقی دروس کے ذریعے بچوں میں علم، شعور اور اخلاقی قدروں کو پروان چڑھایا جا سکتا ہے۔ اگر والدین اور اساتذہ میڈیا کے مثبت استعمال کی رہنمائی کریں تو یہ بچوں کی شخصیت سازی میں مؤثر کردار ادا کرتا ہے[1]۔ UNESCO کی رپورٹ میں بھی واضح کیا گیا کہ تعلیمی میڈیا پروگرامز، خاص طور پر کم عمر طلبہ میں تعلیمی دلچسپی اور اخلاقی قدروں کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں[2]۔

اساتذہ کا عالمی تعلیمی برادری سے رابطہ

سوشل میڈیا نے دنیا بھر کے اساتذہ کو ایک دوسرے سے منسلک کیا ہے۔ مختلف تعلیمی گروپس اور فورمز پر وہ اپنے تجربات شیئر کرتے ہیں، نئی تدریسی تکنیکس سیکھتے ہیں، اور مشترکہ تعلیمی منصوبے بناتے ہیں۔ British Council کی تحقیق کے مطابق پینسٹھ (65) فی صد اساتذہ بین الاقوامی اساتذہ سے سوشل میڈیا کے ذریعے جُڑتے ہیں[3]۔ اساتذہ کی پیشہ ورانہ ترقی اور تدریسی صلاحیتوں کی بہتری کے لیے جدید ذرائع ابلاغ ناگزیر ہو چکے ہیں۔ ایک تحقیق کے مطابق، آن لائن کورسز، ویب نارز، تعلیمی ویڈیوز اور ڈیجیٹل لائبریریز اساتذہ کو نئے تدریسی طریقوں، نصاب کی تبدیلیوں اور تعلیمی رجحانات سے باخبر رکھتے ہیں[4]۔ اساتذہ کے لیے میڈیا لٹریسی اب ایک بنیادی ضرورت بن چکی ہے تاکہ وہ طلبہ کی رہنمائی جدید تقاضوں کے مطابق کر سکیں۔ اب تو صورتحال یہ ہے کہ میڈیا کے مثبت استعمال کے بغیر اساتذہ کی تدریسی کارکردگی میں جدت لانا مشکل ہے[5]۔

طلباء کے لیے لرننگ کمیونٹیز کی تشکیل

فیس بک، واٹس ایپ، اور ٹیلیگرام گروپس پر طلباء ہم جماعتوں اور اساتذہ کے ساتھ تعلیمی مباحثوں میں حصہ لیتے ہیں۔ یہ پلیٹ فارمز مشترکہ سیکھنے اور مسائل کے حل کا مؤثر ذریعہ ہیں۔ EdTech Magazine کی رپورٹ کے مطابق ستر (70) فی صد طلباء لرننگ گروپس کا حصہ ہیں[6]۔

والدین کے لیے تربیتی سیمینارز کی دستیابی

والدین آن لائن سیشنز، ویب نارز، اور ورکشاپس میں بآسانی شرکت کر سکتے ہیں، جہاں انہیں بچوں کی

---

(1)۔ احمد، ڈاکٹر فضل الرحمن۔ تعلیم وذرائع ابلاغ: ایک تجزیاتی مطالعہ۔ لاہور: الفیصل ناشران، 2020، ص 113۔

(2)-UNESCO. The Impact of Media on Education Systems. Paris: UNESCO Publications, 2022, p 88

(3)-https://www.britishcouncil.org/

(4)-Khan, M. A. Digital Media Literacy and Teacher Training. Journal of Modern Education, Vol. 15, Issue 4, 2021, p: 176-

(5)۔ احمد، ڈاکٹر فضل الرحمن۔ تعلیم وذرائع ابلاغ: ایک تجزیاتی مطالعہ۔ لاہور: الفیصل ناشران، 2020، ص 165۔

(6)-https://edtechmagazine.com/

تربیت، نفسیات، اور تعلیم میں معاونت سے متعلق رہنمائی دی جاتی ہے۔OECD کی تحقیق کے مطابق، اٹھاون (58) فی صد والدین نے سوشل میڈیا پر تربیتی سیشنز میں حصہ لیا[1]۔

تعلیمی نصاب میں ڈیجیٹل لٹریسی کی شمولیت

سوشل میڈیا کے بڑھتے ہوئے اثر کے پیش نظر، تعلیمی ادارے نصاب میں ڈیجیٹل لٹریسی، سائبر سیکیورٹی، اور آن لائن اخلاقیات جیسے موضوعات شامل کر رہے ہیں تا کہ طلباء باشعور ڈیجیٹل شہری بن سکیں۔UNESCO کی رپورٹ کے مطابق باون (52) فی صد ادارے نصاب میں ڈیجیٹل تعلیم شامل کر چکے ہیں[2]

اساتذہ اور طلباء کے درمیان مؤثر رابطہ

اساتذہ اور طلباء کے درمیان سوشل میڈیا پر براہِ راست رابطے کی سہولت نے تعلیمی مسائل کے فوری حل میں مدد دی ہے۔ کلاس روم کے باہر بھی طلباء اپنے اساتذہ سے سوالات کر سکتے ہیں۔eLearning Industry کی رپورٹ کے مطابق اَسّی (80) فی صد اساتذہ اور طلباء سوشل میڈیا کے ذریعے رابطے میں رہتے ہیں[3]۔

آن لائن لرننگ پلیٹ فارمز کا فروغ

سوشل میڈیا کے ذریعے آن لائن لرننگ پلیٹ فارمز جیسے Edmodo،Google Classroom، اور Microsoft Teams کا استعمال بڑھا ہے۔ طلباء اور اساتذہ دونوں کسی بھی وقت، کہیں سے بھی تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔Statista کی رپورٹ کے مطابق چونسٹھ (64) فی صد تعلیمی ادارے سوشل میڈیا کے ذریعے آن لائن پلیٹ فارمز استعمال کر رہے ہیں[4]۔

اساتذہ کی پیشہ ورانہ ترقی

اساتذہ کے لیے سوشل میڈیا پر تربیتی کورسز، ورکشاپس، اور ویبینارز دستیاب ہیں، جو ان کی پیشہ ورانہ ترقی میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔Education Week کی تحقیق کے مطابق باسٹھ (62) فی صد اساتذہ سوشل میڈیا پر آن لائن تربیت حاصل کرتے ہیں[5]۔

تعلیم میں باہمی تعاون کا رجحان

تعلیم و تربیت میں باہمی معاونت بہت اہمیت کی حامل ہے۔ طلباء میں سکول اوقات کے علاوہ بھی سیکھنے کا عمل جاری رہتا ہے تاہم باہمی رابطہ نہ ہونے کی وجہ سے وہ اس کا اشتراک نہیں کر سکتے۔ جدید ذرائع ابلاغ نے طلباء

---

(1)-https://www.oecd.org/
(2)-https://www.unesco.org/
(3)-https://elearningindustry.com/
(4)-https://www.statista.com/
(5)-https://www.edweek.org/

کے اس مسئلے کو حل کر دیا ہے۔ طلباء نے سوشل میڈیا پلیٹ فارمز کو تعلیمی مقاصد کے لیے موثر طریقے سے استعمال کیا ہے، جس سے ان کی تعلیمی کارکردگی اور باہمی تعاون میں بہتری آئی ہے۔Pew Research Center کی ایک رپورٹ کے مطابق، دنیا بھر میں 65 فی صد طلباء نے سوشل میڈیا کو تعلیمی معاونت کے لیے استعمال کیا۔ اس رپورٹ میں بتایا گیا کہ سوشل میڈیا نے طلباء کو باہم جڑنے اور تعلیمی مسائل حل کرنے میں مدد دی (1)۔

Unicfe-Pakistan کی کی ایک رپورٹ کے مطابق، کووڈ-19 کے دوران پاکستان میں 60 فی صد سے زائد طلباء نے سوشل میڈیا پلیٹ فارمز جیسے کہ واٹس ایپ اور فیس بک کو تعلیمی معاونت کے لیے استعمال کیا۔ اس رپورٹ میں بتایا گیا کہ طلباء نے ان پلیٹ فارمز کے ذریعے ایک دوسرے کی مدد کرتے ہوئے تعلیمی سرگرمیوں کو جاری رکھا(2) ۔

جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے طلباء نے باہمی تعلیمی معاونت سے ذیل کے فوائد حاصل کئے ہیں۔ طلباء نے واٹس ایپ، فیس بک گروپس، اور ٹیلی گرام جیسے پلیٹ فارمز پر کلاس روم گروپس بنائے ہیں، جہاں وہ لیکچرز، نوٹس، اور اہم اعلانات شیئر کرتے ہیں۔ سوشل میڈیا نے تعلیم میں تعاون اور اشتراک کو فروغ دیا ہے۔ طلباء، اساتذہ، اور والدین ایک ساتھ تعلیمی منصوبے، مقابلے اور مباحثے کرتے ہیں، جس سے سیکھنے کا عمل اجتماعی بن گیا ہے۔EdSurge کی تحقیق کے مطابق چھیاسٹھ (66) فی صد تعلیمی ادارے سوشل میڈیا کو تعاون کے لیے استعمال کرتے ہیں(3)۔

طلباء کے لیے کیریئر گائیڈنس اور رہنمائی

LinkedIn، Twitter، اور Facebook پر موجود مختلف ماہرین اور تعلیمی ادارے طلباء کو کیریئر پلاننگ، انٹرن شپ مواقع اور تعلیمی اسکالر شپس سے آگاہ کرتے ہیں، جس سے طلباء کی پیشہ ورانہ رہنمائی ہوتی ہے۔QS Global کے مطابق انسٹھ (59) فی صد طلباء سوشل میڈیا کے ذریعے کیریئر گائیڈنس حاصل کرتے ہیں(4)۔

نصاب کی تدریس میں انٹرایکٹو ٹولز کا استعمال

سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر اساتذہ انٹرایکٹو پولز، کوئزز، اور ویڈیو لیکچرز کے ذریعے نصاب کو دلچسپ اور طلباء کے لیے پرکشش بناتے ہیں، جس سے طلباء کی دلچسپی اور شمولیت بڑھتی ہے۔TeachThought کی رپورٹ کے مطابق اکہتر (71) فی صد اساتذہ تدریس میں سوشل میڈیا انٹرایکٹو ٹولز استعمال کرتے ہیں(5)۔

(1)-https://www.pewresearch.org/social+media+edu
(2)-https://www.unicef.org/pakistan/publications
(3)-https://www.edsurge.com/
(4)-https://www.qs.com/
(5)-https://www.teachthought.com/

فاصلاتی تعلیم کی سہولت

جدید ذرائع ابلاغ نے فاصلاتی تعلیم کو آسان کر دیا ہے معاشرے میں کافی افراد ایسے ہیں جو تعلیم کے خواہاں ہیں لیکن اپنی گھریلو اور پیشہ وارانہ مصروفیات کی وجہ سے روایتی تعلیمی اداروں میں حاضر نہیں ہو سکتے ان کے لئے جدید ذرائع ابلاغ نے تعلیم کے دروازے کھول دیئے ہیں اب مختلف معاملات میں مصروف افراد اہم یونیورسٹیوں میں آن لائن داخل ہو کر نہ صرف ماہرین کے لیکچرز سے مستفید ہو سکتے ہیں بلکہ آن لائن لائبریروں سے بھی استفادہ کر سکتے ہیں اور تعلیمی اسناد کے حصول میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ سوشل میڈیا میں ایسی تعلیمی سائٹس {Sites} اور ایپس {Apps} ہیں جو قبل از سکول {Pre-School} سے لیکر کالج لیول تک بچوں کو تعلیمی حوالے پیدا ہونے والی مشکلات کا نہ صرف حل دیتی ہیں بلکہ ایسے دلچسپ انداز میں سکھلاتی ہیں کہ بچے ان میں کھو کر رہ جاتے ہیں۔ کرونا کی وبا کے دوران سکولوں کی بندش، اور مدارس کی آئن لائن تدریس کیوجہ سوشل میڈیا اور بچوں کے تعلق میں نمایاں اضافہ ہوا ہے ،پاکستان میں کئے گئے ایک سروے کے مطابق سوشل میڈیا کی سہولت رکھنے والوں میں سے 47فی صد نے اسے تعلیمی معاونت میں استعمال کیا ہے۔[1]

(1)-COVID-19 in Pakistan: A Phone Survey to Assess Education, Economic, and Health-Related Outcomes (CGD Policy Paper No. 188 Published on October 2020).

امورِ تعلیم و تربیت پر جدید ذرائع ابلاغ کے مثبت اثرات

(جدول)

نمبر شمار	اثرات	فیصدی شرح(%)	حوالہ/ماخذ
1	طلباء کی تعلیمی معلومات تک رسائی	75%	Pew Research Center, 2022
2	اساتذہ کے تدریسی طریقوں کی جدت	68%	UNESCO, 2021
3	والدین کی شمولیت	60%	National PTA, 2020
4	نصاب میں جدید مواد	55%	AERA, 2021
5	طلباء کی تخلیقی صلاحیتیں	72%	Common Sense, 2022
6	عالمی تعلیمی برادری سے رابطہ	65%	British Council, 2021
7	طلباء کی لرننگ کمیونٹیز	70%	EdTech, 2022
8	والدین کی تربیتی ورکشاپس	58%	OECD, 2021
9	ڈیجیٹل لٹریسی کی شمولیت	52%	UNESCO, 2022
10	اساتذہ-طلباء مواصلات	80%	eLearning Industry, 2023
11	آن لائن لرننگ پلیٹ فارمز کا فروغ	64%	Statista, 2022
12	اساتذہ کی پیشہ ورانہ ترقی	62%	Education Week, 2021
13	تعلیم میں باہمی تعاون	66%	EdSurge, 2021
14	طلباء کے لیے کیریئر گائیڈنس	59%	QS, 2022
15	تدریسی عمل میں انٹرایکٹو ٹولز کا استعمال	71%	TeachThought, 2023

امورِ تعلیم وتربیت پر جدید ذرائع ابلاغ کے مثبت اثرات

(گراف)

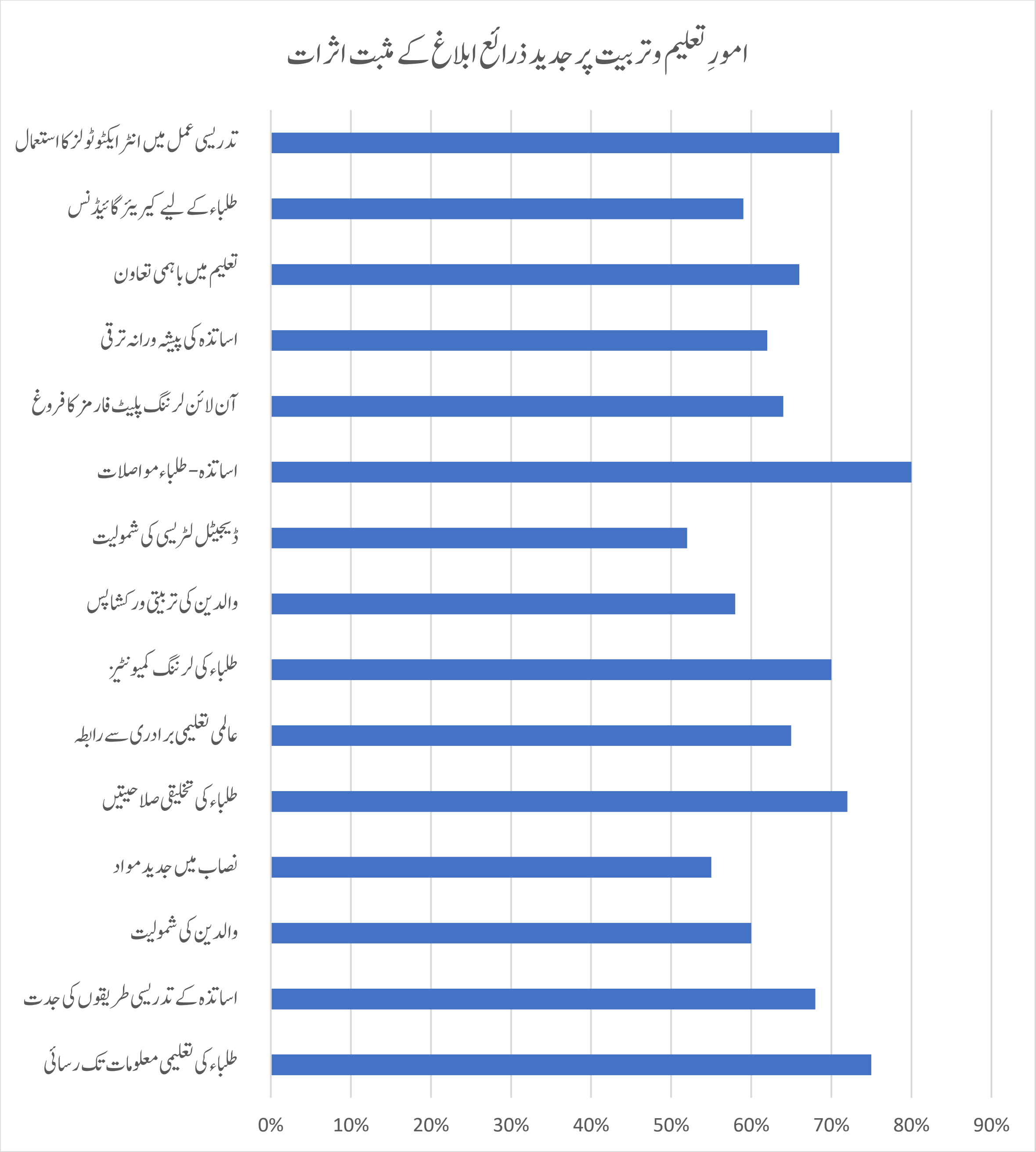

فصل سوم: جدید ذرائع ابلاغ کے منفی اثرات کا تجزیہ

تعلیم و تربیت انسان کی شخصیت سازی اور معاشرتی ترقی کا بنیادی ستون ہے۔ تاہم، جدید دور میں سوشل میڈیا جیسے ذرائع ابلاغ نے تعلیمی نظام کو نئے چیلنجز سے روشناس کرایا ہے۔ طلباء، اساتذہ، والدین، اور تعلیمی نصاب پر سوشل میڈیا کے اثرات کا جائزہ لینا انتہائی اہمیت کا حامل ہے، کیونکہ یہ اثرات صرف تعلیمی کارکردگی تک محدود نہیں بلکہ اخلاقی، دینی، جسمانی، اور نفسیاتی پہلوؤں کو بھی متاثر کرتے ہیں۔ سوشل میڈیا کے مثبت استعمال کے بے شمار فوائد ہیں، لیکن اس کا غیر متوازن اور غیر محتاط استعمال تعلیمی معیار کو گرانے، اخلاقی اقدار کو متزلزل کرنے، اور خاندانی و سماجی تعلقات کو کمزور کرنے کا باعث بن رہا ہے۔

جدید ذرائع ابلاغ بالخصوص سوشل میڈیا نے طلباء، اساتذہ، والدین اور تعلیمی نصاب پر کئی منفی اثرات مرتب کیے ہیں، جو تعلیمی، تربیتی اور دینی حوالے سے واضح طور پر محسوس کیے جاسکتے ہیں۔ تحقیقات کے مطابق، تقریباً ستر (70) فی صد طلباء، پچاس (50) فی صد والدین اور پینتالیس (45) فی صد اساتذہ سوشل میڈیا کے منفی اثرات سے کسی نہ کسی طور متاثر ہوئے ہیں[1]۔ ذیل میں ان اثرات کو تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے۔

مبحث اول: تعلیمی امور پر منفی اثرات(Negative effects on educational matters)

جدید ذرائع ابلاغ اور سوشل میڈیا نے خالص تعلیمی امور پر گہرے منفی اثرات ڈالے ہیں، جن میں تعلیمی معیار کی کمی، تحقیقی مزاج کی کمزوری، اور علمی استناد پر سوالیہ نشان شامل ہیں۔ سوشل میڈیا پر آسان اور مختصر معلومات کی دستیابی نے طلباء میں روایتی تعلیمی ذرائع جیسے کہ نصابی کتب، تحقیقی مقالات، اور حوالہ جاتی مواد کا مطالعہ کم کر دیا ہے، جس کے نتیجے میں تعلیمی گہرائی اور فکری وسعت متاثر ہو رہی ہے۔ مزید بر آں، آن لائن تعلیمی پلیٹ فارمز اور ویڈیوز کی سہولت کے باوجود، غیر مستند ذرائع سے حاصل کردہ معلومات کے عام ہونے سے تعلیمی سچائی اور علمی دیانت متاثر ہو رہی ہے، کیونکہ طلباء بغیر تحقیق کے ان ذرائع پر انحصار کرنے لگے ہیں۔ اس کے علاوہ، خود مطالعہ اور تجزیاتی مہارت کی بجائے طلباء زیادہ تر فوری حل اور خلاصے تلاش کرنے پر زور دینے لگے ہیں، جس سے ان کی تخلیقی اور تحقیقی صلاحیتیں متاثر ہو رہی ہیں۔ روایتی تعلیمی طریقوں جیسے تحریری مشق، تحقیق پر مبنی اسائنمنٹس، اور گہری مطالعہ کی عادت کی جگہ مختصر ویڈیوز اور سوشل میڈیا پوسٹس نے لے لی ہے، جس سے علمی و تحقیقی معیار میں بتدریج زوال آرہا ہے۔ اس صورتِ حال میں نہ صرف طلباء کی تعلیمی کارکردگی متاثر ہو رہی ہے بلکہ مستقبل میں حقیقی علمی ترقی اور اختراعات کے امکانات بھی کم ہو رہے ہیں۔ تعلیمی لحاظ سے دیکھا جائے تو سوشل میڈیا طلباء کی توجہ

---

(1).https://www.pewresearch.org/internet/2024/12/12/teens-social-media-and-technology-2024/

بٹانے، مطالعے کے وقت میں کمی اور امتحانی کارکردگی میں گراوٹ کا سبب بن رہا ہے۔ اخلاقی طور پر، طلباء اور اساتذہ میں وقت کا ضیاع، غیر اخلاقی مواد تک رسائی، اور بدزبانی کے رجحان میں اضافہ نوٹ کیا گیا ہے[1]۔

تعلیمی معیار کی گراوٹ (Decline in Educational Standards)

جدید ذرائع ابلاغ اور سوشل میڈیا نے تعلیمی معیار کو منفی اثرات مرتب کیے ہیں۔ طلباء روایتی تعلیمی ذرائع سے دور ہو رہے ہیں اور ان کا انحصار مختصر ویڈیوز، غیر مستند ویب سائٹس اور فوری جوابات پر بڑھ رہا ہے، جس کی وجہ سے تعلیمی معیار میں کمی آ رہی ہے۔ مطالعات سے پتہ چلتا ہے کہ مسلسل ڈیجیٹل مواد کا استعمال طلباء میں گہرے فہم اور تجزیاتی مہارت کی کمی کا باعث بن رہا ہے[2]۔ انٹرنیٹ پر موجود معلومات کی کثرت کے باعث طلباء اکثر غیر مصدقہ اور غلط معلومات کا شکار ہو جاتے ہیں، جو ان کی علمی ترقی میں رکاوٹ بنتی ہیں۔ ایک مطالعہ کے مطابق بیاسی (82) فی صد طلباء غیر مصدقہ آن لائن معلومات پر انحصار کرتے ہیں، جو ان کی تعلیمی کارکردگی پر منفی اثر ڈالتی ہے[3]۔ مزید بر آں، تعلیمی نصاب پر بھی یہ اثرات ظاہر ہو رہے ہیں، جیسے کہ نصاب میں روایتی اقدار کی بجائے ڈیجیٹل رجحانات کو زیادہ جگہ دینا، جس سے فکری اور تحقیقی صلاحیت کمزور ہو رہی ہے[4]۔ کئی جامعات اور تعلیمی ادارے اس امر پر تحقیق کر چکے ہیں کہ طلباء کا ستر (70) فی صد وقت سوشل میڈیا پر صرف ہونا ان کی علمی استعداد پر منفی اثر ڈال رہا ہے۔ اسی طرح، "Effects of Social Media on Education: A Study" کے مصنف Dr. Shahid Javed کے مطابق، والدین کے ساٹھ (60) فی صد بچے تعلیمی وقت میں موبائل استعمال کے باعث کارکردگی کی کمی کا سامنا کرتے ہیں[5]۔

تحقیق اور تنقیدی سوچ کی کمی (Weakening of Research and Critical Thinking)

سوشل میڈیا نے طلباء کے تحقیقی رویے کو متاثر کیا ہے۔ وہ مستند اور حوالہ جاتی تحقیق کی بجائے فوری اور سطحی معلومات کو ترجیح دیتے ہیں، جس کی وجہ سے ان میں تجزیاتی اور منطقی سوچ کی کمی پیدا ہو رہی ہے۔ مختلف مطالعات اس بات کی تصدیق کرتی ہیں کہ انٹرنیٹ کے زیادہ استعمال سے تحقیق کی روایتی عادات کمزور ہو رہی ہیں اور لوگ صرف وہی معلومات قبول کرتے ہیں جو ان کے نظریات سے میل کھاتی ہیں[6]۔

---

(1).Dhiman, Bharat. "Ethical issues and challenges in social media: A current scenario." Global Media Journal 21, no. 62 (2023): 1-5.

(2)-Carr, N. (2010). The Shallows: What the Internet Is Doing to Our Brains. W. W. Norton & Company

(3)-https://csaa.wested.org/resource/evaluating-information-the-cornerstone-of-civic-online-reasoning/

(4)-Kuss, D.J., & Griffiths, M.D. (2017). Social Networking Sites and Addiction: Ten Lessons Learned

(5)-Shahid Javed. (2021). Effects of Social Media on Education: A Study. Karachi: Oxford Press

(6)-Sparrow, B., Liu, J., & Wegner, D. M. (2011). Google Effects on Memory: Cognitive Consequences of Having Information at Our Fingertips. Science, https://doi.org/10.1126/science.1207745

مطالعہ اور گہری سیکھنے کی عادت میں کمی(Decline in Reading and Deep Learning)

سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز پر زیادہ وقت گزارنے کی وجہ سے طلباء کے اندر نصابی اور غیر نصابی کتابیں پڑھنے کا رجحان کم ہو رہا ہے۔ اسکرین پر مختصر اور غیر مربوط معلومات پڑھنے کی عادت نے کتابوں کے تسلسل سے مطالعہ کرنے کی صلاحیت کو متاثر کیا ہے، جس کے نتیجے میں گہری سیکھنے (Deep Learning) کا عمل کمزور ہو چکا ہے۔ الیکٹرانک میڈیا کے زیادہ استعمال سے کتابیں پڑھنے کا رجحان کم ہو گیا ہے، جس سے طلباء کی تنقیدی سوچ اور گہری مطالعہ کی صلاحیت متاثر ہوئی ہے۔ National Endowment for the Arts کی ایک رپورٹ کے مطابق 18-24 سال کی عمر کے نوجوانوں میں کتابیں پڑھنے کا رجحان 2004 سے 2017 کے درمیان بیس (20) فی صد کم ہوا ہے[(1)]۔

تحریری اور تخلیقی صلاحیتوں کا زوال (Decline in Writing and Creativity)

طلباء کی تحریری اور تخلیقی صلاحیتیں بھی متاثر ہو رہی ہیں، کیونکہ وہ تفصیلی تحریر اور منظم انداز میں خیالات کے اظہار کے بجائے مختصر جملوں، چیٹ، میسیجز اور ایموجیز پر انحصار کرنے لگے ہیں۔ جدید ذرائع ابلاغ میں وسعت کی وجہ ہر فرد اس میں مواد شامل کر سکتا ہے اور دوسرے طرف مواد کی اشاعت سے پہلے اس کو معاشرتی اقدار کے تناظر اور علمی و ادبی بنیاد سے پرکھنے والا کوئی بااثر ادارہ بھی نہیں ہے اس لئے ہر صارف جو چاہے اور جس طرح چاہے پوسٹ کر دیتا ہے۔ اس کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ سوشل میڈیا پر جو تحریریں لکھی جاتی ہیں اکثر وہ دینی، ادبی اور اخلاقی معیار پر پورا نہیں اترتی۔ مختلف مطالعات اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ سوشل میڈیا پر مختصر اور غیر رسمی لکھنے کا رجحان تعلیمی تحریر کے معیار کو کم کر رہا ہے[(2)]

یادداشت پر انحصار میں کمی(Reduced Cognitive Load)

مصنوعی ذہانت اور سرچ انجنز کی سہولت کی وجہ سے لوگ اپنی یادداشت اور دماغی مشق کی بجائے معلومات فوراً تلاش کرنے کے عادی ہو جاتے ہیں۔ اس عادت سے مستقل علم ذخیرہ کرنے کی صلاحیت متاثر ہوتی ہے۔ جس طرح جدید سواریوں کے آنے کی وجہ سے لوگوں میں پیدل چلنے کی صلاحیت میں کمی آئی ہے ایسے ہی الیکٹرونک آلات نے لوگوں پر کافی اثرات مرتب کئے ہیں ان میں سے ایک یاداشت کی کمزوری ہے۔ جس بات کا علم نہیں ہوتا اسے فوراً گوگل سے تلاش کر لیا جاتا ہے اور ذہن میں یہ بات سما جاتی ہے کہ چونکہ انٹرنیٹ ہماری دسترس میں ہے لہذا یاد کرنے /رکھنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے اس سوچ کا نتیجہ ہے کہ سوشل میڈیا استعمال کرنے والے افراد کی نہ

---

(1).https://www.arts.gov/sites/default/files/ToRead.pdf-
(2).Crystal, D. (2008). Txtng: The Gr8 Db8. Oxford University Press-

صرف یاداشت کمزور ہو جاتی ہے بلکہ ذیل کے دماغی مسائل بھی پیدا ہوتے ہیں۔ ہر مسئلے کا فوری جواب AI اور سوشل میڈیا پر مل جانے سے لوگ تجزیہ، سوچنے، اور حفظ کرنے کی محنت نہیں کرتے، نتیجتاً دماغ کی نیورل پاتھ ویز کمزور پڑتی ہیں۔ فاسٹ مواد (ریلز، شارٹ ویڈیوز، مختصر تحریریں) کی بھرمار انسان کی توجہ اور ارتکاز کو چند سیکنڈز تک محدود کر دیتی ہے، جس سے طویل مدتی یادداشت متاثر ہوتی ہے۔ بے تحاشہ معلومات دماغ پر بوجھ ڈالتی ہیں، اور دماغ غیر ضروری معلومات کو چھانٹنے میں مصروف رہتا ہے، جس سے اہم معلومات محفوظ کرنے کی صلاحیت کم ہو جاتی ہے۔

طلباء کی توجہ میں کمی (Decreased Student Attention)

جدید ذرائع ابلاغ، خاص طور پر سوشل میڈیا، طلباء کی توجہ کو منتشر کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ مسلسل نوٹیفیکیشنز اور معلومات کی بھرمار سے طلباء کی تعلیمی کارکردگی متاثر ہوتی ہے۔ تحقیقات کے مطابق ساٹھ (60) فی صد طلباء سوشل میڈیا کے زیادہ استعمال کی وجہ سے توجہ مرکوز کرنے میں مشکلات کا سامنا کرتے ہیں[1]۔ اساتذہ کو بھی سوشل میڈیا پر زیادہ وقت گزارنے سے تدریسی سرگرمیوں پر توجہ مرکوز کرنے میں دشواری ہو سکتی ہے۔ تحقیقی جریدہ "Computers in Human Behavior" میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق، سوشل میڈیا کا استعمال توجہ کو منقسم کرتا ہے، جس سے پیشہ ورانہ کارکردگی متاثر ہوتی ہے[2]۔

اساتذہ اور طلباء کے علمی تعلق پر اثرات (Impact on Teacher-Student Academic Interaction)

جدید ذرائع ابلاغ نے اساتذہ اور طلباء کے علمی تعلق کو بھی متاثر کیا ہے۔ پہلے طلباء اساتذہ سے سوالات پوچھنے، رہنمائی لینے اور علمی مباحث میں حصہ لینے پر زور دیتے تھے، مگر اب وہ گوگل اور چیٹ جی پی ٹی جیسے ذرائع سے فوری جوابات حاصل کرنے کو ترجیح دیتے ہیں، جس سے علمی مکالمے اور استدلالی بحث کا کلچر کمزور ہو چکا ہے۔ مطالعات سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ سوشل میڈیا کے ذریعے اساتذہ اور طلباء کا تعلق زیادہ غیر رسمی ہو گیا ہے، جس کی وجہ سے تعلیمی ڈسپلن اور ربط متاثر ہوا ہے[3]

---

(1).https://www.sciencedirect.com/journal/computers-in-human-behavior
(2).https://www.pewresearch.org/internet/2018/08/22/how-teens-and-parents-navigate-screen-time-and-device-distractions/
(3).Selwyn, N. (2011). Education and Technology: Key Issues and Debates. Bloomsbury Publishing

مبحث دوم: ذاتی زندگی پر منفی اثرات (Negative effects on personal life)

جدید ذرائع ابلاغ اور سوشل میڈیا نے طلباء، والدین اور اساتذہ کی ذاتی زندگیوں پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں، جن میں ذہنی سکون کی کمی، مستقل دباؤ، اور ذاتی ترجیحات میں تبدیلی شامل ہیں۔ سوشل میڈیا کے حد سے زیادہ استعمال نے افراد کی توجہ منتشر کر دی ہے، جس کے نتیجے میں یکسوئی اور گہرے غور و فکر کی عادت متاثر ہو چکی ہے۔ طلباء کا تعلیمی مصروفیات سے دھیان ہٹ کر تفریحی اور غیر ضروری مشاغل کی طرف زیادہ ہو گیا ہے، جبکہ والدین اور اساتذہ بھی معلومات کے بے تحاشا بہاؤ میں الجھ کر اپنی ذاتی زندگی کے معاملات کو کم وقت دے رہے ہیں۔ نیند کی کمی، ڈیجیٹل اسکرین کے زیادہ استعمال سے جسمانی اور ذہنی تھکن، اور مسلسل آن لائن موجودگی کی وجہ سے وقت کا غیر مؤثر استعمال ایک عام مسئلہ بن چکا ہے۔ مزید بر آں، خود اعتمادی پر بھی منفی اثر پڑا ہے، کیونکہ لوگ اپنی زندگیوں کا موازنہ سوشل میڈیا پر پیش کی جانے والی غیر حقیقی تصویروں اور کامیابیوں سے کرنے لگے ہیں، جس سے عدم اطمینان اور ذہنی دباؤ میں اضافہ ہو رہا ہے۔

ذہنی سکون کی کمی (Lack of Mental Peace)

سوشل میڈیا کے مسلسل استعمال سے ذہنی سکون میں واضح کمی واقع ہو رہی ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق، 75٪ افراد جو روزانہ 3 گھنٹے سے زیادہ سوشل میڈیا استعمال کرتے ہیں، ذہنی بے چینی (Anxiety) اور مسلسل دباؤ (Stress) کا شکار پائے گئے[1]۔ یہ پلیٹ فارمز مستقل اطلاعات (Notifications) اور غیر حقیقی معیار زندگی کی نمائش کے ذریعے صارفین کے دماغ میں بے چینی پیدا کرتے ہیں، جس سے ذہنی سکون کم ہو جاتا ہے۔ سوشل میڈیا کے زیادہ استعمال سے تناؤ، اضطراب، تنہائی اور ڈپریشن جیسے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں[2]۔

توجہ اور یکسوئی میں کمی (Decreased Focus and Concentration)

ڈیجیٹل پلیٹ فارمز پر مسلسل مصروفیت سے انسان کی توجہ مرکوز رکھنے کی صلاحیت متاثر ہو رہی ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ، خاص طور پر سوشل میڈیا، توجہ کو منتشر کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ مسلسل نوٹیفیکیشنز اور معلومات کی بھرمار سے کام کی کارکردگی متاثر ہوتی ہے۔ ایک تحقیق میں بتایا گیا ہے کہ سوشل میڈیا استعمال کرنے

(1).Twenge, Jean M., Thomas E. Joiner, Megan L. Rogers, and Gabrielle N. Martin. "Increases in Depressive Symptoms, Suicide-Related Outcomes, and Suicide Rates Among U.S. Adolescents After 2010 and Links to Increased Social Media Use." Clinical Psychological Science 6, no. 1 (2018): 3-17.

(2).https://www.apa.org/, https://penntoday.upenn.edu/news/social-media-use-increases-depression-and-loneliness

والے ساٹھ (60) فی صد افراد کسی بھی علمی یا تخلیقی کام پر 15 منٹ سے زیادہ توجہ مرکوز نہیں رکھ سکتے[1]۔ اس کا نتیجہ تعلیمی اور پیشہ ورانہ کارکردگی میں کمی کی صورت میں سامنے آتا ہے۔

نیند اور صحت پر منفی اثرات (Negative Impact on Sleep and Health)

شریعت نے انسانی صحت کا بہت خیال رکھا ہے۔ کیونکہ انسانی جان کا تحفظ شریعت کا ایک اہم مقصد ہے ۔ اللہ تعالی نے انسانی صحت کے تحفظ کو مد نظر رکھتے ہوئے تمام ضرر رساں اشیاء کو حرام کر دیا جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ﴾[2] ۔ ترجمہ {اور (نبی ﷺ) ان کے لیے پاک چیزیں حلال اور ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے}۔ اس آیت میں آپ ﷺ کی ذمہ داریوں میں ایک اہم ذمہ داری انسانوں کو ناپاک چیزیں کھانے سے منع کرنا ہے تاکہ ان کی صحت محفوظ رہے۔ آپ ﷺ نے صحت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے

((نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ: الصِّحَّةُ وَالفَرَاغُ)) [3]

صحت اور فراغت، دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے متعلق لوگوں کی اکثریت غفلت میں ہے

جبکہ جدید ذرائع ابلاغ کی کثرت استعمال کی وجہ سے انسانی صحت کو خطرات لاحق ہوتے ہیں جس میں نیند کی کمی۔ بھوک کی کمی،، کھانے کے معمولات میں خرابی اور موٹاپے میں اضافہ وغیرہ شامل ہے سوشل میڈیا کا زیادہ استعمال انسانی صحت کے لئے بہت مضر ہے سوشل میڈیا ڈیوائسز کے مسلسل استعمال سے آنکھوں اور پٹھوں کے علاوہ انسانی ذہن پر اس کے اثرات کا دائرہ کار بہت وسیع ہے۔ ان ڈیوائسز کے رات کے وقت استعمال سے نہ صرف یہ کہ انسانی نیند کا نقصان ہوتا ہے بلکہ انسانی طبعیت میں بدمزگی اور مزاج میں چڑچڑاپن بھی پید ہو جاتا ہے۔ اسلامی تعلیمات نے انسان کی جسمانی صحت کے ساتھ ساتھ ذہنی سکون کا بھی خیال رکھا ہے اور ہر اس کام کو ناپسند کیا ہے جو انسانوں کے لئے کسی بھی حوالے سے نقصان دہ ہو۔

جدید ذرائع ابلاغ کے مسلسل اور کثرت استعمال کی وجہ سے انسانوں میں ذہنی اور نفسیاتی مسائل پیدا ہوتے ہیں جن میں انسانی طبعیت میں مسلسل بے چینی، تھکاوٹ، خود اعتمادی کی کمی، مزاج کا چڑاچڑاپن شامل ہے، انسانی شخصیت متاثر ہوتی ہے اور انسان کو دماغی امراض کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس میں یہ خوف بھی پیدا ہو جاتا ہے کہ کہیں

---

(1).Carr, Nicholas. The Shallows: What the Internet Is Doing to Our Brains. New York: W. W. Norton & Company, 2010.

(2)۔ الاعراف:157

(3)۔ بخاری، "الجامع الصحيح"، كتاب الرقاق، باب لا عيش إلا عيش الآخرة، ح6412

میرا تعلق دنیا سے منقطع نہ ہو جائے اس کہ لئے ہر وقت جدید ذرائع ابلاغ کے آلات کے ساتھ ہمیشہ منسلک رہنا/چیک کرتے رہنا اور یہ فکر لگی رہنا کہیں یہ ڈیوائس بند نہ ہو جائے،اس سے مختلف ذہنی و نفسیاتی مسائل پیدا ہوتے ہیں۔رات کو دیر تک سوشل میڈیا استعمال کرنے کے باعث نیند کی کمی ایک عام مسئلہ بن چکا ہے۔عالمی ادارہ صحت(WHO) کے مطابق نوے(90)فی صد نوجوان جورات کو موبائل یا لیپ ٹاپ استعمال کرتے ہیں، نیند کی کمی (Sleep Deprivation) کا شکار ہوتے ہیں، جس سے ان کی جسمانی اور ذہنی صحت متاثر ہوتی ہے[1]۔ سوشل میڈیا کا رات دیر تک استعمال نیند کے معیار کو متاثر کر سکتا ہے، جس سے اساتذہ کی صحت اور تدریسی صلاحیت پر منفی اثر پڑتا ہے۔National Sleep Foundation کے مطابق سوشل میڈیا کا غیر محتاط استعمال نیند کے شیڈول کو خراب کر سکتا ہے[2]۔ نیلی روشنی (Blue Light) اور دماغی متحرک ہونے کے باعث نیند کا معیار متاثر ہوتا ہے، جس سے دیگر ذہنی اور جسمانی مسائل جنم لیتے ہیں۔University of Pennsylvania کی ایک تحقیق کے مطابق، سوشل میڈیا کا کم استعمال کرنے والے افراد میں وقت کے بہتر انتظام کے ساتھ ساتھ ذہنی صحت بہتر پائی گئی[3]۔

جدید ذرائع ابلاغ نے معاشرے کے افراد کو اس قدر مصروف کر دیا ہے کہ پہلے جو وقت کھیل کے میدان میں گزارا جاتا تھا اب سکرین کی نظر ہونا شروع ہو گیا ہے اور اس کے نتیجے میں کھیل کے میدان میں گہما گہمی ختم ہو رہی ہے جس کا نقصان یہ ہو رہا ہے کہ آنے والی نسل مختلف جسمانی عوارض کا شکار ہو رہی ہے۔ آپ ﷺ نے جسمانی صحت کو خصوصی اہمیت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ((الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ)) [4] ترجمہ {کمزور مومن کے مقابلے میں طاقتور و توانا مومن اللہ کے ہاں زیادہ بہتر اور محبوب ہے۔} اس حدیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ قوت و توانائی کھیل کود اور بھاگ دوڑ اور ورزش کرنے سے حاصل ہوتی ہے، جسمانی طاقت سے کی اہمیت کا اندازہ طالوت کے قصے سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالی نے طالوت کا انتخاب میں اس کی جسمانی حیثیت کا خصوصی تذکرہ کیا۔[5]

---

(1)۔﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾، البقرہ:195، (اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو)

(2).Hartstein, Lauren E. et al," The impact of screen use on sleep health across the lifespan: A National Sleep Foundation consensus statemen", Sleep Health: Journal of the National Sleep Foundation, Volume 10, Issue 4, 373 - 384

(3).World Health Organization. "Impact of Screen Time on Sleep Patterns in Adolescents." WHO Report, 2021.

(4)۔ مُسلم،"المُسند الصحيح"، كتاب القدر، باب في الأمر بالقوة ،حدیث نمبر34،ریاض:دار السلام،طبع دوم 1421ھ

(5)۔﴿ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ﴾،البقرہ:247،(اللہ تعالیٰ نے اسی کو تم پر مقرر کیا ہے اور اسے علمی اور جسمانی برتری عطا فرمائی ہے)

تنہائی کا وبال(Violation of Personal Privacy)

تنہائی انسانی فطرت کے منافی ہے انسان کا لفظی معنی "مانوس ہونے والا" ہے اور اپنی اسی فطرت اور طبعی مزاج کی وجہ سے انسان دوسروں کے ساتھ مل جل رہنا پسند کرتا ہے اور جب بہت سے انسان باہم مل جل کر رہتے ہیں تو اس عمل کے نتیجے ہی میں "انسانی معاشرہ" وجود میں آتا ہے، تنہائی انسان کو نہ صرف وحشت کی طرف لے کر جاتی ہے بلکہ اس وجہ سے وہ ایسے جسمانی، نفسیاتی، اخلاقی اور روحانی امراض کا شکار ہوتا جو اس کے لئے انتہائی مہلک بھی ثابت ہو سکتے ہیں، جدید ذرائع ابلاغ کا ایک انتہائی خطرناک منفی گوشہ تنہائی کا وبال ہے جس کا اکثر سوشل میڈیا صارفین شکار ہیں، سوشل میڈیا استعمال کرنے والے افراد اس میں اتنے مگن ہو جاتے ہیں کہ اپنے اردگرد سے بالکل غافل ہو جاتے ہیں، دائیں بائیں کیا ہو رہا ہے، کون آرہا ہے کون جارہا ہے، دوست کہاں اور کس حال میں ہیں اس کو کوئی پروا نہیں ہوتی اور وہ بس اپنی دنیا میں مگن ہوتا ہے۔ سوشل میڈیا نے بظاہر لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب کر دیا ہے، مگر حقیقت میں یہ ان کے درمیان فاصلوں میں اضافہ کر رہا ہے۔ تحقیق کے مطابق پچاس(50) فیصد ایسے صارفین جو روزانہ 4 گھنٹے سے زیادہ وقت سوشل میڈیا پر گزارتے ہیں، وہ حقیقت میں تنہا ہوتے ہیں( )۔ورچوئل تعلقات حقیقی ملاقاتوں کی جگہ لے رہے ہیں، جس سے سماجی مہارتوں (Social Skills) میں کمی اور حقیقی دوستوں کے ساتھ وقت گزارنے کے رجحان میں کمی واقع ہو رہی ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ کی وجہ سے انسانوں کی تنہائی اس قدر اضافہ ہوہے وہ اس کے سحر کا شکار کر بھری مجلس میں تنہا ہو جاتے ہیں۔ عزیز و اقارب اور دوست احباب کی موجودگی میں بھی جدید ذرائع ابلاغ پر بے جا مصروف رہتے ہیں۔ یہ تنہائی نہ صرف انسان کے صحت کے لئے مضر ہے بلکہ اس کے سماجی تعلقات میں بھی دڑاڑ ڈالنے کے علاوہ گناہوں کی طرف مائل کرکے ضیاع ایمان کا بھی سبب ہے۔ تنہائی انسان کو گناہ پر ابھارتی ہے خصوصاً ان حالات میں جب گناہ ایک "کلک" کی دوری پر ہوں اور اسی میں اللہ کی طرف سے امتحان ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد گرامی ہے: ﴿لِيَعْلَمَ اللَّهُ مَنْ يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ﴾[1]،(تاکہ اللہ دیکھ لے کہ کون اس سے غیب میں ڈرتا ہے)، کیونکہ اللہ کا غائبانہ خوف ہی ایمان کی بنیاد ہے۔ اللہ نے قرآن مجید میں منافقوں کا تذکرہ کرتے ہوئے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ ان کی تنہائی بھی اللہ کے علم میں ہوتی ہے، ارشاد گرامی ہے:

﴿يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ مِنَ الْقَوْلِ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا﴾[2]

---

(1)۔المائدہ:94

(2)۔النساء:108

یہ لوگ انسانوں سے اپنی حرکات چھپا سکتے ہیں مگر خدا سے نہیں چھپا سکتے۔ وہ تو اس وقت بھی ان کے ساتھ ہوتا ہے جب یہ راتوں کو چھپ کر اس کی مرضی کے خلاف مشورے کرتے ہیں۔ ان کے سارے اعمال پر اللہ محیط ہے۔

اس آیت نے انسانوں کی تربیت کی ہے کہ انہیں ہر قسم کے حالات میں اللہ سے ڈرنا چاہیے۔ خلوت میں اگر انسان کے دل میں اللہ کا خوف نہیں ہو گا تو گناہوں کی طرف مائل ہونے کا زیادہ اندیشہ ہے۔

وقت کا غیر مؤثر استعمال (Inefficient Use of Time)

سوشل میڈیا میں ہر فرد کی دلچسپی کے حوالے سے اتنا مواد ہے کہ فرد جیسے ہی سوشل میڈیا میں داخل ہوتا ہے تو اس کی حالت اس انسان جیسی ہو جاتی ہے جو کسی تیز بہاؤ والے دریا میں گر چکا ہو اور اگر وہ ہمت سے کام نہ لے تو کہیں کا کہیں جا نکلے ایسے ہی سوشل میڈیا استعمال کرنے والا انسان اگر تربیت یافتہ نہ ہو تو اپنے کئی قیمتی گھنٹے اس کی نذر کر دیتا ہے دوسری طرف نے قرآن مجید میں اللہ تعالی نے مختلف اوقات کی قسموں[1] کا تذکرہ کرتے ہوئے وقت کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے اور یقیناً انسان کا وقت بہت قیمتی ہے اور اسے وہ غیر اہم کاموں میں بھی ضائع نہیں کر سکتا چہ جائیکہ کہ وہ ان قیمتی لمحات کو لغو کاموں میں ضائع کرے، اللہ تعالی نے قرآن مجید کے متعدد مقامات پر لغو کاموں سے اعراض اہل ایمان کے وصف[2] کے طور پر بیان کیا ہے اور آپ ﷺ نے بھی فضول کاموں سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا؛((مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ)) [3]۔ بیشک انسان کے اچھا مسلمان ہونے کی خوبی یہ ہے کہ وہ بے کار اور فضول چیزوں کو چھوڑ دے۔ ان دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت میں وقت کی بڑی اہمیت ہے اور اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ ان قیمتی لمحات کو بے کار کے کاموں، غیر ضروری امور اور نقصان دہ معاملات میں ضائع کیا جائے۔

سوشل میڈیا کے غیر ضروری استعمال سے روزمرہ کے معمولات بری طرح متاثر ہو رہے ہیں۔ تحقیق کے مطابق، ایک عام صارف روزانہ 2.5 سے 4 گھنٹے سوشل میڈیا پر گزارتا ہے، جو ہفتہ وار تقریباً 21-28 گھنٹے بنتے

---

(1)۔﴿وَالْعَصْرِ﴾ (اور قسم ہے زمانے کی)، العصر:1، ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى (1) وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى﴾ الیل:2،1، قسم ہے رات کی جب کہ وہ چھا جائے قسم ہے رات کی جب کہ وہ چھا جائے)۔ ﴿وَالضُّحَى (1) وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى﴾، الضحیٰ:2،1،((قسم دن کی روشنی کیا اور رات کی جب کہ وہ چھا جائے)

(2)۔﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ﴾، المومنون:3، (اور وہ لغویات سے احتراز کرتے ہیں)، ﴿وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا﴾، الفرقان:72، (اور اگر بیہودہ باتوں کے پاس سے گزر ہو تو سنجیدگی سے گزر جاتے ہیں) ، ﴿وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ﴾ ، القصص:55، (اور جب بے ہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے کنارہ کرتے ہیں)

(3)۔ابن ماجہ، "سنن ابن ماجه"، كِتَابُ الْفِتَنِ، بَابُ كَفِّ اللِّسَانِ فِي الْفِتْنَةِ، ح3976

ہیں[1]۔ یہ وقت کسی تعمیری یا مثبت سرگرمی کی بجائے تفریحی مواد اور غیر ضروری معلومات پر ضائع ہوتا ہے، جس کے نتیجے میں افراد کی پیداواری صلاحیت (Productivity) کم ہو جاتی ہے۔

خود اعتمادی میں کمی اور ذہنی دباؤ (Reduced Self-Confidence and Increased Stress)

سوشل میڈیا پر موجود غیر حقیقی اور فلٹر شدہ زندگیوں کے موازنے نے خود اعتمادی کو کم کر دیا ہے۔ پینسٹھ (65) فی صد نوجوان جو انسٹاگرام اور دیگر پلیٹ فارمز پر زیادہ وقت گزارتے ہیں، وہ اپنی زندگی سے غیر مطمئن اور خود کو کم تر محسوس کرتے ہیں[2]۔ 5 یہ رویہ ڈپریشن اور دیگر ذہنی بیماریوں کو جنم دیتا ہے۔ سوشل میڈیا پر دوسروں کی زندگیوں کا موازنہ کرنے سے خود نمائی اور حسد جیسے منفی جذبات پروان چڑھتے ہیں، جو نفسیاتی مسائل کا باعث بنتے ہیں۔ University of Michigan کی ایک تحقیق کے مطابق، سوشل میڈیا استعمال کرنے والے ساٹھ (60) فی صد نوجوانوں نے دوسروں کی زندگیوں کا موازنہ کرنے پر حسد محسوس کیا[3]۔ اساتذہ بھی سوشل میڈیا پر دوسروں کی کامیابیوں کو دیکھ کر اپنے آپ کا موازنہ کرنے لگتے ہیں، جس سے خود اعتمادی متاثر ہوتی ہے۔ Journal of Social and Clinical Psychology میں شائع ہونے والی ایک تحقیق کے مطابق سوشل میڈیا پر منفی موازنہ کرنا خود اعتمادی کو کم کرتا ہے[4]۔

(1).Statista. "Average Daily Social Media Usage Worldwide." Last modified 2022. https://www.statista.com/statistics/433871/daily-social-media-usage-worldwide

(2).Fardouly, Jasmine, Phillippa C. Diedrichs, Lenny R. Vartanian, and Emma Halliwell. "Social Comparisons on Social Media: The Impact of Facebook on Young Women's Body Image Concerns and Mood." Body Image 13 (2015): 38-45.

(3).Twenge, Jean M., and Keith Campbell. The Narcissism Epidemic: Living in the Age of Entitlement. New York: Free Press, 2009.

(4).Comparative Social Media Use and the Mental Health,https://doi.org/10.1521/jscp.2018.37.7.514

مبحث سوم: سماجی معاملات پر منفی اثرات (Negative effects on social issues)

جدید ذرائع ابلاغ اور سوشل میڈیا نے انسانی معاشرتی زندگی میں گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ جہاں ان پلیٹ فارمز نے معلومات کی ترسیل کو تیز تر اور آسان بنایا ہے، وہیں ان کے بے قابو استعمال نے طلباء، والدین اور اساتذہ کی سماجی زندگی پر منفی اثرات بھی ڈالے ہیں۔ سوشل میڈیا کے باعث حقیقی تعلقات میں کمی، سماجی آداب میں بگاڑ، غلط معلومات اور پروپیگنڈے کا پھیلاؤ، آن لائن بدتمیزی اور ہراسانی اور معاشرتی تقسیم جیسے مسائل جنم لے رہے ہیں۔ ان مسائل نے نہ صرف افراد کی ذاتی زندگی کو متاثر کیا ہے بلکہ مجموعی طور پر سماجی ہم آہنگی اور روایات کو بھی چیلنج کیا ہے۔ سوشل میڈیا کی وجہ سے اساتذہ کی ذاتی زندگی اور پیشہ ورانہ زندگی کے درمیان توازن برقرار رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ Pew Research Center کی ایک رپورٹ کے مطابق سوشل میڈیا کا استعمال ذاتی اور پیشہ ورانہ زندگی کے درمیان حد بندی کو کمزور کرتا ہے[1]۔ سماجی سطح پر، والدین اور طلباء کے مابین تعلقات میں دوری، احساسِ کمتری، اور آن لائن بدتمیزی (Cyber Bullying) کے کیسز میں 30 فی صد اضافہ ہوا ہے[2]۔ صحت کے حوالے سے، نیند کی کمی، ذہنی دباؤ، آنکھوں کی کمزوری، اور جسمانی سرگرمیوں میں کمی جیسے اثرات طلباء و اساتذہ دونوں کو متاثر کر رہے ہیں۔ والدین میں بچوں کی تربیت پر عدم توجہ اور نصاب میں غیر متوازن ڈیجیٹل مواد کا شامل ہونا، تربیتی نظام کو مزید کمزور بنا رہا ہے۔

حقیقی سماجی تعلقات میں کمی (Decline in Real Social Interactions)

انسان کا معاشرے کے ساتھ گہرا تعلق ہے اور دوست واحباب اور پڑسیوں کے بڑے حقوق ہے ان سے ملاقات اور معاملات ان کے ساتھ شریک ہونا معاشرے کی خوبصورتی ہے لیکن جب سے جدید ذرائع ابلاغ عام ہوئے ہیں تو ایک تو معاشرے میں افراد کے ساتھ فی البدیہہ ملاقات کا دورانیہ کم ہو گیا ہے اور جو تھوڑا بہت ہے وہ بھی سوشل میڈیا میں مصروفیت کی وجہ سے بے کیف ہو چکے ہیں، اللہ تعالی قرآن مجید میں ان حقوق کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا﴾ [3]

---

(1).https://www.pewresearch.org/search/teachers
(2).Cyberbullying Research Center Report, 2019، https://cyberbullying.org/2019-cyberbullying-data.
(3)۔النساء:36

اور اللہ ہی کی بندگی کرو اور کسی چیز کو بھی اس کا شریک نہ ٹھہراؤ۔ اور والدین، قرابت مند، یتیم، مسکین، قرابت دار پڑوسی، بیگانہ پڑوسی، ہم نشین، مسافر اور اپنے مملوک کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اللہ اترانے اور بڑائی مارنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے حقوق العباد کی پوری تفصیل بیان کی اور انسان کے سماجی تعلقات کی عمدگی اسی میں ہے کہ وہ ان حقوق کا خیال رکھے اور ان حقوق کا تذکرہ بھی آپ ﷺ نے کیا ہے جس میں ملاقات، تحفہ وتحائف کا تبادلہ اور کھانا کھلانا وغیرہ شامل ہے۔ سوشل میڈیا نے طلباء، والدین اور اساتذہ کی حقیقی زندگی میں تعلقات کمزور کر دیے ہیں۔ ایک تحقیق کے مطابق اٹھاون (58) فی صد نوجوان جو روزانہ 3 گھنٹے سے زیادہ سوشل میڈیا استعمال کرتے ہیں، اپنے خاندان کے ساتھ کم وقت گزارتے ہیں[1]۔ نتیجتاً، خاندانی روابط اور دوستانہ تعلقات کمزور ہوتے جارہے ہیں جس سے جذباتی قربت کم ہو رہی ہے۔ سوشل میڈیا پر زیادہ وقت گزارنے سے حقیقی زندگی کے سماجی تعلقات میں کمی واقع ہوتی ہے، جو تنہائی اور ذہنی دباؤ کا سبب بنتی ہے۔ American Psychological Association (APA) کی ایک تحقیق کے مطابق اڑتالیس (48) فی صد نوجوانوں نے محسوس کیا کہ سوشل میڈیا کے زیادہ استعمال سے ان کے حقیقی سماجی تعلقات متاثر ہوئے ہیں[2]۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ قرآن وحدیث کے مطابق سماجی تعلقات کو فروغ دیا جایا اور لوگوں کے ساتھ تعامل میں اضافہ کیا جائے آپ ﷺ نے لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہنے کو افضل قرار دیا ہے[3]

سماجی آداب اور اخلاقیات میں بگاڑ (Erosion of Social Etiquette and Morality)

سوشل میڈیا پر بے جا آزادی اور گمنامی (Anonymity) نے طلباء اور دیگر افراد میں سماجی آداب کی پابندی کو کمزور کر دیا ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق چالیس (40) فی صد افراد جو سوشل میڈیا پر زیادہ وقت گزارتے ہیں، عام زندگی میں تلخ مزاجی اور غیر محتاط رویے کا شکار ہوتے ہیں[4]۔ اس سے اخلاقی زوال اور بدتمیزی کو فروغ مل رہا ہے۔

---

(1).https://www.researchgate.net/publication/363227825_The_impact_of_social_media_on_self-esteem

(2).https://www.apa.org/news/press/releases/stress/2017/technology-social-media.pdf

(3)۔((الْمُؤْمِنُ الَّذِي يُخَالِطُ النَّاسَ، وَيَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ، أَعْظَمُ أَجْرًا مِنَ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يُخَالِطُ النَّاسَ، وَلَا يَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ))، (وہ مؤمن جو لوگوں سے مل جل کر رہتا ہے اور ان کی ایذا رسانی پر صبر کرتا ہے، اس مؤمن سے بہتر ہے، جو لوگوں سے الگ تھلگ رہتا ہے اور ان کی ایذا رسانی پر صبر نہیں کرتا)۔ ابن ماجہ، "سنن ابن ماجه"، كتاب الفتن، باب الصبر على البلاء، ح 4032۔

(4).Finkel, Eli J., et al. "Online Social Media Use and Its Impact on Interpersonal Relationships." Journal of Social Psychology 156, no. 2 (2019): 211-230.

غلط معلومات اور پروپیگنڈے کا شکار ہونا(Exposure to Misinformation and Propaganda)

اساتذہ، والدین اور طلباء اکثر سوشل میڈیا پر جعلی خبروں (Fake News) اور گمراہ کن پروپیگنڈے کا شکار ہو جاتے ہیں، جو ان کے سماجی رویے اور سوچ پر گہرا اثر ڈالتا ہے۔ ایک عالمی تحقیق کے مطابق پچپن(55) فی صد افراد نے تسلیم کیا کہ وہ سوشل میڈیا پر ملنے والی معلومات کی تصدیق کیے بغیر انہیں صحیح سمجھ لیتے ہیں[1]۔ یہ رجحان معاشرتی کشیدگی اور فکری انتہاپسندی کو جنم دیتا ہے۔

سائبر بدتمیزی اور ہراسانی(Cyberbullying and Harassment)

سوشل میڈیا کے استعمال میں اضافے کے ساتھ ساتھ سائبر بدتمیزی (Cyberbullying) کے واقعات میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ ایک مطالعے کے مطابق، سینتیس(37) فی صد نوجوانوں نے سائبر بدتمیزی کا سامنا کیا ہے، جبکہ تئیس(23) فی صد والدین نے اعتراف کیا کہ ان کے بچوں کو آن لائن ہراسانی کا سامنا کرنا پڑا[2]۔ اس سے طلباء اور والدین میں خوف اور عدم تحفظ کا احساس بڑھتا جا رہا ہے۔ سوشل میڈیا پر ہراسانی کے واقعات طلباء کی ذہنی صحت کو متاثر کرتے ہیں، جس سے ان کی تعلیمی کارکردگی پر منفی اثر پڑتا ہے۔ اساتذہ کو سوشل میڈیا پر طلباء یا دیگر افراد کی جانب سے تنقید یا سائبر بُلینگ کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ UNESCO کی ایک رپورٹ کے مطابق اساتذہ کو سوشل میڈیا پر آن لائن ہراساں کیے جانے کے واقعات میں اضافہ ہو رہا ہے[3]۔

عدم برداشت اور معاشرتی تقسیم(Intolerance and Social Polarization)

سوشل میڈیا نے افراد کو الگ الگ نظریاتی گروہوں میں تقسیم کر دیا ہے، جس سے معاشرتی ہم آہنگی متاثر ہو رہی ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق پینسٹھ افراد نے سوشل میڈیا پر کسی نہ کسی نظریاتی تنازع کا تجربہ کیا ہے، جو ان کے سماجی تعلقات پر منفی اثر ڈالتا ہے[4]۔ یہ عدم برداشت اور فرقہ واریت کو فروغ دے رہا ہے، جس سے طلباء، والدین اور اساتذہ کے درمیان اختلافات بڑھ رہے ہیں۔

---

(1).Vosoughi, Soroush, Deb Roy, and Sinan Aral. "The Spread of True and False News Online." Science 359, no. 6380 (2018): 1146-1151.

(2).Patchin, Justin W., and Sameer Hinduja. "Cyberbullying Research Summary: Bullying, Cyberbullying, and Suicide." Cyberbullying Research Center, 2019.

(3).https://www.unesco.org/en/publications

(4).Sunstein, Cass R. #Republic: Divided Democracy in the Age of Social Media. Princeton University Press, 2017.

مبحث چہارم: اخلاقی و مذہبی بگاڑ میں جدید ذرائع ابلاغ کا کردار

جدید ذرائع ابلاغ نے جہاں تعلیمی میدان میں منفی اثرات مرتب کئے ہیں، وہیں دینی و اخلاقی اقدار پر بھی اس کے گہرے اور تشویشناک اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ مسلسل ڈیجیٹل مواد کی رسائی نے نہ صرف نوجوان نسل کو اسلامی تعلیمات اور عبادات سے غافل کر دیا ہے بلکہ ان کے اخلاقی و روحانی تشخص کو بھی مجروح کیا ہے۔ غیر مستند دینی معلومات کا پھیلاؤ، فحاشی و بے حیائی کا فروغ، شدت پسندی کو ہوا دینا، اور روایتی مذہبی و اخلاقی اصولوں کی پامالی جیسے عوامل جدید ذرائع ابلاغ کے وہ پہلو ہیں جو معاشرے میں اخلاقی و مذہبی زوال کا باعث بن رہے ہیں۔ ہے عام زندگی کی طرح اس میدان میں بھی شاطر افراد کا ایک ہجوم ہے اور وہ اپنے مفادات کے حصول کے لئے ہر قسم کے حربے استعمال کرتے ہیں اور مختلف انداز کے ساتھ عوام الناس کو دھوکہ دیتے ہیں شریعت نے دھوکہ دہی سے منع کیا ہے اور آپ ﷺ نے دھوکہ دہی کرنے والے کو سخت وعید سنائی ہے[1] اس حدیث کو مد نظر رکھتے ہوئے سوشل میڈیا صارفین کو اپنا کھاتہ (Account) بناتے وقت اور جدید ذرائع ابلاغ پر کسی بھی سرگرمی کو سرانجام دیتے وقت اس بات کو یقینی بنانا چاہیے کہ وہ کسی قسم کی دھوکہ دہی سے کام نہ لے اور قرآن مجید کے اصول[2] کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمیشہ صاف ستھری اور سیدھی بات کہنے کو اپنی عادت بنالے اور دوسری طرف عام صارفین کے لئے ضروری کہ کسی بھی قسم کے اقدام سے پہلے معاملے کی پوری تحقیق لازمی کرے، اللہ تعالی نے قرآن مجید میں مسلمانوں کو اس بات کا حکم ان الفاظ میں دیا ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ﴾ [3]

اے ایمان والو! اگر لے آئے تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر تو اس کی خوب تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ تم ضرر پہنچاو کسی قوم کو بے علمی میں پھر تم اپنے کیے پر پچھتانے لگو۔

اس آیت کریمہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ غلط خبر کسی بھی آدمی کے ذریعے آسکتی ہے لہذا کسی بھی قسم کا اقدام کرنے سے پہلے خبر کی تحقیق و تصدیق بہت ضروری ہے تا کہ نقصان سے بچا جاسکے اس لئے ضروری ہے کہ سوشل میڈیا کے استعمال کے دوران چھوٹے بڑوں سے اور عام آدمی ماہرین سے منسلک رہیں تا کہ اس کی دھوکہ دہی

---

(1)۔((من غش فليس مني)) (جس نے دھوکہ کیا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں)۔ مُسلم، "المُسند الصحیح"، کتاب الایمان، ح102

(2)۔﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا﴾، الاحزاب:70، (اے وہ لوگوں جو ایمان لائے ہو ڈرتے رہا کرو تم اللہ سے اور بات ہمیشہ ٹھیک کیا کرو)

(3)۔ الحجرات:6

سے بچنے کی تربیت لی جاسکے۔ اخلاقی اور مذہبی بگاڑ میں جدید ذرائع ابلاغ کا دائرہ بہت وسیع ہے جن میں چند ایک کی نشاندہی کی جاتی ہے۔

اخلاقی ومذہبی روایات کی پامالی(Erosion of Moral and Religious Traditions)

ہر معاشرے کی کچھ اقدار ہوتی ہے جو نہ صرف اس معاشرے کا آئینہ دار ہوتی ہیں بلکہ نسلوں کو باہمی جوڑنے کا کام کرتی ہیں۔ جدید ذرائع ابلاغ نے نئی نسل کو ان اقدار و روایات سے باغی کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے جس کی وجہ سے اس وقت خاندانوں اور معاشروں میں افرتفری کا سماں ہے۔ نوجوان نسل اور بزرگوں میں ایک بُعد پیدا ہو گیا ہے اور دونوں کے جینے اور زندگی گزارنے کے انداز (Life Style) میں واضح تبدیلی آگئی ہے۔ نئی نسل نے ان تمام اخلاقی اقدار کو پامال کر دیا ہے جو کسی بھی معاشرے کی مضبوطی کا باعث ہوتے ہیں۔ سوشل میڈیا کی وجہ سے اس وقت اسلامی معاشرے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں، دین اسلام نے اس سلسلے میں رہنمائی کرتے ہوئے سابقہ گمراہ اور مغضوب قوموں کی روش سے بچنے کی نصیحت [1] کی ہے۔ آپ ﷺ نے بھی اس معاملے میں امت کی رہنمائی کرتے ہوئے انہیں غیر اسلامی تہذیب اختیار کرنے سے منع کیا ہے اور اس سلسلے میں سخت وعید بیان کی ہے [2]۔ جدید ذرائع ابلاغ کی وجہ سے روایتی مذہبی اور اخلاقی اقدار زوال پذیر ہو چکی ہیں۔ ایک تحقیق کے مطابق سوشل میڈیا صارفین میں ستر (70) فی صد نوجوان وہ ہیں جو مذہبی عبادات میں پہلے کی نسبت کم دلچسپی لیتے ہیں [3]۔ میڈیا پر مغربی ثقافت کے غیر محدود فروغ نے اسلامی تہذیب اور اقدار کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ سوشل میڈیا پر مشغولیت کے باعث طلباء و والدین میں دینی و سماجی ذمہ داریوں سے لاپرواہی بڑھ رہی ہے، جیسے کہ والدین کا تربیت، عبادات، اور خاندانی تعلقات کی اہمیت کو نظر انداز کرنا [4]۔ بے دین اور ملحد قسم کے افراد اور ادارے سوشل میڈیا کے ذریعے اپنا زہر پھیلاتے رہتے ہیں اور عوام الناس میں دین اسلام سے متعلق غلط فہمیاں پیدا کر کے ان کو دین اسلام سے برگزشتہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں وہ بظاہر اپنے آپ کو اسلام اور مسلمانوں کے نمائندے کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہمارا مقصد خیر خواہی ہے۔ لیکن اصل میں وہ لوگوں کو دین اسلام سے متنفر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اگرچہ دشمنان اسلام کا یہ طریقہ واردات بہت پرانا ہے۔ تاہم ذرائع ابلاغ کی اس ترقی نے ان کے لئے آسانی پیدا کر دی ہے وہ کسی بھی اسلامی شعائر کے حوالے سے کوئی شوشہ چھوڑ دیتے ہیں جس کے

---

(1)۔﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾، الفاتحہ:7، (ان کی راہ نہیں جن پر تیرا غضب نازل ہوا، اور نہ ان کی جو گمراہ ہو گئے)

(2)۔((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ))، (جو شخص جس قوم سے مشابہت اختیار کرے گا وہ انہی میں سے ہے)، ابوداؤد، "سنن ابوداوٗد"، کتاب اللباس، باب في لبس الشهرة، ح4031

(3).Pew Research Center, "The Impact of Social Media on Religion," 2021.

(4).Iqbal, M. Ethical Challenges of Social Media in Education. Lahore: UET Press,(2020).

نتیجے میں اسلامی معاشرے میں عدم تحفظ کی فضا پیدا ہو جاتی ہے، جیسے کہ ہر سال قربانی کے موقع پر یہ بحث سوشل میڈیا پر اجاگر کر دی جاتی ہے کہ قربانی کرنے سے بہتر ہے کہ کسی غریب کو راشن لے کر دے دیا جائے۔ اس بحث کا مقصد مسلمانوں کو قربانی جیسے عظیم عمل سے برگزشتہ کرنا ہوتا ہے۔ ذرائع ابلاغ کے ذریعے مغربی ثقافت کا فروغ ہماری مذہبی روایات کو کتنا متاثر کرتا ہے۔ Pew Research Center کی ایک تحقیق کے مطابق اٹھاون (58) فی صد مسلم نوجوانوں نے محسوس کیا کہ مغربی ثقافت کے اثرات ان کی دینی شناخت کو کمزور کر رہے ہیں[1]۔ میڈیا پر اسلامی شعائر کی تحقیر بھی ایک اہم مسئلہ ہے جس سے مذہبی جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ Religion News Service کی ایک رپورٹ کے مطابق اڑتالیس (48) فی صد مسلمانوں نے محسوس کیا کہ میڈیا پر دینی شعائر کی تحقیر کی جاتی ہے[2]۔

عبادات میں غفلت (Negligence in Worship)

جدید ذرائع ابلاغ، بالخصوص سوشل میڈیا، سٹریمنگ پلیٹ فارمز اور اسمارٹ ڈیوائسز نے مسلمانوں کی عبادات اور روحانی زندگی پر گہرے منفی اثرات مرتب کیے ہیں۔ متعدد تحقیقات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ڈیجیٹل ٹیکنالوجی نے نہ صرف عبادات کے دوران توجہ کے ارتکاز کو متاثر کیا ہے بلکہ دینی عادات کی باقاعدگی کو بھی شدید نقصان پہنچایا ہے۔ Rahman اور Hossain (2019) کی ایک جامع تحقیق کے مطابق اڑسٹھ (68) فی صد مسلمان نوجوان جن کا روزانہ سوشل میڈیا استعمال 4 گھنٹے سے زائد ہے، وہ نمازوں میں باقاعدگی برقرار نہیں رکھ پاتے[3]۔ اسی طرح، اسلامی تعلیمات کے ماہر ڈاکٹر عمر فاروق نے اپنی کتاب ڈیجیٹل دور میں ایمان میں واضح کیا ہے کہ مسلسل نوٹیفکیشنز اور الیکٹرانک ڈیوائسز کی موجودگی نے مسلمانوں کے ذہنی سکون اور عبادت کی کیفیت کو بنیادی طور پر تبدیل کر دیا ہے[4]۔ جرنل آف اسلامک سٹڈیز (2022) کے ایک مطالعے میں انکشاف ہوا کہ تہتر (73) فی صد شرکاء نے تسلیم کیا کہ ان کا روزانہ کا اسکرین ٹائم رمضان میں کم ہونے کے بجائے بڑھ جاتا ہے، جس کی وجہ سے تراویح اور تلاوت قرآن میں دلچسپی کم ہو جاتی ہے[5]۔ بار بار موبائل چیک کرنے کی عادت نماز کے خشوع و خضوع کو متاثر کرتی ہے۔

(1).https://www.pewresearch.org/religion/2015/04/02/religious-projections-2010-2050/
(2).https://www.davidpublisher.com/Public/uploads/Contribute/5e6776c8928f0.pdf
(3).Rahman, Ahmed, and Mohammad Hossain, Social Media and Prayer: A Sociological Study. Kuala Lumpur: International Islamic University Press(2019).
(4).Farooq, Omar,Faith in the Digital Age: Challenges and Solutions,London: Islamic Academic Press. (2020).
(5).Journal of Islamic Studies. 2022. "Digital Distractions During Ramadan: A Quantitative Analysis." 34, no. 2 (June): 112–130-

بدعات وخرافات کا فروغ (Spread of Innovations and Superstitions)

سوشل میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا نے دین میں نئی بدعات اور خرافات کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ غیر مستند ذرائع سے دینی معلومات کا پھیلاؤ، جعلی خوابوں اور جھوٹی کرامات کا پرچار، اور دین میں غیر ضروری سختیوں کی تشہیر عام ہوگئی ہے اور اس کام کا لئے جھوٹ کا سہارا لینے سے بھی گریز نہیں کیا جاتا حالانکہ شریعت اسلامیہ نے مسلمانوں کو سچ بولنے اور سچ کے ساتھ وابستہ رہنے کا حکم دیا ہے[1] آپ ﷺ نے جھوٹ کو بہت زیادہ ناپسند کیا ہے اور اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ کے اس دور میں جھوٹ کو بہت فروغ ملا ہے، اپنے اپنے مقاصد کے حصول کے لئے افراد سے لیکر اداروں اور ملکوں تک نے جھوٹ کا سہارا لیا ہے اس کے لئے جعلی اور جھوٹی خبریں عوام الناس میں عام کی جاتی ہیں، افواہیں پھیلائی جاتی ہیں اور سوشل میڈیا اس میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے کیونکہ اس میں صارفین بغیر تحقیق کئے اور بغیر سوچے سمجھے سوشل میڈیا پر موصول ہونے والے مواد کی ترسیل کرتے رہتے ہیں اور اگر کسی سے دلیل یا حوالہ طلب کیا جائے تو اس کا جواب ہوتا ہے "Sent as received"، یہ طرز عمل اسلامی تعلیمات کے برعکس ہے آپ ﷺ نے اس قسم کے عمل کو انسان کے جھوٹا ہونے کی علامت قرار دیا ہے[2]۔ شریعت تو ہمیں یہ رہنمائی دیتی ہے کہ انسان کو کسی بھی حوالے سے رہنمائی کے لئے مستند افراد ہی سے رجوع کرنا چاہیے[3] لیکن متعدد سوشل میڈیا سائیٹس کی موجودگی کی وجہ اس کے سامنے متنوع قسم کا مواد آجاتا ہے جو اکثر اوقات متضاد آراؤں کا مجموعہ ہوتا ہے۔ جس سے عام صارف کسی نتیجے پر پہنچنے کی بجائے مزید الجھن میں مبتلا ہو جاتا ہے اور یہ صورت حال ہر دینی یا دنیاوی معاملے میں پیش آتی رہتی ہے جو بدعات وخرافات کو فروغ دینے کا سبب بنتی ہے۔ آن لائن پلیٹ فارمز پر غیر مستند مذہبی معلومات کا پھیلاؤ افراد کو گمراہ کر سکتا ہے۔ Harvard Divinity School کی ایک تحقیق کے مطابق پینسٹھ (65) فی صد مسلم نوجوانوں نے آن لائن غیر مستند مذہبی معلومات کا سامنا کیا ہے[4]۔

---

(1)۔﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾، التوبہ:119، (اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہو)

(2)۔((كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ))، (انسان کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات کو آگے بیان کردے)، مُسلم، "المُسندالصحیح"، کتاب الإیمان، باب شعب الإیمان، ح36

(3)۔﴿ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (43) بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ ﴾، النحل:43،44،(پس تم پوچھو اہل علم سے، اگر تم خود نہیں جانتے، کتابوں اور دلیلوں کی روشنی میں)

(4).https://www.hds.harvard.edu/news/2020/10/15/understanding-religion-and-public-life

بے حیائی اور فحاشی کا فروغ (Promotion of Immorality and Indecency)

حیا مومن کا زیور ہے آپ ﷺ نے حیا کو ایمان کا ایک اہم حصہ قرار دیا ہے[1] مسلمانوں سے حیا کا خاتمہ کرنا اور بے حیائی کو عام کرنا شیطان کے اہم مقاصد میں سے ایک مقصد ہے[2] اس لئے جب سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا ہے تب شیطان بے حیائی پھیلانے کے لئے کوشاں ہے اور اس مقصد کے لئے جن و انس کا ایک گروہ اس کا ہمنوا ہے۔ یہ گروہ ہر دور میں بے حیائی کے فروغ کے لئے سرگرم رہتا ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ کے اس دور میں جہاں بے حیائی کی اشاعت و تشہیر کے وسیع مواقع میسر ہیں اس سے شیطانی قوتوں نے بھرپور فائدہ اٹھایا ہے اور سوشل میڈیا پر بے حیائی کا بازار گرم کر دیا ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ کی وسعت کا اخلاقی طور پر کمزور لوگوں نے بہت فائدہ اٹھایا ہے ۔ معاشرے میں اخلاقی انحطاط کا بحران مزید شدت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ اس میں مرد و عورت کے ناجائز تعلقات کا استوار ہونا ، جرائم کا ارتکاب میں اضافہ ہونا، جرائم کو فروغ ملنا، لوگوں کی عزتوں کو اچھالنا، کثرت کے ساتھ جھوٹ بولنا، صارفین کا معلومات میں ظاہری فوائد کے لئے اپنی جنس کو غلط ظاہر کرنا، عریانیت پر مبنی مواد کی تشہر واشاعت ، عبادات میں ریاء کاری اور اپنی گناہوں کی نمائش وغیرہ شامل ہے اور یہ سارے وہ کام ہیں جو کسی معاشرے کے اخلاقی طور پر دیوالیہ ہونے کی علامت ہے۔ اس کے اثرات طلباء، اساتذہ اور والدین تک بھی پہنچ رہے ہیں۔ سوشل میڈیا، فلمیں، ڈرامے، اور دیگر ڈیجیٹل پلیٹ فارمز بے حیائی اور فحاشی کو عام کرنے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ لباس، زبان، اور طرزِ زندگی میں مغربی اثرات واضح نظر آتے ہیں۔ انٹرنیٹ پر غیر اخلاقی مواد کی آسان دستیابی نوجوانوں میں اخلاقی انحراف کا باعث بنتی ہے، جو ان کی شخصیت پر منفی اثر ڈالتی ہے۔ Internet Watch Foundation کی ایک رپورٹ کے مطابق پچپن (55) فی صد نوجوانوں نے اعتراف کیا کہ وہ غیر ارادی طور پر آن لائن غیر اخلاقی مواد دیکھ چکے ہیں[3]۔

شدت پسندی اور نفرت کو ہوا دینا (Encouragement of Extremism and Hatred)

جدید میڈیا کے ذریعے شدت پسندی اور فرقہ وارانہ سوچ کو ہوا دی جا رہی ہے۔ مذہبی، سیاسی، اور سماجی بنیادوں پر اختلافات کو ہوا دینے کے لیے سوشل میڈیا کو استعمال کیا جا رہا ہے۔ سوشل میڈیا کے منفی پہلوؤں میں ایک انتہا پسندی کا فروغ ہے، سوشل میڈیا سائیٹس عوام پر قابو پانے کے بعد انہیں اپنی پسند کے میدان میں لے آتی ہیں اور

---

(1)۔((اَلْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ)) ،(حیا ایمان کا حصہ ہے)، مُسلم ، "المُسند الصحيح"، كتاب الإيمان، باب شعب الإيمان، ح36

(2)۔﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ وَمَنْ يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾، النور:21،(مومنو! شیطان کے کہنے پر نہ چلنا 'اور جو شخص شیطان کی پیروی کرے گا تو شیطان بے حیائی اور برے کاموں کی ترغیب دے گا)

(3).https://annualreport2021.iwf.org.uk/

پھر ان پر ایسے فرسودہ خیالات، فاسد نظریات اور ناقص اقدار کی ترویج کی جاتی ہے جو افراد کو اہل علم کی ناقدری کی طرف لے جاتا ہے اور یہاں سے انتہا پسندی کو فروغ ملتا ہے اور معاشرے میں موجود افراد خصوصا نوجوان طبقے میں انتہا پسندانہ افکار پروان چڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ جبکہ قرآن مجید میں غلو[1] اور احادیث میں بے جا مشقت[2] سے منع کیا گیا ہے۔ شدت پسندی کا ایک پہلو فریق ثانی کی تحقیر بھی ہے۔ لوگوں کے گریبانوں پر ہاتھ ڈالنے اور پگڑیاں اچھالنے کا جو سلسلہ سوشل میڈیا پر شروع ہوا ہے اس سے نہ کوئی نیک بچا ہے اور نہ ہی کوئی بد، کسی کی داڑھی و دستار کو نشانہ بنایا جاتا ہے اور کسی کی لبرل سوچ کو، اپنے مخالفین کی تصاویر کو کمپیوٹر کے ذریعے ایڈیٹ کر کے بیہودہ اور مضحکہ خیز پوسٹیں کی جاتی ہیں۔ سیاسی اور مذہبی فرقہ بندی اس میں جلتی پر تیل کا کام کرتی ہے۔ کسی مسلمان کو طعنہ و تشنیع کرنا اللہ تعالی اس قدر ناپسند ہے کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں اس پر سخت وعید کی ہے[3]۔ مختلف آن لائن پلیٹ فارمز پر پھیلے ہوئے متضاد فتاویٰ اور غیر معتبر دینی مواد نے بھی عوام کے عقائد میں انتشار پیدا کیا ہے۔ بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی (2021) کی ایک رپورٹ کے مطابق اکتالیس (41) فی صد مسلمان نوجوانوں نے اعتراف کیا کہ انہیں آن لائن متضاد آراء کی وجہ سے بنیادی عبادات کے صحیح طریقوں کے بارے میں شکوک پیدا ہو گئے ہیں[4]۔

---

(1)۔﴿لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ﴾، النساء:171، (اپنے دین میں غلو نہ کرو)

(2)۔((لَا تُشَدِّدُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَيُشَدَّدَ عَلَيْكُمْ ، فَإِنَّ قَوْمًا شَدَّدُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ فَشَدَّدَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ)) (خود کو مشقت میں میں نہ ڈالو، پھر اللہ بھی تم پر سختی کر دے گا، کیونکہ ایک قوم نے خود کو مشقت میں ڈالا تھا تو اللہ نے ان پر سختی کر دی)، ابوداؤد، "سنن ابوداوٗد"،كِتَاب الْأَدَبِ، بَابٌ فِي الْحَسَدِ،ح4904

(3)۔﴿وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُمَزَةٍ﴾، الہمزہ:1، (بڑی خرابی ہے اس شخص کی جو پیٹھ پیچھے دوسروں پر عیب لگانے والا (اور) منہ پر طعنے دینے کا عادی ہو)

(4).International Islamic Fiqh Academy. 2021. The Impact of Digital Media on Islamic Practices. Jeddah: IIFA Publications.

جدید ذرائع ابلاغ کے منفی اثرات جدول

نمبر شمار	اثرات	فیصدی شرح (٪)	حوالہ/ماخذ
1	طلباء کی توجہ کی کمی	60%	NYC.gov, 2024
2	غیر مصدقہ علمی مواد کی دستیابی	55%	Express News, 2023
3	اساتذہ کی تدریسی صلاحیتوں میں کمی	50%	Inquilab, 2023
4	نصاب سے ہٹ کر غیر ضروری مواد کی رغبت	65%	NYC.gov, 2024
5	والدین کی تعلیمی نگرانی میں کمی	58%	Nawaiwaqt, 2017
6	جھوٹ اور بناوٹی زندگی کا فروغ	70%	NYC.gov, 2024
7	حسد اور احساسِ کمتری	62%	Express News, 2023
8	فحاشی و عریانی کی ترغیب	68%	Inquilab, 2023
9	بد اخلاقی اور بد زبانی	55%	Nawaiwaqt, 2017
10	وقت کی بربادی اور فضول مشغولیات	75%	NYC.gov, 2024
11	دینی اقدار سے دوری	60%	Inquilab, 2023
12	ریاست اور اداروں کے خلاف نفرت	50%	Nawaiwaqt, 2017
13	مسلکی و فرقہ وارانہ تعصب	48%	Inquilab, 2023
14	خود پسندی اور شہرت کا جنون	65%	Express News, 2023
15	ذاتی رازداری کی پامالی	70%	NYC.gov, 2024
16	خاندانی رشتوں میں دوری	58%	Nawaiwaqt, 2017
17	دوستوں میں حقیقی روابط کی کمی	66%	Inquilab, 2023
18	معاشرتی انتشار اور غلط فہمیاں	60%	Nawaiwaqt, 2017
19	والدین و اساتذہ کی حیثیت کمزور ہونا	55%	Inquilab, 2023
20	طلباء میں خود غرضی اور انفرادیت	62%	Express News, 2023
21	نیند کی کمی اور بے چینی	68%	NYC.gov, 2024
22	جسمانی کمزوری اور موٹاپا	60%	Express News, 2023
23	ذہنی دباؤ اور ڈپریشن	65%	NYC.gov, 2024
24	نظر کی کمزوری اور دماغی تناؤ	55%	Nawaiwaqt, 2017
25	والدین و اساتذہ کی صحت پر اثرات	50%	Inquilab, 2023

NYC.gov, 2024	70%	بے حیائی اور گناہوں کی رغبت	26
Inquilab, 2023	60%	دین سے غفلت اور عبادات میں سستی	27
Express News, 2023	65%	مغربی نظریات کی تقلید	28
Nawaiwaqt, 2017	55%	اسلامی شعائر کا مذاق	29
Inquilab, 2023	58%	علماء اور دینی اداروں سے بدگمانی	30

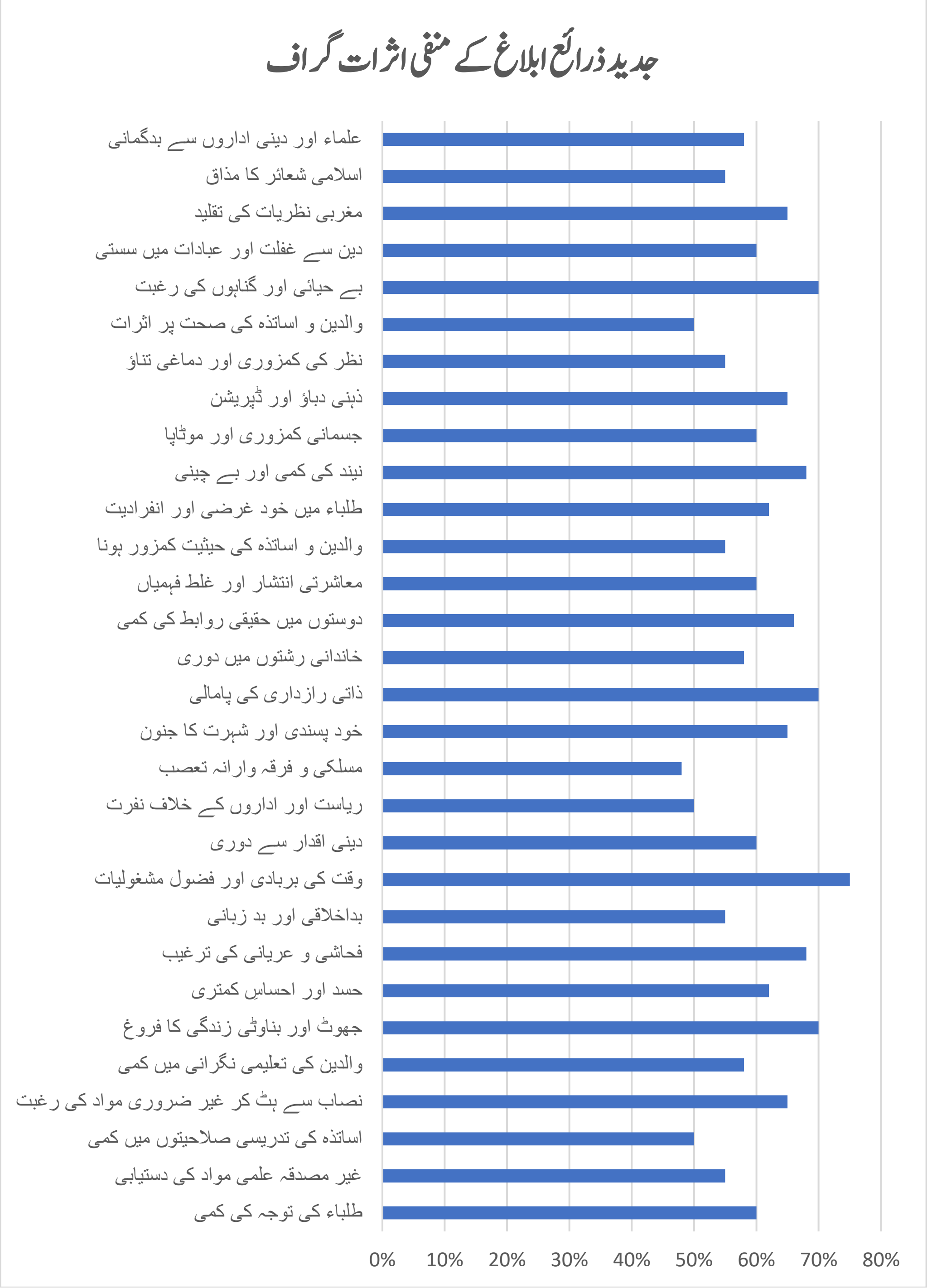

باب چہارم

جدید ذرائع ابلاغ اور اسلامی تعلیمات

فصل اول: جدید ذرائع ابلاغ کا استعمال اور اسلامی تعلیمات

فصل دوم: جدید ذرائع ابلاغ پر عملِ نگرانی کا شرعی تجزیہ

فصل سوم: تعلیمی و تربیتی مواد کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ

فصل اول: جدید ذرائع ابلاغ کا استعمال اور اسلامی تعلیمات

مبحث اول: جدید ذرائع ابلاغ صارفین کی تربیت کی ضرورت واہمیت

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انسان کی جو فطرتی کمزوریاں بیان کی ہیں۔ ان میں سے ایک جلد بازی بھی ہے [1] اگرچہ تربیت کے ذریعے اس پر قابو پایا جاسکتا ہے لیکن اگر کسی انسان میں یہ خصلت موجود ہے تو اسے تباہ کرنے کے لئے کافی ہے اسی جلد بازی کی وجہ سے ہم جدید ذرائع ابلاغ کے ساتھ فوراوابستہ ہو جاتے ہیں حالانکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم سوشل میڈیا کے حوالے سے جامع منصوبہ بندی بنائیں۔ جس میں ایک اہم کام سوشل میڈیا کے استعمال کی تربیت ہے۔ سکول لیول ہی میں اس تربیت کا آغاز ہو جانا چاہیے، جس میں سوشل میڈیا سائیٹس کا تجزیہ، انسانی نفع اور نقصان کے ساتھ کیا جائے۔ اس کے علاوہ سوشل میڈیا استعمال کرنے کے شرعی واخلاقی قوانین سے متعارف کروایا جائے۔ میڈیا پر اس کے مفاسد کی بار بار تشہیر کی جائے۔ مختلف چینلز پر اس حوالے سے ٹاک شوز کا انعقاد کیا جائے، مؤثر قانون سازی کی جائے، صارفین کو سوشل میڈیا سائیٹس کے معاہدات کے متعلق مکمل آگاہ کیا جائے، تاکہ ہم ایسے صارف حاصل کر سکیں جو مہذب سوشل میڈیا شہری کا کردار ادا کرنے کے قابل ہوں۔

یہ بات ایک بدیہی حقیقت ہے کہ جدید ذرائع ابلاغ (سوشل میڈیا) ایسی دنیا ہے جس کا مکمل کنٹرول صارف کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور بیرونی ذرائع اس میں ایک حد سے زیادہ مداخلت نہیں کر سکتے۔ ان حالات میں جدید ذرائع ابلاغ صارفین کی تربیت بہت ضروری ہے۔ صارف اگر تربیت یافتہ ہو گا تو اس مجازی دنیا میں ایسے مواد کا اضافہ کرے گا جو دوسرے صارفین کے لئے خیر کا باعث بنے گا بصورت دیگر وہ اپنا نقصان تو کرے ہی گا اور ساتھ ساتھ باقیوں کو بھی کسی نہ کسی حد تک متاثر کرے گا۔ صارفین کی تربیت نہ صرف ان کو جدید ذرائع ابلاغ کے متعلق آگاہی دے گی بلکہ ان کو اس سے متعلقہ اخلاقی، سماجی اور قانونی ذمہ داریوں سے بھی آگاہ کرے گی جن پر عمل پیرا ہونے کی صورت میں وہ نہ صرف یہ کہ ممنوعات کے ارتکاب سے باز رہ سکتے ہیں بلکہ خود کو بھی جدید ذرائع ابلاغ کے نقصان دہ پہلوؤں سے بچا سکتے ہیں۔ جدید ذرائع ابلاغ پر صارف کی عدم تربیت کا نقصان دوطرفہ ہے۔ جس کا ایک پہلو یہ ہے کہ وہ دوسرے صارفین کی عدم تربیت اور دھونس کی وجہ سے کسی نقصان سے دوچار ہو جائے جس میں بسا اوقات ناقابل تلافی نقصان بھی شامل ہوتا ہے اور بعض صارفین اپنے مال، عزت اور جان گنوا دیتے ہیں اور دوسرا خطرناک پہلو یہ ہے کہ یہ صارف دوسرے صارفین کے لئے نقصان کا باعث بن جائے اور سائبر کرائم کا شکار ہو کر رسوائی اور جگ

---

(1)۔﴿ وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا ﴾ ،الاسراء:11،(اورانسان بہت جلد باز ہے)

ہنسائی کا ذریعہ بن جائے۔ یہ دونوں پہلوؤں صارف کے لئے نقصان دہ ہیں جو شریعت کے ہاں پسندیدہ نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

﴿لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ﴾(1) نہ تم کسی کو نقصان پہچاؤ نہ تمہیں نقصان ہو

اس آیت میں اللہ تعالی نے معاشرے کی درستگی اور اصلاح کے لئے بہت اہم پیغام دیا ہے۔ اگرچہ یہ ارشاد باری تعالی سود خوری کے ضمن میں ہے تاہم اس کا عموم ایک شاندار ضابطے اور کلیئے کی بنیاد رکھتا ہے اور وہ یہ کسی بھی معاملے میں ایسا رویہ نہیں اختیار کرنا کہ کوئی تم پر ظلم کرنا شروع کر دے اور نہ ہی اس نہج پر پہنچنا ہے کہ تم خود دوسروں پر ظلم کرنے والے بن جاو، اور عدم تربیت یافتہ صارفین یا تو خود زیادتی کا شکار ہوتے اور یا پھر دوسروں کے لئے پریشانی کا ذریعہ بنتے ہیں۔ جدید ذرائع ابلاغ کو مکمل طور پر عدم تربیت یافتہ صارفین کے حوالے کرنے کا مطلب معاشرے کی تباہی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

جدید ذرائع ابلاغ کا صارف عام ذرائع ابلاغ کے صارف کی طرح نہیں ہے کیونکہ عام ذرائع ابلاغ میں صارف کا کردار یکطرفہ ہوتا اور وہ صرف پیش کردہ مواد سے استفادہ کر سکتا ہے۔ اس کے برعکس جدید ذرائع ابلاغ کے صارف کا اپنا بھی ایک اثر ہے جو ذرائع ابلاغ کی اس دنیا پر پڑتا ہے۔ صارف کو اس اثر کو موثر بنانے کے لئے اس کی تربیت کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اس تربیت میں صارف کی عمر، صنف، مصروفیت اور اس کے دائرہ اختیار کو مد نظر رکھتے ہوئے نصاب مرتب کرنے کی ضرورت ہے اور ایسے اداروں کی ضرورت ہے جو معاشرے میں اس تربیت کو رائج کرنے کے لئے مناسب اقدامات کر سکیں۔ صارفین کی تربیت میں اگرچہ تنوع الجہت ہو گی تاہم ذیل کی پہلوؤں کو اولیت دینا ضروری ہے۔

جدید ذرائع ابلاغ صارف میں سب سے پہلی خصوصیت اللہ تعالی نگرانی کا احساس ہے تا کہ قانونی اور خاندانی نگرانی کی عدم موجودگی صارف کو کسی غلط سمت میں نہ لے جائے۔ صارف کو تربیت اس بات پر کرنی چاہیے کہ وہ ہمیشہ اللہ تعالی کی نظروں میں ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ﴾(2)

وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو اور جو کام بھی تم کرتے ہو اسے وہ دیکھ رہا ہے۔

---

(1)۔البقرۃ:279

(2)۔الحدید:4

اس آیت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ بذات خود اللہ کام کا چشم دید گواہ ہے اس لئے صارف کو یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ تنہائی اور کسی قسم کی عدم نگرانی کا ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

((لَأَعْلَمَنَّ أَقْوَامًا مِنْ أُمَّتِي يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحَسَنَاتٍ أَمْثَالِ جِبَالِ تِهَامَةَ بِيضًا، فَيَجْعَلُهَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ هَبَاءً مَنْثُورًا» ، قَالَ ثَوْبَانُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ صِفْهُمْ لَنَا، جَلِّهِمْ لَنَا أَنْ لَا نَكُونَ مِنْهُمْ ، وَنَحْنُ لَا نَعْلَمُ ، قَالَ: «أَمَا إِنَّهُمْ إِخْوَانُكُمْ ، وَمِنْ جِلْدَتِكُمْ ، وَيَأْخُذُونَ مِنَ اللَّيْلِ كَمَا تَأْخُذُونَ ، وَلَكِنَّهُمْ أَقْوَامٌ إِذَا خَلَوْا بِمَحَارِمِ اللَّهِ انْتَهَكُوهَا))[1]

میں اپنی قوم کے ان افراد کو ضرور پہچان لوں گا، جو قیامت کے دن تہامہ پہاڑوں جیسی سفید نیکیاں لے کر حاضر ہوں گے، لیکن اللہ تعالی ان نیکوں کو بکھرے ہوئے غبار میں تبدیل کر دے گا۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ان کی کوئی علامت بیان کر دیں تاکہ ہم لاعلمی میں ان میں شامل نہ ہو جائیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم جیسے ہی تمہارے بھائی ہوں گے، رات کو قیام بھی کریں گے، لیکن جب انہیں تنہائی میں اللہ کی حرمتوں کو پامال کرنے کا موقع ملتا ہے تو ان کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔

آپ ﷺ کا یہ فرمان گرامی اس بات کی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ تنہائی میں جب انسان کو دیکھنے والا کوئی نہ ہو، گناہوں سے باز رہنا اصل تقوی ہے۔یہی وجہ ہے آپ ﷺ نے بچوں کی تربیت میں بھی یہی انداز اختیار کیا ہے اور ان کا تعلق اللہ کے ساتھ مضبوط کرنے کی کوشش کی ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو ہمہ وقت اللہ تعالی سے منسلک رہنے کی نصیحت فرمائی[2] ۔اس لئے ضروری ہے صارفین کو اس بات کی تربیت دی جائے کہ اللہ کا خوف ہی اصل ہے جیسا کہ اللہ نے قرآن مجید میں منافقین کی علامت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:﴿ يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضَى مِنَ الْقَوْلِ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا ﴾[3] ، (یہ لوگ انسانوں سے اپنی حرکات چھپا سکتے ہیں مگر خدا سے نہیں چھپا سکتے۔ وہ تو اس وقت بھی ان کے ساتھ ہوتا ہے جب یہ راتوں کو چھپ کر اس کی مرضی کے خلاف مشورے کرتے ہیں۔ ان کے

(1)۔ابن ماجہ،"سنن ابن ماجه"،كِتَابُ الزُّهْدِ،بَابُ ذِكْرِ الذُّنُوبِ،ح4245

(2)۔احْفَظِ اللَّهَ يَحْفَظْكَ، احْفَظِ اللَّهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ ،الترمذی،أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ،ح2516

(3)۔النساء:108

سارے اعمال پر اللہ محیط ہے)۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے منافقین کی یہ حالت بیان کی ہے کہ وہ لوگوں سے تو چھپتے اور ڈرتے ہیں لیکن جس ہستی کا اصل حق ہے اور جو ہمیشہ ان کے ساتھ ہوتی ہے اس سے ڈرتے اور چھپتے نہیں ہے، حالانکہ اللہ تعالی کے حضور حاضر ہو کر انہوں نے زندگی بھر کے اعمال کا جواب دینا ہے اور ان کا صلہ پانا ہے۔

صارف کی تربیت کا دوسرا اہم جز اخلاص نیت ہے۔ ہر صارف کو جدید ذرائع ابلاغ کو استعمال کرنے سے پہلے اپنی نیت کو صاف کرنا چاہیے اور یہ سوچ بنانی چاہیے کہ اس جدید ذرائع ابلاغ کو دین کی خدمت اور اللہ کی رضا کے لئے استعمال کیا جائے گا۔ اس سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کا آسان ہو گا اور معاشرے اور فرد کی اصلاح کا کام کیا جائے گا۔ اس سے صلہ رحمی میں معاونت ہو گی اور دنیاوی مفادات کے لئے وہ طریقے اختیار کئے جائیں جو شریعت سے متصادم نہ ہوں۔ جب صارف اس نیک نیتی کے ساتھ جدید ذرائع ابلاغ کے میدان میں اترے گا تو اپنے اعمال کو اپنی نیت کے مطابق کرنے کی کوشش کرے گا اور اللہ کی مدد بھی شامل حال ہو گی۔ اس کے برعکس اگر صارف کی نیت خیر پر مبنی نہیں ہو گی تو اس کے اثرات براہ راست صارف کے اعمال پر ہوں گے جس کا نتیجہ یقیناً صارف اور معاشرے کی خرابی کی صورت میں ظاہر ہو گا۔

صارف کی تربیت میں ایک اہم پہلو اس کی شرعی احکام کے ساتھ وابستگی ہے۔ صارف کے لئے ضروری ہے کہ حلال و حرام کے معاملات سے آگاہ ہو اور اسے جائز و ناجائز کا ادارک ہو۔ شرعی حدود و قیود سے واقفیت ہی انسان کو گناہوں اور نافرمانیوں سے بچانے کا باعث بنتی ہے۔ شریعت کا علم انسان کے عمل میں نکھار پیدا کرتا ہے اور جو فرد شریعت کے ضابطے سمجھ لیتا ہے وہ اپنے لئے خیر کے دروازے کھول لیتا ہے۔ بصورت دیگر اسے نقصان اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اسی بات کو آپ ﷺ نے ذیل کی حدیث میں سمجھایا ہے:

((الحَلاَلُ بَيِّنٌ، وَالحَرَامُ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ لاَ يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى المُشَبَّهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ: كَرَاعٍ يَرْعَى حَوْلَ الحِمَى، يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ، أَلاَ وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، أَلاَ إِنَّ حِمَى اللَّهِ فِي أَرْضِهِ مَحَارِمُهُ))(1)

حلال اور حرام ظاہر ہیں اور ان کے درمیان کچھ مشتبہات ہیں، جن کو لوگوں کی اکثریت نہیں جانتی۔ تو جس نے خود کو ان مشتبہات سے بچا لیا اس نے اپنے دین اور عزت کو محفوظ کر لیا۔ اس کے برعکس اس مشتبہات میں گرفتار ہونے والے کی شخص کی مثال اس چرواہے کی طرح ہمیشہ خطرے میں ہے جو کسی شاہی چراگاہ کے آس پاس بکریاں چراتا ہے اور بکریوں کا اس شاہی چراگاہ

---

(1)۔ بخاری، "الجامع الصحيح"، كِتَابُ الإِيمَانِ، بَابُ فَضْلِ مَنِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ، ح52

میں گھسنے کا امکان ہے۔ اور خوب آگاہ رہو ہر بادشاہ کی شاہی چراگاہ ہوتی ہیں اور اس زمین پر اللہ تعالیٰ کی شاہی چراگاہ اس کی حرام کردہ اشیاء ہیں۔

اس حدیث سے یہ بات پتہ چلتی ہے اللہ کی حرام کردہ چیزوں کا اختیار کرنا، انسانوں کے لئے پریشانی وپشیمانی کا ذریعہ ہے، اور اس سے بچنے کا واحد ذریعہ علم ہے۔ لہذا ایک صارف کے لئے ضروری ہے کہ احکام الٰہی کا علم حاصل کرکے ان کے ساتھ وابستگی اختیار کرے تاکہ وہ جدید ذرائع ابلاغ کے استعمال کے دوران دانستہ یا غیر دانستہ طور پر اللہ کی نافرمانی کا مرتکب نہ ہو سکے۔

سوشل میڈیا صارف کا اخلاقی اور سماجی اقدار کے تحفظ اور فروغ کے لئے سرگرم ہونا بہت ضروری ہے۔ سب سے پہلے تو صارف کو تمام مکارم اخلاق اور رذائل سے آگاہی اور معاشرے میں ان کے منفی ومثبت اثرات کا علم ہونا چاہیے تاکہ وہ جدید ذرائع ابلاغ کے استعمال کے دوران اخلاقیات کے دائرہ میں رہ سکے۔ اس میں سچ بولنا، جھوٹ سے اجتناب، فحش گفتگو سے اجتناب، بہتان، غیبت اور چغلی سے پرہیز، لوگوں کے رازوں کی حفاظت اور ان کے معاملات کی پردہ پوشی بہت اہم عنوانات ہیں۔ شریعت نے ان سب باتوں کا تذکرہ کرکے انسانوں کو اس سے آگاہ کیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا﴾(1)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ تجسس نہ کرو۔ اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے

اس آیت نے نے اہل ایمان کو بہت عمدہ نصیحت کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے جس سے منع کیا ہے وہ بدگمانی ہے اور بدگمانی ہی جاسوسی اور غیبت کی بنیاد بنتی ہے اور یہ ایسے رذائل ہیں جو ایک مسلمان کی شان شایاں نہیں ہوسکتے، یہی وجہ کہ آپ ﷺ نے مسلمان کی عظمت کی بیان کرتے ہوئے فرمایا: ((لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيْءِ))(2) (مومن طعنہ مارنے والا، لعنت کرنے والا، بے حیا اور فحش گو نہیں ہوتا)۔ اس لئے ضروری ہے جدید ذرائع ابلاغ کا صارف ان اسلامی تعلیمات کا خیال رکھنے والا ہو تاکہ اس کے افعال سے دوسرے کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو اور مسلمان کا آپ ﷺ نے حکم بھی یہی دیا کہ جب بھی بات کہنی ہے تو

---

(1)۔الحجرات:12

(2)۔ترمذی، "جامع الترمذی"، أَبْوَابُ البِرِّ وَالصِّلَةِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي اللَّعْنَةِ، ح1977

خیر والی کہنی چاہیے بصورت دیگر خاموشی بہتر ہے[1] ، ایسے ہی سوشل میڈیا صارف بھی جب کوئی سرگرمی کرے تو اخلاقی اور سماجی طور پر مفید ہونی چاہیے۔

صارف کی تربیت میں ایک اہم چیز وقت کی اہمیت اجاگر کرنا ہے، جدید ذرائع ابلاغ کی ایجاد کی وجوہات میں سے ایک بنیادی وجہ وقت کو بچانا بھی تھا۔ اس کی مدد سے آپ کم وقت اور کم محنت میں زیادہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور آسانی کے ساتھ مطلوبہ معلومات تک رسائی اور مطلوبہ شخص تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔ شریعت نے وقت کی بڑی اہمیت دی ہے اور آپ ﷺ نے انسانوں کو زندگی کے ہر دور سے فائدہ اٹھانے کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

((اغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ: شَبَابَكَ قَبْلَ هِرَمِكَ، وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ، وَغِنَاءَكَ قَبْلَ فَقْرِكَ، وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ، وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ))[2]

"پانچ چیزوں سے پہلے پانچ کو غنیمت سمجھو: بڑھاپے سے پہلے جوانی کو، بیماری سے پہلے صحت کو، فقیری سے پہلے امارت کو، مصروفیت سے پہلے فارغت کو اور موت سے پہلے پہلے زندگی کو۔

اس حدیث میں آپ ﷺ نے انسانوں کو وقت کی اہمیت کا خوب احساس دلایا ہے اور یہی احساس سوشل میڈیا صارف کو سکھانے کی ضرورت ہے۔ جب انسان کو وقت کی اہمیت کا درست ادارک ہو گا تو یقیناً وہ جدید ذرائع ابلاغ کو صرف ضرورت کے وقت کی استعمال کرے گا۔ وقت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ کل قیامت کو اللہ تعالی نے انسان سے اس کی مصروفیت کے متعلق بھی سوال کرنا ہے[3]۔ لہذا جدید ذرائع ابلاغ پر آنے سے پہلے صارف کو وقت کا تعین کرنا چاہیے اور اس کے متعلق روزانہ، ہفتہ روزہ اور ماہانہ کی بنیاد پر اپنے اوقات کا جائزہ لینا چاہیے اور جو وقت جدید ذرائع ابلاغ پر صرف ہوا ہو اس میں کئی گئی سرگرمیوں کا بھی معیاری ہونا چاہیے۔ اس لئے صارف کے لئے جہاں یہ پہلو انتہائی ضروری ہے کہ غیر ضروری اور لغو کاموں سے مکمل اجتناب کرے وہاں یہ بھی اہم ہے کہ مفید کاموں کو بھی اعتدال کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے اور اس سلسلے میں بے قاعدہ نظام الاوقات مرتب کرے۔

---

(1)۔((وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ))، بخاری، "الجامع الصحيح"، كِتَابُ الأَدَبِ، مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ، ح6018

(2)۔امام حاکم، ابو عبداللہ نیشاپوری، المستدرك على الصحيحين (بيروت دارالكتب العلميه، 1411ھ)، كِتَابُ الرِّقَاقِ، ح7846

(3)۔((لَا تَزُولُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ عُمُرِهِ فِيمَا أَفْنَاهُ))، ترمذی، "جامع الترمذی"، أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ، بَابٌ فِي الْقِيَامَةِ، ح2417

جدید ذرائع ابلاغ کے صارف کی تربیت میں ایک اہم پہلو یہ بھی کہ اس میں اتنا مگن نہ ہو جائے کہ انسان اپنی ذمہ داریوں اور حقوق ہی سے غافل ہو جائے۔ انسان کے ذمہ اللہ اور بندوں کے کئی حقوق ہیں، اس لئے جدید ذرائع ابلاغ کے صارف کو ان حقوق کا محافظ ہونا چاہیے۔ حقوق سے غفلت کسی بھی لحاظ سے مناسب رویہ نہیں ہے اور اس کا نقصان نہ صرف صارف کو اٹھانا پڑتا ہے بلکہ اس کے متعلقین پر بھی اس کے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ عبادات میں سستی، نمازوں سے غفلت، تلاوت واذکار سے بے اعتنائی، زوجین کی باہمی چپقلش، والدین اور اولاد کے حقوق میں لاپرواہی اور آداب مجلس کی رسوائی میں جدید ذرائع ابلاغ میں مصروفیت کا اہم کردار ہے۔ وہ افراد جو اپنی مصروفیت کے باوجود اپنے فرائض سے غفلت نہیں برتتے، ان کا تذکرہ قرآن مجید میں ان الفاظ میں کیا ہے:

﴿رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِوَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ﴾ (1)

جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کی یاد سے اور اقامت نماز وادائے زکوۃ سے غافل نہیں کر دیتی۔

اس آیت میں اللہ تعالی نے ان انسانوں کی تعریف وتوصیف کی ہے جو ہر قسم کے حالات میں اپنے فرائض کی طرف توجہ رکھتے ہیں۔ اس سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ صارفین کو اس بات کا خصوصی خیال رکھنا چاہیے اور جدید ذرائع ابلاغ کے استعمال کے دوران اپنے ذمہ داریوں کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔

صارفین کی مندرجہ بالا تربیتی پہلوؤں کے ساتھ ساتھ اس کے مزاج میں دینی اقدار کو پھیلانے کا خواہش، سماجی، اخلاقی اور ثقافتی اقدار کا حفاظت، خطرات کا مقابلہ کرنے کا اہلیت اور سازشوں کا ادارک کرنے کی صلاحیت کا ہونا ضروری بہت ضروری ہے۔ کیونکہ اگر صارف اسلامی معاشرے کا مزاج سے ناآشنا اور کفار اور ملحدین کے طریقہ کار سے بے خبر ہو گا تو وہ فائدے کی بجائے نقصان کا باعث بنے گا۔ اس لئے ضروری ہے وہ میانہ روی اور اعتدال کے ساتھ اورآداب اختلاف کے اصولوں پر کاربند ہو کر اس مجازی دنیا میں اپنا مثالی کردار ادا کرنے کی کوشش کرے۔ اس حوالے سے ذرائع ابلاغ کے عمومی اصول و قوانین کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے، جن میں خبر کی اشاعت کا طریقہ کار، خبر اورافواہ میں باہمی فرق، بہتان اور غیبت کی قباحت اورآداب گفتگو سے واقفیت وغیرہ شامل ہیں۔

جدید ذرائع ابلاغ کے استعمال کے دوران صارفین کو باہمی احترام کا خصوصی خیال رکھنا چاہیے اور کسی کے ساتھ بدتمیزی کے ساتھ پیش نہیں آنا چاہیے اور دوسرے صارفین کی بے عزتی نہیں کرنی چاہیے

جدید ذرائع ابلاغ پر کسی کے ساتھ مکالمہ کرتے وقت اس سے اختلاف اور تائید کے لئے اعتدال کا رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ اختلاف کی صورت میں مہذب انداز کے ساتھ اپنا نقطہ نظر پیش کرنا چاہیے اور اتفاق کی صورت میں بھی مناسب الفاظ کا انتخاب کرنا چاہیے۔

---

(1)۔النور:37

صارفین کو ہراساں کرنا

ہر معاشرے میں ایسے افراد موجود ہوتے ہیں جو اپنے سے کمزور افراد پر دھونس جماتے رہتے ہیں، ایسے لوگوں کو دوسرے افراد کو ڈرانے اور ستانے میں لطف ملتا ہے گویا یہ ایک قسم کے نفسیاتی مریض ہوتے ہیں عام حالات میں اس سلسلے میں کافی موانع ہوتے ہیں تاہم جدید ذرائع ابلاغ پر ایسے افراد ہیں جو دوسروں کو ہراساں کرتے رہتے ہیں اس سلسلے میں کسی ذات یا شکل وصورت اور رنگ ونسل کو بہانہ بناکر اسے نفرت انگیز پیغامات ارسال کرنا یا پھر کسی کی کمزوری کو بنیاد بناکر اسے دھمکی آمیز پیغامات بھیجنا شامل ہیں۔ اس کے علاوہ صارفین کی پروفائل پر گندے تبصرے کرنا اور انہیں مختلف ڈراوے دیکر غیر اخلاقی اور غیر قانونی کاموں کے لئے تیار کرنا بھی شامل ہے۔ اس کا زیادہ شکار عموماً بچے اور خواتین ہوتی ہیں۔ اس سلسلے میں آپ ﷺ کی اس فرمان کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے جس میں آپ ﷺ نے مسلمان کو ڈرانے سے منع کیا ہے[1] اس لئے سوشل میڈیا پر ایسا انداز اختیار کرنا جو عام افراد کو خوف میں مبتلا کردے کسی بھی صورت میں جائز نہیں۔ مزید برآں سوشل میڈیا صارفین کو جذباتی طور پر مضبوط ہونا چاہیے اور تسلی رکھنی چاہیے کہ وہ اپنے گھر اور دفتر میں محفوظ ہیں۔ لہذا انہیں خواہ مخواہ بلیک میل ہونے کی ضرورت نہیں اور کسی کی دھمکی کی وجہ سے کوئی نقصان دہ قدم اٹھانے پہلے اس سلسلے متعلقہ اداروں سے ضرور رابطہ کرکے، حلقہ احباب میں مشورہ کرکے، بچے اپنے والدین اور خواتین اپنے محرمات کو اس میں شامل کرکے نقصان دہ صورت حال سے عمدہ طریقے سے نمٹ سکتے ہیں۔

چونکہ جدید ذرائع ابلاغ پر اشتراک کیا گیا مواد عمومی طور پر سارے صارفین کی پہنچ میں ہوتا اور ان صارفین میں بچوں سمیت ہر عمر اور مزاج کے مرد وخواتین شامل ہوتے ہیں، اس لئے ایسے مواد کے اشتراک سے بچنا بہت ضروری ہے جو سوسائٹی کے کسی بھی طبقے پر منفی اثرات مرتب کرسکتا ہے۔ ایک مسلمان کسی بھی حالت میں معاشرے کے بگاڑ کا حصہ نہیں بن سکتا کیونکہ آپ ﷺ نے مسلمان کی شان یہ بیان کی ہے کہ وہ ہر مسلمان کا خیر خواہ ہوتا ہے[2] اور ہمیشہ خیر اور فلاح کے کاموں میں پیش پیش ہوتا ہے اور کسی مسلمان کو تکلیف نہیں پہنچاتا جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد گرامی ہے:

﴿ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا﴾[3]

---

(1)۔((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يُرَوِّعَ مُسْلِمًا))۔(کسی مسلمان کا اپنے مسلمان بھائی کو ڈرانا جائز نہیں)، ابوداؤد، "سنن ابوداؤد، کتاب الادب، باب من یاخذ الشئی علی المزاح، ح5004

(2)۔((وَالنُّصحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ))، بخاری، "الجامع الصحيح"، كِتَابُ الأَحْكَامِ، بَابٌ كَيْفَ يُبَايِعُ الإِمَامُ النَّاسَ، ح7204

(3)۔ الاحزاب:58

'اور جو لوگ مومن مردوں اور عورتوں کو بے قصور اذیت دیتے ہیں انھوں نے ایک بڑے بہتان اور صریح گناہ کا وبال اپنے سر لے لیا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے اہل ایمان کو اذیت دینے کی وعید بیان کی ہے اس لئے جدید ذرائع ابلاغ کا صارف اپنی کسی حرکت سے کسی مسلمان کو پریشان کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ایک مسلمان کا رویہ تو یہ ہوتا ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح دوسرے مسلمانوں کے فائدے کی کوشش کرتا رہتا ہے اور اگر کسی وجہ سے وہ مفید کام نہیں کر سکتا تو مسلم معاشرے کے لئے شر کا باعث نہیں بنتا، جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((تَكُفُّ شَرَّكَ عَنِ النَّاسِ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ مِنْكَ عَلَى نَفْسِكَ))[1]

اپنے شر سے لوگوں کو محفوظ رکھنا یہ تیرے لئے صدقے کے برابر ہے۔

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے ایسے کام جن کی وجہ سے لوگوں کو تکلیف ہو، کسی بھی صورت میں جائز نہیں ،اس لئے جدید ذرائع ابلاغ پر لوگوں سے تعامل کے دوران کوئی ایسا انداز اختیار نہیں کرنا چاہیے جس سے ان کو ذہنی یا نفسیاتی طور پر پریشانی اٹھانی پڑے اور مسلمان کو حراساں کرنا بھی آپ ﷺ کی تعلیمات کے منافی بھی ہے اور قانونی طور پر کسی کو حراساں کرنا بھی ناجائز ہے اور سائبر کرائم کے ضمن میں آتا ہے۔

سائبر کرائم (Cyber Crime) سے مراد وہ جرائم ہیں جو کمپیوٹر، سیل فون، انٹرنیٹ یا الیکٹرانک آلات کی مدد سے کئے جاتے ہیں۔ان جرائم میں مواد کی چوری، وائرس کا پھیلاو، غیر اخلاقی تصاویر کی اشاعت، معلومات کی چوری، مالی دھاندلی، ہیکنگ، آئن لائن بلیک میلنگ، دھمکی آمیز پیغامات، جعلی اکاونٹ وغیرہ شامل ہیں۔

سائبر کرائم سے بچاو کے لئے سب سے پہلا کام صارفین کی آگاہی ہے، جدید ذرائع ابلاغ پر موجود صارفین کو سائبر کرائم کی تفصیلات سے آگاہ کرنا اور ان سے بچنے کی تربیت دینے کی ضرورت ہے۔

---

(1)۔ مُسلم،"المسند الصحيح "، كِتَابُ الْإِيمَانَ،بَابُ بَيَانِ كَوْنِ الْإِيمَانِ بِاللهِ تَعَالَى أَفْضَلَ الْأَعْمَالِ،ح136

مبحث دوم: جدید ذرائع ابلاغ پر آزادی کی اسلامی حدود و قیود

جدید ذرائع ابلاغ میں ہر صارف اپنے خیالات اور رائے کا اظہار کر سکتا ہے، اس میں کوئی جانچ پڑتال کا نظام نہیں ہے اور چونکہ افراد کی تربیت بھی اس درجے کے نہیں ہے کہ وہ اس بات کا فیصلہ کر سکیں کہ کیا کہنا ہے اور کیا نہ کہنا اس لئے وہ جو کچھ بھی ان کے ذہن میں آتا ہے، ذرائع ابلاغ پر لے آتے ہین اور کسی قسم حدود و قیود اور سنسر سپ کی پالیسی نہ ہونے کیوجہ سے غیر تحقیقی مواد معاشرے میں پھیل جاتا ہے اللہ تعالی نے قرآن مجید میں اس بات کی نصحیت کی ہے کہ ہر بات / خبر معاشرے میں عام نہ کی جائے بلکہ پہلے اسکا تجزیہ کیا جائے اور اس کے بعد اگر وہ معاشرے کے لئے مفید ہو تو نشر کی جائے بصورت دیگر اسے پردہ اخفاء میں رکھا جائے لیکن جدید ذرائع ابلاغ میں ایسی کوئی پابندی نہ ہونے کی وجہ سے وہ معاشرے کے لئے مہلک بن جاتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے جدید ذرائع ابلاغ کی آزادی کو اسلامی حدود و قیود کے تناظر میں سمجھا جائے۔ اس سلسلے میں ذیل کے امور کا خیال رکھنے کی ضرورت ہے:

احکام شریعت کی پابندی

امور تعلیم و تربیت میں جدید ذرائع ابلاغ کے استعمال کے حوالے سے احکام شریعت کو مد نظر رکھنا بہت ضروری ہے کیونکہ تعلیم و تربیت کا بنیادی مقصد ہی معاشروں کو اللہ کی شریعت پر کھڑا کرنا ہے تو اگر اس پیغام کے ابلاغ ہی میں اللہ کی شریعت کو نظر انداز کر دیا تو عمدہ نتائج کا حصول بھی ممکن نہیں ہے

سچائی اور صداقت

اسلام میں سچ بولنا اور سچائی کو پھیلانا بنیادی اصولوں میں شامل ہے۔ اس لیے جدید ذرائع ابلاغ میں نشر کی جانے والی معلومات سچی، حقائق پر مبنی اور مصدقہ ہونی چاہئیں۔ جھوٹ، غلط بیانی، اور افواہیں پھیلانے سے سختی سے پرہیز کیا جانا چاہیے۔

غیبت اور تہمت سے پرہیز

اسلام میں غیبت (کسی کی عدم موجودگی میں برائی کرنا) اور تہمت (جھوٹی بات منسوب کرنا) ممنوع ہے۔ جدید میڈیا، خصوصاً سوشل میڈیا، میں دوسروں کی عزت اور وقار کا خیال رکھا جائے اور ان پر جھوٹی تہمتیں لگانے سے بچا جائے۔

فحاشی اور بے حیائی سے اجتناب

اسلام میں بے حیائی، فحش مواد اور غیر اخلاقی مواد کی نشر و اشاعت سختی سے ممنوع ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ میں بھی فحاشی، عریانی، اور بے حیائی پر مبنی مواد نشر کرنے سے گریز کیا جائے تاکہ اسلامی معاشرتی اقدار کو برقرار رکھا

جا سکے۔

انصاف اور غیر جانبداری

اسلامی تعلیمات کے مطابق انصاف کو قائم رکھنا اور ہر معاملے میں غیر جانبدار رہنا ضروری ہے۔ ذرائع ابلاغ کو چاہیے کہ وہ غیر جانبدار ہو کر حقائق پیش کرے اور کسی بھی قسم کے تعصب یا جانبداری سے پرہیز کرے۔

عزت اور وقار کی حفاظت

اسلامی قانون میں کسی کی عزت اور وقار کو نقصان پہنچانا سخت گناہ ہے۔ میڈیا کو چاہیے کہ وہ افراد کی عزت اور وقار کی حفاظت کرے اور ایسے مواد سے گریز کرے جو کسی کی شخصیت کو داغدار کرے۔

رازداری کا احترام

اسلام میں ذاتی معاملات میں دخل اندازی اور رازداری کی خلاف ورزی ممنوع ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ میں لوگوں کی ذاتی معلومات، تصاویر، یا ویڈیوز بغیر اجازت نشر نہیں کی جانی چاہئیں تاکہ ان کی پرائیویسی کا تحفظ کیا جاسکے۔

معاشرتی ہم آہنگی اور فتنہ انگیزی سے گریز

اسلامی اصولوں کے مطابق معاشرے میں امن و امان قائم رکھنا اور فتنہ و فساد سے بچنا ضروری ہے۔ جدید میڈیا کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ ان کے مواد سے معاشرتی اختلافات اور فتنہ انگیزی نہ ہو، اور لوگوں میں بھائی چارے اور ہم آہنگی کو فروغ دیا جائے۔

اخلاقیات اور ادب کا خیال

اسلامی شریعت میں ہر فرد کو اخلاقیات اور ادب کے دائرے میں رہ کر گفتگو کرنے اور مواد نشر کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ کو چاہیے کہ وہ ادب اور اخلاقیات کا دامن نہ چھوڑے اور تہذیب یافتہ انداز میں اپنے پیغام کو پیش کرے۔

شرعی مقاصد کا فروغ

جدید ذرائع ابلاغ کو استعمال کرتے ہوئے اسلامی معاشرتی، اخلاقی، اور دینی اقدار کو فروغ دینا چاہیے۔ ذرائع ابلاغ کا مقصد دین اسلام کی صحیح تعلیمات کو عام کرنا اور اسلامی معاشرتی اصولوں کی تعلیم دینا ہونا چاہیے۔

خلاف شرع مواد سے اجتناب

ایسے مواد سے مکمل گریز کیا جائے جو اسلامی تعلیمات کے خلاف ہو، جیسے کہ جوا، سود، شراب نوشی، اور دیگر حرام افعال کی ترویج۔ جدید میڈیا کو حلال اور جائز سرگرمیوں کی ترویج میں مصروف ہونا چاہیے۔

گمراہ کن معلومات کی روک تھام

اسلامی تعلیمات میں دھوکہ دہی اور گمراہ کن معلومات کی سخت ممانعت ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ کو اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ وہ عوام کو غلط یا گمراہ کن معلومات نہ پہنچائیں اور ہر معلومات کی تصدیق کے بعد ہی نشر کریں۔

علمی وفکری اختلافات کا ادب

اسلام میں علمی وفکری اختلافات کا ادب ملحوظِ خاطر رکھا جاتا ہے۔ جدید میڈیا میں مختلف نظریات اور آراء کا احترام کیا جانا چاہیے، اور ایسے مباحث سے گریز کیا جانا چاہیے جو فرقہ واریت یا انتہا پسندی کو جنم دیں۔

تصویر میں حد اعتدال

جدید ذرائع ابلاغ میں تصویر کو بنیادی حیثیت حاصل ہے اور صارف کی پروفائل سے لے کر پیش کئے جانے والے مواد تک کا اکثر وبیشتر حصہ تصاویر پر مشتمل ہوتا ہے۔ تصاویر کے حوالے سے اہل علم کے درمیان مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔ ذیل میں ہم شریعت اسلامیہ کی روشنی میں تصویر کی حدود وقیود طے کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اللہ کی نازل کردہ شریعت میں تصویر کی اصلاً حرمت ہے جیسا کہ حدیث میں ہے:

((أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ، فَلَمَّا رَآهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى البَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ، فَعَرَفَتْ فِي وَجْهِهِ الكَرَاهِيَةَ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَتُوبُ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ، مَاذَا أَذْنَبْتُ؟ قَالَ: «مَا بَالُ هَذِهِ النُّمْرُقَةِ» فَقَالَتْ: اشْتَرَيْتُهَا لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ القِيَامَةِ، وَيُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ" وَقَالَ: «إِنَّ البَيْتَ الَّذِي فِيهِ الصُّوَرُ لاَ تَدْخُلُهُ المَلاَئِكَةُ»)) (1)

آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہا انہوں نے ایک تصویروں والا گدا خریدا، جب آپ ﷺ نے اس گدے کو دیکھا تو گھر داخل ہونے کی بجائے دروازے پر ہی کھڑے ہوگئے، جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے چہرے پر ناپسندیدگی کے اثار دیکھے تو کہا کہ میں توبہ کرتی ہو، آپ بتائیں کہ مجھ سے کیا غلطی سرزد ہوگئی؟، آپ ﷺ نے پوچھا یہ گدا کیسا ہے؟ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہ آپ ﷺ کے بیٹھنے اور ٹیک لگانے کے لئے خریدا

---

(1)۔ بخاری، "الجامع الصحيح"،، كِتَابُ اللِّبَاسِ، بَابُ مَنْ لَمْ يَدْخُلْ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ، ح 5961

ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا، یقیناً اس قسم کی تصاویر بنانے والوں کو قیامت والے دن سخت ترین عذاب دیا جائے گا اور انہیں کہا جائے گا کہ جو بنایا ہے اس میں روح ڈالو، اور مزید فرمایا کہ جس گھر میں تصویر ہو وہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

آپ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی تصویر کی حرمت کے حوالے سے نص کا درجہ رکھتا ہے اس میں آپ ﷺ نے تصویر کی حرمت کے ساتھ ساتھ اس کی مزید قباحتیں بھی بیان کی ہیں۔ صحیح بخاری کی ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے مصور کو سخت عذاب کی وعید بھی سنائی ہے[1]۔ امام بخاری نے تصویر کی حرمت کے حوالے سے دس ابواب کے تحت 14 احادیث نقل کرکے اس کی قباحت کو اجاگر کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے جب ایک مصور نے سوال کیا تو انہوں نے یہ جواب دیا: ((وَيْحَكَ، إِنْ أَبَيْتَ إِلَّا أَنْ تَصْنَعَ، فَعَلَيْكَ بِهَذَا الشَّجَرِ، كُلِّ شَيْءٍ لَيْسَ فِيهِ رُوحٌ)) [2] ، (تیرا بھلا ہو، اگر تجھے تصویریں بنانے پر اصرار ہی ہے تو درختوں یا ان چیزوں کی بنالیا کرو جن میں روح نہیں ہوتی)۔ اس حدیث میں صحابی نے تصویر کی اجازت دینے کی بجائے مصور کی توجہ ذی روح سے ہٹ کی چیزوں کی طرف مبذول کروائی کہ ان کی تصویر بنالیا کرو تاکہ تمہارا کاروبار بھی چلتا رہے اور شرعی وعید سے بھی بچت ہو جائے۔

شریعت میں جن نصوص میں حرمت تصویر کا تذکرہ ہے، ان نصوص کا حکم "مُعَلَّل" ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی حرمت کی علت سمجھی جاسکتی ہے، تصویر سازی کی حرمت کی ایک بڑی علت اس کی عبادت ہے، سابقہ اقوام اپنے نیک افراد کی یاد رکھنے کے لئے کی تصاویر تیار کرتے تھے اور عموماً ان کو عبادت گاہوں میں آویزاں کرتے تھے، جیسا کہ جب حضرت ام سلمہ نے حبشہ کے ایک کینسہ میں موجودہ تصاویر کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا:

((أُولَئِكَ قَوْمٌ إِذَا مَاتَ فِيهِمُ العَبْدُ الصَّالِحُ، أَوِ الرَّجُلُ الصَّالِحُ، بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا، وَصَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ)) [3]

یہ وہ لوگ تھے کہ جب ان میں کوئی نیک انسان فوت ہو جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنادیتے اور وہاں

---

(1)۔((إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ القِيَامَةِ المُصَوِّرُونَ))، ایضاً، كِتَابُ اللِّبَاسِ، بَابُ عَذَابِ الْمُصَوِّرِينَ يَوْمَ القِيَامَةِ، ح 5950

(2)۔ ایضاً، كِتَابُ البُيُوعِ، بَابُ بَيْعِ التَّصَاوِيرِ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا رُوحٌ، ح2225

(3)۔((سَمِعْتُ رَجُلًا فِي سُوقِ عُكَاظٍ يَقُولُ: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ، قُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ تُفْلِحُوا))، ابن حنبل، مُسند احمد بن حنبل ، ح23151

تصاویر بھی بنا دیتے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تصاویر کی حرمت کی وجہ اس کا شرک کے طرف لے کر جانا اور صفت خالقیت سے تشبیہ ہے، مزید بر آں ایسی تصاویر جو بے حیائی یا منکرات کی طرف مائل کرتیں ہوں وہ بھی ناجائز ہیں۔ تصاویر کی تعظیم کرنا اور اس کی نمود نمائش کے لئے استعمال کرنا بھی ایک قبیح امر ہے۔

انسانوں کی دنیاوی و اُخروی کامیابی کے لئے تعلیم و تربیت ایک ضروری امر ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے مکہ کے لوگوں کی اصلاح کے لئے عکاظ کے میلوں میں جایا کرتے تھے[1]، حالانکہ ان میلوں میں موجود لوگ اپنے اپنے معاملات میں مگن ہوتے تھے جب کہ اس کے بر عکس جدید ذرائع ابلاغ سے منسلک مسلم افراد دینی و تربیتی مواد کو صرف پسند کرتے ہیں۔ جبکہ دوسری طرف امور تعلیم و تربیت میں تصویر کو استعمال کرنا مربیان کے لئے ایک ایسی عظیم مصلحت ہے جو فساد تصویر پر غالب ہے۔ مزید بر آں تعلیم و تربیت کے لئے تصاویر کا استعمال کرنے کے حوالے سے بھی ہمیں شریعت سے رہنمائی ملتی ہے جیسا کہ صحابیات اپنے بچوں کو بہلانے کے لئے کھلونے بنا کر دیا کرتی تھیں[2]۔ ایسے ہی احادیث میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا گڑیوں اور کھلونوں کا ذکر ملتا ہے، جس سے امور تعلیم و تربیت میں تصاویر کی جواز کی شکل نکلتی ہے۔ سعودی عرب کی دائمی فتوی کونسل نے اسی معاملے کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے:

"النهي عن التصوير عام دون نظر إلى الآلة والطريقة التي يكون بها التصوير. أما التلفزيون فيحرم ما فيه من غناء أو موسيقي وتصوير وعرض صور ونحو ذلک من المنكرات ويُباح ما فيه من محاضرات إسلامية ونشرات تجارية أو سياسية ونحو ذلک مما لم يرد في الشرع منعه وإذا غلب شره على خيره كان الحكم للغالب"[3]

تصویر کی حرمت عمومی ہے چاہیے وہ کسی بھی آلے سے بنائی جائے، البتہ جہاں تک ٹیلی ویژن کی تصاویر کا تعلق ہے تو اس میں جو موسیقی، گانے اور بے حیائی پر مبنی تصاویر حرام ہیں، اس میں جو اسلامی محاضرات، تجارتی اور سیاسی خبریں اور غیر شرعی کام کا دیکھنا جائز ہے لیکن جب ان میں بھی شر غالب آجائے تو حرام ہے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ جدید ذرائع ابلاغ میں موجودہ تصاویر جب امور تعلیم و تربیت کے ساتھ منسلک اور

---

(1)۔ بخاری، "الجامع الصحيح"، كِتَابُ الصَّلاَةِ، بَابُ الصَّلاَةِ فِي البِيعَةِ، ح434

(2)۔ ((وَنَجْعَلُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ العِهْنِ)) ایضاً، كِتَابُ الصَّوْمِ، بَابُ صَوْمِ الصِّبْيَانِ، ح1960

(3)۔ فتاوى اللجنة الدائمة: 1/674، فتوی نمبر 5806

معاون ہوں تو ایسے تصاویر کا استعمال نہ صرف درست ہے بلکہ معاشرے میں پھیلتے ہوئے شر پر قابو پانے کے لئے ایک ضروری امر ہے، اگرچہ بعض اہل علم ان حالات میں بھی تصویر کو ناجائز سمجھتے ہیں، جیسا کہ مفتی شفیع صاحب "المنجد"[1] کے مقدمے میں رقمطراز ہیں:

"سہولت اور جدت پسندی آج کل عام لوگوں کا ذہن بنتا جارہا ہے اور وہ فی نفسہ کوئی مذموم چیز بھی نہیں ہے بشرطیکہ اصل حقیقت کو اس سہولت اور جدت پسندی کی بھینٹ نہ چڑھا دیا جائے۔۔۔ احادیث متواترہ میں آپ ﷺ نے جاندار کی تصاویر بنانے اور استعمال کرنے کو حرام وناجائز قرار دیا ہے۔ کیا کوئی عقلمند ایسے صحیح قرار دے سکتا ہے کہ محض اس سہولت پسندی کے لئے آخرت کا عذاب خریدا جائے، اگر صرف سطحی فوائد ہی پر نظر کی جائے تو جتنے جرائم اور محرمات شرعیہ ہیں، ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس میں کوئی فائدہ نہ ہو۔"[2]

اس تمہید کے بعد مفتی صاحب تصویر کے حوالے سے یوں رقمطراز ہیں:

"اسی طرح اگرچہ تصویروں کے ذریعے حیوانات کو پہچاننا آسان ہو جاتا ہے، اس کے بغیر جب تک طویل عبارت سے ان کی صورت اور کیفیات کو بیان نہ کیا جائے، پہچاننا مشکل ہوتا ہے۔ تو اس آسانی کے بالمقابل اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کا عذاب کیا اس سے کم ہے۔۔۔ اگرچہ جانداروں کا پہچاننا بغیر تصویر کے کچھ مشکل ہے تو مسلمان اس مشکل اور مصیبت کو گناہ کے مقابلے میں خوشی خوشی قبول کرنے کو تیار ہوگا"۔[3]

مفتی شفیع صاحب کا یہ تجزیہ جو آج سے ساٹھ (60) سال قبل کا ہے اگرچہ تصویر کے حوالے سے ایک شاندار تجزیہ ہے اور اس سختی کا مقصد یہ ہے امت مسلمہ کو تصویر کے فتنے سے بچایا جائے لیکن اس بے جا سختی کا نقصان یہ ہوا کہ آج تصویر اتنی عام ہو چکی ہے کہ اس کے سرے سے کوئی قباحت باقی ہی نہیں رہی۔ عصر حاضر میں غیر اخلاقی تصاویر ایک فتنے کا باعث بنی ہوئی ہے اور تشہیری اداروں نے عورت کی تصاویر کی مدد سے اپنی تشہیر کو خوب فروغ دیا ہے۔ مزید بر آں تصویر کو معاشرے میں اتنا عام کر دیا ہے کہ اب کوئی بھی کام تصویر کے بغیر ممکن نہ رہا اور ہر شعبہ زندگی میں طوعا و کرھا تصویر کو قبول کر لیا گیا ہے۔ تصویر کی اسی قبولیت عامہ کو دیکھتے ہوئے کئی اہل

---

(1)۔المنجد (عربی سے اردو) ایک مشہور لغت ہے، جیسے ایک عیسائی لوئس معلوف نے مرتب کیا تھا، ایک عیسائی ہونے کے ناطے اس ڈکشنری میں عیسائیت کی جھلک چھلکتی تھی اور بعض جانداروں کی معرفت کے لئے ان کی تصاویر دی گئی تھی، پروفیسر عبد الرزاق کی ادارت میں علماء کی ایک جماعت نے اس کی اصلاح کرے اسے از سر نو شائع کروایا، اسی لغت کا مقدمہ مفتی شفیع صاحب نے لکھا ہے۔

(2)۔لوئس معلوف الیسوعی، المنجد، کراچی، دار الاشاعت، 1967ء، مترجم (مفتی شفیع، پروفیسر عبد الرزاق و دیگر علماء دیوبند)، ص25

(3)۔ایضاً

علم نے ڈیجیٹل تصویر کو جائز قرار دے دیا ہے۔ یہ ایک طرح سے دوسری انتہاء ہے اور درست بات یہ ہے تصویر کی حرمت مقاصد سے معلق ہے جب مقصد، شرک، شخصیت پرستی، نمود و نمائش وغیرہ ہو گا تو حرام ہے بصورت دیگر یہ ضرورت کے درجے میں آئے گی۔

تاہم موجود دور میں جدید ذرائع ابلاغ جس قدر امور تعلیم و تربیت میں سرایت کر چکے ہیں، محض تصویر کی وجہ سے ان سے کنارہ کشی اختیار کرنا سماج کو فسادیوں کے رحم و کرم پر چھوڑنے کے مترادف ہے، لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ معاشروں کی تعلیم و تربیت کے لئے جدید ذرائع ابلاغ کا بھرپور استعمال کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے اور اس کے لئے فخر و مباحات اور افراط و تفریط سے بچتے ہوئے ضرورت کے مطابق تصاویر کو استعمال کرنے میں کوئی ہرج نہیں ہے جیسا کہ علامہ البانی صاحب لکھتے ہیں:

"وإن كنا نذهب إلى تحريم الصُّور بنوعيه جازمين بذلك فإننا لا نرى مانعًا من تصوير ما فيه فائدة متحققة بدون أن يقترن بها ضرر ما، ولا تتيسر هذه الفائدة بطريق أصله مباح،مثل التصوير الذي يحتاج إليه الطبّ وفي الجغرافيا وفي الاستعانة على اصطياد المجرمين والتحذير منهم ونحو ذلك فإنه جائز بل قد يكون بعضه واجبًا في بعض الأحيان"

اگرچہ ہم تصویر بنانے اور لٹکانے کی حرمت کے پورے وثوق سے قائل ہیں لیکن اس کے باوجود ایسی تصاویر جس سے کوئی فائدہ قانونی فائدہ حاصل ہوتا ہو اور اس میں کوئی شرعی ضرر لاحق نہ ہو، ایسی تصاویر کی کوئی ممانعت نہیں ہے، بشرطیکہ کہ یہ فائدہ کسی اور طریقے سے حاصل نہ ہوتا ہو جیسا کہ طب اور جغرافیہ کو سمجھنے کے لئے اور ایسے مجرموں اور پکڑنے اور دہشت گردوں سے بچنے کے لئے تصاویر کا استعمال نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ بسا اوقات واجب بھی ہے۔

مذکور بالا بحث سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ امور و تعلیم و تربیت میں تصاویر کے استعمال وقت کی اہم ضرورت ہے اور شریعت اسلامیہ کے دلائل بھی اس کی تائید کرتے ہیں، تاہم تصاویر کی بناوٹ اور استعمال میں شرعی اصول و ضوابط کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے اور محض نمود و نمائش کے لئے تصاویر کا استعمال درست عمل نہیں ہے اور ایسی تصاویر جو شرک، معصیت اور منکرات کی طرف راغب کرنے والی ہوں، ان کو بنانا اور تعظیم دینا شرعاً ناجائز ہے ،مزید برآں جدید ذرائع ابلاغ کا مواد تیار کرنے افراد کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ شریعت میں تصویر کی اصلاً ممانعت ہے اس لئے امور تعلیم و تربیت میں تصویر کا استعمال بقدر ضرورت ہی کیا جائے۔

موسیقی کی حدود و قیود

جدید ذرائع ابلاغ میں دوسری اہم چیز جس سے واسطہ پڑتا ہے وہ موسیقی ہے۔ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں

جہاں شیطان کی مہلت کا ذکر کیا تو وہیں ان ذرائع کا بھی تذکرہ ہے جو شیطان انسانوں کو گمراہ کرنے کے لئے اختیار کرتا ہے، انہی میں سے ایک ذریع موسیقی بھی ہے جیسا کہ ارشاد گرامی ہے۔

﴿وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ﴾(1)

اور ان میں سے جس کو اپنی آواز کے ساتھ بہکا سکے بہکا۔

اس آیت میں اللہ تعالی نے شیطان کی آواز کا ذکر کیا ہے جس کے ساتھ وہ لوگوں کو گمراہ کرتا ہے، اس آواز کی تفسیر کرتے ہوئے امام قرطبی لکھتے ہیں:

"وَصَوْتُهُ كُلُّ دَاعٍ يَدْعُو إِلَى مَعْصِيَةِ اللَّهِ تَعَالَى، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. مُجَاهِدٌ: الْغِنَاءُ وَالْمَزَامِيرُ وَاللَّهْوُ. الضَّحَّاكُ: صَوْتُ الْمِزْمَارِ"(2)

اور صوت سے مراد ہر وہ آواز ہے جو اللہ کی نافرمانی کی طرف بلائے، ابن عباس اور مجاہد کے مطابق اس سے مراد گانا بجانا، آلات موسیقی اور لہو کام ہے اور ضحاک کے مطابق بانسری کی آواز ہے۔

تفسیر قرطبی سے اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر وہ آواز جو انسان کو اللہ کے دین سے غافل کردے اور اسے مقصد حیات سے دور کردے وہ شیطان کی آواز کہلائے گی۔ موجودہ دور میں موسیقی میں یہ وصف کمال درجے میں موجود ہے۔ موسیقی کی یہ حرمت اس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ امور تعلیم وتربیت میں جدید ذرائع ابلاغ کے استعمال کے دوران انہیں موسیقی سے پاک رکھا جائے اور بوقت ضرورت بیک گراونڈ میں موسیقی اور ساز کی بجائے دیگر جائز ذرائع کو استعمال کیا جائے۔

---

(1)۔ الاسراء:64

(2)۔ القرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد، الجامع الاحکام القرآن، (مصر، دار الکتب)، 10/288

مبحث سوم: جدید ذرائع ابلاغ کے مؤثر استعمال میں طلبہ، اساتذہ اور والدین کردار

جدید ذرائع ابلاغ نے تعلیم و تربیت کے میدان میں انقلابی تبدیلیاں پیدا کی ہیں، جہاں معلومات کے تبادلے، تدریس، تحقیق اور سیکھنے کے عمل کو نئی جہتیں ملی ہیں۔ ان ذرائع کا مؤثر اور مثبت استعمال صرف اس وقت ممکن ہے جب طلبہ، اساتذہ اور والدین اپنی ذمہ داریوں کو بخوبی سمجھیں اور ان پر عمل کریں۔ طلبہ کو چاہیے کہ وہ جدید ذرائع ابلاغ سے تعلیمی فوائد حاصل کریں، تحقیق و مطالعہ کو فروغ دیں اور غیر ضروری مشاغل سے گریز کریں۔ اساتذہ کا کردار نہ صرف تدریس کے نئے طریقوں کو اپنانا ہے بلکہ طلبہ کی رہنمائی، اخلاقی تربیت اور ڈیجیٹل آداب سکھانے میں بھی کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کے آن لائن سرگرمیوں پر نظر رکھیں، انہیں تعلیمی اور اخلاقی لحاظ سے مثبت مواد تک رسائی فراہم کریں اور ڈیجیٹل دنیا میں اعتدال پسندی کا شعور دیں۔ جب یہ تینوں عناصر، طلبہ، اساتذہ اور والدین اپنے اپنے کردار کو احسن طریقے سے نبھائیں گے، تو جدید ذرائع ابلاغ کا استعمال تعلیمی ترقی، فکری بہتری اور اخلاقی مضبوطی کا سبب بنے گا۔

طلبہ کا کردار

طلبہ کو جدید ذرائع ابلاغ کے مثبت اور تعمیری استعمال کے لیے درج ذیل نکات پر عمل کرنا چاہیے:

تعلیمی وسائل سے استفادہ– یوٹیوب، خان اکیڈمی، گوگل کلاس روم، اور دیگر آن لائن تعلیمی پلیٹ فارمز سے علمی مواد حاصل کریں اور نصابی و غیر نصابی معلومات میں اضافہ کریں۔

مصنوعی ذہانت (AI) اور تحقیقی ذرائع کا مؤثر استعمال–چیٹ جی پی ٹی، گوگل اسکالر، اور نیشنل ڈیجیٹل لائبریری جیسے ذرائع سے علمی تحقیق اور تعلیمی مواد حاصل کریں لیکن بغیر تنقیدی جائزے کے ان پر انحصار نہ کریں۔

وقت کا نظم و نسق–ڈیجیٹل سرگرمیوں کے لیے ایک متوازن شیڈول بنائیں، تاکہ تعلیمی اور ذاتی زندگی میں ہم آہنگی رہے اور وقت ضائع نہ ہو۔

دینی اور اخلاقی اقدار کی پاسداری– جدید ذرائع ابلاغ کے استعمال میں اسلامی تعلیمات اور اخلاقی اصولوں کو مد نظر رکھیں، غیر مناسب مواد سے اجتناب کریں اور مثبت دینی و تعلیمی مواد کو ترجیح دیں۔

تنقیدی اور تخلیقی سوچ–انٹرنیٹ پر موجود معلومات کو بغیر تصدیق قبول نہ کریں، بلکہ ہر خبر، مضمون، یا تعلیمی مواد کا تنقیدی جائزہ لیں اور تخلیقی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لیے مثبت سرگرمیوں میں حصہ لیں۔

سوشل میڈیا کا محدود اور تعمیری استعمال– فیس بک، انسٹاگرام، اور ٹک ٹاک جیسے پلیٹ فارمز کو تعلیمی مقاصد کے لیے استعمال کریں، غیر ضروری تفریحی اور وقت ضائع کرنے والے مواد سے گریز کریں۔

ڈیجیٹل آداب اور سائبر سیکیورٹی–انٹرنیٹ پر اخلاقیات کا خیال رکھیں، دوسروں کے جذبات کا احترام کریں، کسی بھی قسم کی بدتمیزی، نفرت انگیزی، اور جھوٹی خبروں کے پھیلاؤ سے گریز کریں، اور اپنی ذاتی معلومات کو محفوظ رکھیں۔

مثبت آن لائن گروپس اور فورمز کا حصہ بننا– تعلیمی اور تخلیقی گروپس جیسے آن لائن اسٹڈی سرکل، سائنسی مباحثے، اور دینی مکالموں میں شمولیت اختیار کریں تاکہ علمی استعداد میں اضافہ ہو۔

والدین اور اساتذہ سے مشاورت– کسی بھی جدید ڈیجیٹل پلیٹ فارم، ایپ، یا ویب سائٹ کے استعمال سے قبل والدین اور اساتذہ سے رہنمائی حاصل کریں تاکہ صحیح اور محفوظ ذرائع کا انتخاب کیا جاسکے۔

ڈیجیٹل ڈیٹوکس (Digital Detox) کا اہتمام– ہر روز کچھ وقت کے لیے اسکرین سے دور رہ کر مطالعہ، جسمانی سرگرمیوں، اور سماجی و دینی امور پر توجہ دیں تاکہ جسمانی و ذہنی صحت متوازن رہے۔

یہ نکات بچوں اور طلبہ کو جدید ذرائع ابلاغ کا مؤثر، تعمیری اور مثبت استعمال کرنے میں مدد دیں گے، جس سے وہ اپنی تعلیمی، اخلاقی اور دینی تربیت کو بہتر بنا سکیں گے۔

والدین کا کردار

جدید ذرائع ابلاغ کے بڑھتے ہوئے اثرات کے پیشِ نظر والدین کو اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت میں مؤثر کردار ادا کرنے کے لیے درج ذیل نکات پر عمل کرنا چاہیے:

تعلیمی ذرائع ابلاغ کے استعمال کی حوصلہ افزائی– والدین بچوں کو یوٹیوب، خان اکیڈمی، گوگل کلاس روم، نیشنل ڈیجیٹل لائبریری، اور دیگر تعلیمی پلیٹ فارمز کے مثبت استعمال کی ترغیب دیں تاکہ وہ مفید علمی مواد حاصل کر سکیں۔

ڈیجیٹل سرگرمیوں کی نگرانی–بچوں کے انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے استعمال پر نظر رکھیں، ان کے دیکھے جانے والے مواد اور آن لائن سرگرمیوں کی نگرانی کریں تاکہ وہ غیر اخلاقی یا غیر تعلیمی مواد سے محفوظ رہ سکیں۔

وقت کے نظم و نسق میں معاونت–بچوں کے لیے ایک متوازن ڈیجیٹل شیڈول مرتب کریں، جس میں تعلیمی، دینی، جسمانی اور تفریحی سرگرمیوں کے لیے مناسب وقت مختص ہو تاکہ وہ کسی ایک پہلو پر حد سے زیادہ انحصار نہ کریں۔

مثبت ڈیجیٹل رویے کی تعلیم–بچوں کو سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ پر ذمہ داری، عزت، اور اخلاقی اقدار کے مطابق برتاؤ کرنا سکھائیں، تاکہ وہ سائبر بدتمیزی، جھوٹی خبروں کے پھیلاؤ اور غیر ضروری تنازعات سے محفوظ رہیں۔

دینی و اخلاقی تربیت پر توجہ۔ جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے بچوں کو دینی علوم سے روشناس کروائیں، قرآنی تعلیم، حدیث، اور اسلامی تاریخ سے متعلق ویڈیوز، ای بکس، اور مستند ویب سائٹس کا تعارف کروائیں تاکہ ان کی دینی بنیادیں مضبوط ہوں۔

بچوں کے ساتھ تعلیمی سفر میں شراکت داری۔ آن لائن لیکچرز، کورسز، اور تعلیمی سرگرمیوں میں بچوں کے ساتھ شامل ہو کر ان کی حوصلہ افزائی کریں اور ان کے سیکھنے کے عمل میں معاون بنیں۔

سوشل میڈیا کے تعمیری استعمال کی راہنمائی۔ بچوں کو غیر ضروری سوشل میڈیا سرگرمیوں سے روکیں اور انہیں مثبت پلیٹ فارمز جیسے تعلیمی گروپس، سائنسی مباحثے، اور تحقیقی فورمز میں شرکت کی ترغیب دیں۔

ڈیجیٹل آداب اور سائبر سیکیورٹی سے آگاہی۔ بچوں کو انٹرنیٹ کے محفوظ استعمال، پرائیویسی کی اہمیت، اور سائبر کرائمز کے خطرات سے آگاہ کریں تاکہ وہ کسی بھی قسم کے آن لائن خطرات سے محفوظ رہیں۔

مثالی طرزِ عمل اپنانا۔ والدین خود بھی جدید ذرائع ابلاغ کا متوازن اور مثبت استعمال کریں تاکہ وہ بچوں کے لیے ایک عملی مثال بن سکیں اور بچوں پر اس کا اچھا اثر پڑے۔

ڈیجیٹل ڈیٹوکس (Digital Detox) پر عمل درآمد۔ بچوں کو وقتاً فوقتاً ڈیجیٹل ڈیوائسز سے دور رکھنے کے لیے ان کے ساتھ مطالعہ، کھیل کود، خاندانی گفتگو، اور دینی و سماجی سرگرمیوں میں مشغول کریں تاکہ ان کی ذہنی و جسمانی صحت بہتر ہو سکے۔

یہ نکات والدین کو جدید ذرائع ابلاغ کے مثبت استعمال کو فروغ دینے اور بچوں کی متوازن اور اسلامی اصولوں کے مطابق تربیت میں مدد فراہم کریں گے۔

اساتذہ کا مطلوبہ کردار

اساتذہ کو جدید ذرائع ابلاغ کے تناظر میں اپنے تدریسی اور تربیتی کردار کو مؤثر بنانے کے لیے درج ذیل نکات پر عمل کرنا چاہیے:

ڈیجیٹل تعلیمی وسائل کا مؤثر استعمال۔ اساتذہ کو چاہیے کہ وہ یوٹیوب، خان اکیڈمی، کورسیرا، گوگل کلاس روم، اور دیگر آن لائن تعلیمی وسائل کو اپنے تدریسی عمل میں شامل کریں تاکہ طلبہ کو جدید اور معیاری تعلیمی مواد فراہم کیا جا سکے۔

آن لائن تدریسی مہارتوں کا فروغ۔ جدید دور کے تقاضوں کے مطابق آن لائن تدریس، ویڈیو لیکچرز کی تیاری، اور ورچوئل کلاس رومز کے مؤثر استعمال کے لیے اپنی تدریسی مہارتوں کو اپ گریڈ کریں۔

طلبہ کی رہنمائی اور مشاورت–اساتذہ کو چاہیے کہ وہ سوشل میڈیا اور دیگر ڈیجیٹل پلیٹ فارمز پر طلبہ کو علمی رہنمائی فراہم کریں، تحقیقی کام میں مدد کریں، اور تعلیمی مسائل کے حل کے لیے ان کی معاونت کریں۔

اخلاقی اور دینی تربیت کا خیال–جدید ذرائع ابلاغ میں پائے جانے والے غیر اخلاقی اور غیر اسلامی مواد کے اثرات سے بچانے کے لیے اساتذہ کو چاہیے کہ وہ طلبہ کی دینی اور اخلاقی تربیت پر خصوصی توجہ دیں اور انہیں اسلامی اقدار کے مطابق میڈیا کے استعمال کا شعور دیں۔

طلبہ کی ڈیجیٹل سرگرمیوں کی نگرانی–اساتذہ کو چاہیے کہ وہ طلبہ کے آن لائن رویے، استعمال ہونے والے ذرائع، اور سیکھنے کے طریقوں پر نظر رکھیں تاکہ وہ غیر تعلیمی یا منفی سرگرمیوں میں ملوث نہ ہوں۔

تحقیق اور تنقیدی سوچ کی حوصلہ افزائی–طلبہ کو چاہیے کہ وہ جدید ذرائع ابلاغ سے صرف معلومات حاصل نہ کریں بلکہ ان معلومات کا تجزیہ کریں، ان کی حقیقت اور مستند ہونے کا جائزہ لیں، اور تحقیق و تنقید کی عادت اپنائیں۔

سوشل میڈیا کا مثبت استعمال–اساتذہ طلبہ کو فیس بک، لنکڈ ان، اور ٹوئٹر جیسے پلیٹ فارمز پر تعلیمی اور تحقیقی گروپس میں شامل ہونے کی ترغیب دیں تاکہ وہ تعلیمی مباحثوں میں شریک ہو کر اپنی علمی استعداد کو بڑھا سکیں۔

ڈیجیٹل آداب اور سائبر سیکیورٹی کی تعلیم–اساتذہ کو چاہیے کہ وہ طلبہ کو انٹرنیٹ کے محفوظ استعمال، سائبر کرائمز، اور پرائیویسی کے تحفظ کے بارے میں آگاہ کریں تاکہ وہ ڈیجیٹل دنیا کے خطرات سے محفوظ رہ سکیں۔

طلبہ میں اعتدال پسندی پیدا کرنا–اساتذہ کو چاہیے کہ وہ جدید ذرائع ابلاغ کے بے جا استعمال سے بچانے کے لیے طلبہ میں اعتدال پیدا کریں اور انہیں وقت کے نظم و نسق کی عادت ڈالنے میں مدد کریں تاکہ وہ اپنا وقت تعلیمی اور دینی سرگرمیوں میں متوازن طور پر گزار سکیں۔

خود بھی جدید ٹیکنالوجی سے آگاہ رہنا–اساتذہ کو جدید تعلیمی ٹیکنالوجیز اور تدریسی ذرائع سے باخبر رہنا چاہیے اور اپنی تدریسی تکنیکوں کو وقت کے ساتھ اپڈیٹ کرنا چاہیے تاکہ وہ مؤثر انداز میں تدریس کے فرائض انجام دے سکیں۔

یہ نکات اساتذہ کو جدید ذرائع ابلاغ کے تعلیمی اور تربیتی میدان میں مثبت اور فعال کردار ادا کرنے میں مدد دیں گے، جس سے ایک متوازن اور معیاری تعلیمی نظام فروغ پا سکے گا۔

فصل دوم: جدید ذرائع ابلاغ پر عملِ نگرانی کا شرعی تجزیہ

مبحث اول: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں نگرانی کی ضرورت واہمیت

مولوی فیروز الدین نے فیروز اللغات میں نگرانی کا معنی دیکھ بھال، حفاظت اور انتظام لکھا ہے۔[1] فرہنگ آصفیہ میں نگرانی کے معنی دیکھ بھال، محافظت، حراست، حفاظت اور نگہبانی موجود ہیں [2] جبکہ اردو لغت بورڈ نے نگرانی کا معنی ، دیکھنا، زیر نظر رکھنے کا عمل، محافظت، حفاظت، نگہبانی، نگہداشت، خبر گیری اور دیکھ بھال تحریر کئے ہیں [3]۔ عمومی طور پر نگرانی سے مراد کسی معاملے یا فرد پر نظر رکھنا، کسی کام کی کارکردگی کا جائزہ لینا اور مسلسل حفاظت کرنا مراد ہوتا ہے[4] ۔

انگریزی میں نگرانی کے لئے مختلف الفاظ استعمال ہوتے ہیں جن میں "Monitoring"،"Nursing"،"Observing"،"Supervising" اور "Intensive care" کے الفاظ آتے ہیں جو اس کے معنی ومفہوم کو نمایاں کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ آکسفورڈ ڈکشنری نے "Supervision" کے ضمن میں لکھا کہ "نگرانی۔ خود نگرانی کرنا یا کسی کی نگرانی میں ہونا"۔

Cambridge Advanced Learner's Dictionary میں اسی لفظ کی وضاحت یوں کی گئی ہے:

> "The act of watching a person or activity and making certain that everything is done correctly, safely, etc." [5]
>
> کسی شخص یا سرگرمی کو دیکھنے اور اس بات کو یقینی بنانے کا عمل کہ سب کچھ صحیح طریقے سے، محفوظ طریقے سے وقوع پذیر ہو۔

عربی میں نگرانی کے لئے " رَقَبہ " کا لفظ استعمال ہوتا ہے ، المنجد میں لکھا ہے کہ " رَقَبہ (ن) رُقُوبًا ورَقُوبًا ورَقَابَةً و رِقْباناً ورِقْبَةً ورَقْبَةً: نگہبانی کرنا، انتظار کرنا، ڈرانا[1] ، جبکہ "الرِقبہ" کا مطلب احتیاط، بچاو

---

(1)۔ فیروز اللغات اردو، ص690

(2)۔ فرہنگ آصفیہ،

(3)۔ اردو لغت بورڈ

(4)۔ "نِگرانی لفظ کے معانی | نِگرانی - Urdu meaning | Rekhta Dictionary." https://rekhtadictionary.com/meaning-of-nigaraanii?lang=ur.

(5)۔ Cambridge Advanced Learner's Dictionary - 4th Edition supervision n © Cambridge University Press 2013

اور نگہبانی کے ہیں [2] ابن منظور لکھتے ہیں کہ نگرانی کا مطلب حفاظت کرنا ہے۔{ ورَقَبَ الشيءَ يَرْقُبُه، وراقَبَه مُراقَبةً ورِقاباً: حَرَسَه} [3] ۔اور" رقب" سے "الرقیب" بھی ہے جو اللہ تعالی کے ناموں میں سے ایک نام ہے جس سے مراد ایسا نگران جس سے کچھ بھی پوشیدہ نہ ہو ، ابن منظور کے الفاظ :{ رقب: فِي أَسماءِ اللَّهِ تَعَالَى: الرَّقِيبُ: وَهُوَ الحافظُ الَّذِي لَا يَغيبُ عَنْهُ شيءٌ} [4] ۔قرآن مجید نے اس کو نگرانی کے معانی میں استعمال کیا ہے:-

﴿إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ [5]

بیشک اللہ ہمیشہ تم پر پورا نگہبان ہے۔

گناہوں کی کشش اور ان میں وقتی لذت کی وجہ سے فطرتی طور پر انسان کا گناہ کی طرف مائل ہونا ایک بدیہی امر ہے اور انسان کا امتحان بھی اسی میں ہے کہ وہ اپنے آپ کو گناہوں سے بچانے کی کوشش کرے ،اس کوشش میں کامیابی اللہ کی رحمت سے ہی ممکن ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں حضرت یوسف ؑ کا قصہ بیان کرتے ہوئے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔[6] ، تاہم اللہ کی اس رحمت کے حصول کے لئے انسان میں تقوی کی موجودگی بھی ضروری ہے اس لئے اللہ تعالی نے انسانوں کو ہر موقع پر تقوی کی نصیحت کی ہے تاہم انسانوں کو گناہوں سے بچانے کے لئے اللہ تعالی نے ان کی نگرانی کا انتظام بھی کیا ہے اور انسانوں کو اس سے آگاہ بھی کیا ہے تاکہ انسان نگرانی کے خوف کیوجہ سے گناہوں اور نافرمانیوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھیں

اللہ تعالی بذات خود انسانوں کے اعمال پر نظر رکھے ہوئے ہے بلکہ اللہ تعالی تو انسانی خیالات کو بھی جانتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:-﴿وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ﴾[7] ،(اور اس کے دل میں ابھرنے والے وسوسوں تک کو ہم جانتے ہیں) اس بات کو ایک اور جگہ پر اللہ تعالی نے اس طرح بیان کیا ہے: ﴿وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ إِنَّهُ

---

(1)۔لوئیس معلوف،عبدالحفیظ بلیلاوی،"المنجد"(لاہور،مکتبہ قدوسیہ)،ص306

(2)۔ایضاً

(3)۔الافریقی،جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور،(ت:711ھ)،لسان العرب:فصل الراء ،لبنان،بیروت،دار صادر،طبع الثالثہ/1414ھ،425/1

(4)۔ایضاً،جلد نمبر1صفحہ نمبر424

(5)۔النساء:1

(6)۔﴿وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا أَنْ رَأَى بُرْهَانَ رَبِّهِ﴾،یوسف:24، (اور بیشک عورت نے اس کا ارادہ کیا اور وہ بھی عورت کا ارادہ کرتا اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا)

(7)۔ق:16

عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ﴾ (1) ،(تم خواہ چپکے سے بات کرو یا اونچی آواز سے وہ تو دلوں کا حال تک جانتا ہے)، ان آیات بینات سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کی نگرانی کرتا ہے جیسا کہ سورت احزاب میں موجود ہے: ﴿وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ رَقِيبًا﴾(2) ،(اور اللہ ہر چیز پر نگران ہے)، اللہ تعالیٰ نے اس بات کا اس لئے ذکر کیا ہے تاکہ انسان اللہ کی نافرمانی سے باز رہے، اللہ تعالیٰ نے سورت یونس میں اس بات کو تفصیل کے ساتھ اس انداز میں بیان کیا ہے کہ: ﴿ وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُو مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ﴾ (3)، (اے نبی ﷺ تم جس حال میں بھی ہوتے ہو اور قرآن میں سے جو کچھ بھی سناتے ہو، اور لوگو، تم بھی جو کچھ کرتے ہو اس سب کے دوران میں ہم تم کو دیکھتے رہتے ہیں۔ کوئی ذرہ برابر چیز آسمان اور زمین میں ایسی نہیں ہے، نہ چھوٹی نہ بڑی، جو تیرے رب کی نظر سے پوشیدہ ہو اور ایک صاف دفتر میں درج نہ ہو)، ان آیات سے انسانوں پر اللہ کی ہمہ وقت کی نگرانی کی کیفیت کا پتہ چلتا ہے اور انسانوں کو غور و فکر کی دعوت ہے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کا حیا کرتے ہوئے اپنے آپ کو گناہوں سے بچائیں۔

انسانوں کے اعمال کو درست رکھنے کے لئے اور ان کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی نگرانی کا ذکر بھی کیا ہے، سورت "ق" میں ارشاد ربانی ہے: ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ (4) (وہ کوئی بھی بات نہیں بولتا مگر اس کے پاس ایک تیار نگران ہوتا ہے)، ڈاکٹر اسرار احمد اپنی تفسیر بیان القرآن میں اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "یعنی کوئی انسان جو لفظ بھی اپنی زبان سے بولتا ہے متعلقہ فرشتہ اس کو فوراً ریکارڈ کر لیتا ہے اور ظاہر ہے فرشتوں کی یہ ریکارڈنگ بھی عالم امر کی چیز ہے ' اس لیے اس کی کیفیت بھی ہمارے تصور میں نہیں آسکتی۔ ریکارڈنگ کے شعبے میں گزشتہ چند دہائیوں میں انسانی سطح پر جو ترقی دیکھنے میں آئی ہے اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جب انسان کی "ریکارڈنگ" کا معیار یہ ہے اور اس معیار میں مزید ترقی بھی رکنے کا نام نہیں لے رہی تو اللہ کی قدرت سے جو ریکارڈنگ ہو رہی ہے اس کا معیار کیا ہو گا!"(5)

---

(1)۔الملک:13

(2)۔الاحزاب:52

(3)۔یونس:61

(4)۔ق:18

(5)۔ڈاکٹر، اسرار احمد، بیان القرآن ص25

فرشتوں کی یہ نگرانی صرف اقوال ہی کی نہیں بلکہ اللہ تعالی کی طرف سے مقرر کردہ یہ فرشتے انسانی اعمال کو بھی نوٹ کرتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ (10) كِرَامًا كَاتِبِينَ (11) يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ﴾ (1) ،(حالانکہ تم پر نگراں مقرر ہیں، ایسے معزز کاتب جو تمہارے ہر فعل کو جانتے ہیں)۔اس آیت مبارکہ میں فرشتوں کی نگرانی کی تفصیل بیان کی گئی ہے اور اس کے بتانے کا مقصد انسان کی اصلاح ہے۔

اللہ تعالی نے انسان کی نگرانی کے لئے خود اس کے اعضاء کو مقرر کیا ہوا ہے جو کل قیامت کو اس کے بارے میں گواہی دیں گے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿حَتَّى إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (2) (پھر جب سب وہاں پہنچ جائیں گے تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے جسم کی کھالیں ان پر گواہی دیں گی کہ وہ دنیا میں کیا کچھ کرتے رہے ہیں)۔اللہ تعالی نے اس آیت کریمیہ میں انسان کی نگرانی خود انسانی اعضاء سے کرنے کا ذکر کیا ہے جو آج نگرانی کر رہے ہیں اور کل قیامت کو گواہی بھی دیں گے۔

درجہ بالا دلائل سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالی نے انسان کی درستگی اور اصلاح کے لئے نگرانی کا اہم کردار ہے، اللہ تعالی نے بھی انسانوں کی نگرانی کا انتظام اس لئے کیا ہے تاکہ انسان نگرانی کے عمل کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے آپ کو گناہوں سے بچاتا رہے کیونکہ انسانی فطرت ہے کہ جب اس کو یہ پتہ چل جائے کہ کوئی اسے دیکھ رہا ہے تو اپنے عمل کے بارے میں محتاط ہو جاتا ہے، نگرانی ایک جامع اور وسیع عمل ہے جس میں نگران اپنے زیر نگرانی معاملات پر مکمل نظر رکھتا ہے تاکہ ان کو ہر قسم کے خطرات سے بچا کر منزل مقصود پر پہنچاتا ہے۔

نگرانی کے اس تمہیدی تعارف سے اس عمل کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے اور ساتھ یہ بات بھی سمجھ آتی ہے کہ تعلیم وتربیت کے درست نتائج حاصل کرنے کے لئے نگرانی کا عمل بہت ضروری ہے کیونکہ اگر دوران تعلیم وتربیت متربی کی مسلسل نگرانی نہیں رکھی جائے گی اور اسے بروقت درست سمت کی طرف رہنمائی نہیں کی جائے گی تو ہمیشہ فساد اور بگاڑ کا خطرہ رہے گا اس لئے تعلیم وتربیت کے عمل میں نگرانی سے غفلت خطرناک بھی ثابت ہو سکتی ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے حافظ قرآن کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

((إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ القُرْآنِ، كَمَثَلِ صَاحِبِ الإِبِلِ المُعَقَّلَةِ، إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا، وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ))(3)

---

(1)۔الانفطار:10و11و12

(2)۔فصلت:20

(3)۔بخاری، "**الجامع الصحيح**"،كِتَابُ فَضَائِلِ القُرْآنِ،بَابُ اسْتِذْكَارِ القُرْآنِ وَتَعَاهُدِهِ،ح5031

بے شک صاحب قرآن کی مثال بندھے ہوئے اونٹ کی مانند ہے اگر اس پر مسلسل نظر رکھی تو قابو میں رہے گا اور اگر غفلت کی تو وہ چھوٹ جائے گا۔

اس حدیث مین آپ ﷺ نے قرآن مجید کی حافظ کو نصیحت فرمائی ہے کہ وہ اس کو مسلسل یاد کرتا رہے ورنہ بھول جائے گا اور اگر حافظ قرآن بچہ ہے تو یہی ذمہ داری اس کے ورثاء پر عائد ہوتی ہے کہ وہ بچے کی حفظ کے بعد اس کی منزل کی مکمل نگرانی کریں تا کہ وہ بھول نہ سکے، گویا نگرانی کا عمل انسان کو مضبوطی کی طرف لے کر جاتا ہے اور اگر نگرانی ترک کر دی جائے تو افراد کے بھٹکنے کا امکانات بڑھ جاتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں قوم موسیٰ ؑ کے تذکرہ میں یہ بات موجود ہے جب موسیٰ ؑ قوم میں موجود رہتے تو قوم سیدھی رہتی اور جیسے ہی وہ کہیں جاتے تو وہ گمراہی کا کوئی نہ کوئی دروازہ کھول لیتے جیسا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر گئے تو قوم نے بچھڑے کو اپنا معبود بنا لیا، افراد کی فطرت میں غفلت اور نسیان موجود ہے اور شیطان ازلی دشمن ہونے کی وجہ سے مسلسل طاق میں رہتا ہے اور حملے کا کوئی موقع خالی نہیں جانے دیتا اللہ نے قرآن مجید میں شیطان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ﴿مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ (4) الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ﴾[1] (اس وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے جو بار بار پلٹ کر آتا ہے جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے)، اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے شیطان کا تذکرہ وسوسہ ڈالنے والے کے طور پر کیا ہے اور وسوسہ ایسا عمل ہے جس میں تکرار شامل ہے اور وسوسہ ڈالنے والا بار بار حملہ کرتا ہے اور مختلف مواقع کی تلاش میں رہتا ہے اور وسوسہ ڈالنے کے لئے متنوع قسم کے انداز اپناتا ہے کبھی اسے نصیحت کی شکل دیتا ہے تو کبھی اس پر مفاد کا پردہ ڈالتا ہے تو کبھی اندیشے کے روپ میں گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے ڈاکٹر اسرار احمد اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

> شیطان کی وسوسہ اندازی کا طریق کار یہ ہے کہ وہ لگاتار اپنی کوشش جاری رکھتا ہے اور انسان کو گمراہ کرنے کی کوششوں سے تھکتا نہیں۔ کبھی حملہ کرتا ہے ' کبھی دفاعی پسپائی اختیار کرتا ہے اور پھر پلٹ کر حملہ آور ہوتا ہے[2]

قرآن و حدیث کے متعلق شکوک وشبہات پیدا کرنا اور ایسا انداز اختیار کرنا کہ بندہ ہدایت سے منحرف ہو جائے، صاف ظاہر ہے کہ سب کاوشوں کا مقصد تعلیم وتربیت کے اثرات کو ختم کرنا ہوتا ہے اس لئے مربیان کی ذمہ داری ہے کہ وہ پیہم نگرانی کا عمل جاری رکھیں تا کہ متربیان پر تعلیم وتربیت کے اثرات گہرے سے گہرے ہوتے جائیں۔

---

(1)۔الناس:4، 5

(2)۔ڈاکٹر اسرار احمد، تفسیر بیان القرآن، ص60

نگرانی کے عمل میں مسلسل دیکھ بھال کی ضرورت ہوتی ہے اس کے لئے متربیان میں بے پناہ حوصلے کی ضرورت ہوتی ہے، اللہ تعالی نے تمام انبیاء کی اس حوالے سے خصوصی تربیت کا اہتمام کیا ہے جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((مَا بَعَثَ اللَّهُ نَبِيًّا إِلَّا رَعَى الغَنَمَ»، فَقَالَ أَصْحَابُهُ: وَأَنْتَ؟ فَقَالَ: «نَعَمْ، كُنْتُ أَرْعَاهَا عَلَى قَرَارِيطَ لِأَهْلِ مَكَّةَ)) (1)

اللہ تعالی نے ہر نبی سے بکریاں چروائی ہیں تو صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ نے بھی چرائی ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا بالکل، میں نے کچھ قیراط کے عوض اہل مکہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔

اس حدیث میں جو انبیاء سے بکریاں چرانے کا تذکرہ ہوا ہے اس میں بھی اللہ تعالی کی حکمتیں پنہاں ہیں ان میں سے ایک حکمت کا تعلق تعلیم وتربیت کے ساتھ ہے کیونکہ افراد کی تعلیم وتربیت ایک مسلسل اور تھکا دینے والے عمل ہے آپ ایک فرد کی اصلاح کریں گے تو دوسرا کوئی خرابی پیدا کردے گا، کسی کو مسلسل محنت کر کے ایک برائی سے دور کریں گے تو وہ دوسری کا شکار ہو جائے گا، کسی رذائل سے لوگوں کو باز رکھنے کے نو طریقے آپ اختیار کریں گے تو لوگ دسویں طریقے سے پھر اس کی طرف مائل ہو جائیں گے، ان حالات میں مربی کا گھبرانا بنتا ہے اس لئے اللہ تعالی نے انبیاء سے بکریاں چرانے کا کام لیا ہے تاکہ ان میں وہ اوصاف پیدا ہو جائیں جس سے وہ افراد کی مسلسل نگرانی کے لئے تیار ہو جائیں کیونکہ بکریاں بھی بے ہنگم طریقے سے چرتی ہیں اور ان کو مسلسل قابو کرنے سے فرد کی تربیت ہو جاتی ہے۔

آپ ﷺ نے صحابہ کی تعلیم وتربیت کے معاملے میں مکمل نگرانی فرمائی ہے اور ہمیشہ نظر رکھی ہے کہ خرابی کس طرف سے نمودار ہوتی ہے اور جیسے ہی آپ ﷺ کو احساس ہوتا کہ خرابی ہونے لگی ہے آپ ﷺ فورا اس کی اصلاح کرتے جیسا کہ سنن ابن ماجہ میں موجود ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے جسم اطہر پر چٹائی کی نشان دیکھ کر پریشان ہوئے تو آپ ﷺ نے فوراً ان کی اصلاح فرمائی(2) ۔ اس لئے مربیان کی ذمہ داری ہے کہ نگرانی کے عمل کو خصوصی اہمیت دیں کیونکہ اگر نگرانی کا عمل منظم و مربوط نہیں ہوگا تو تعلیم وتربیت کا عمل بھی مکمل نہیں ہو سکتا کیونکہ جب تک آپ تعلیم وتربیت میں شگاف لگانے والے عناصر سے باخبر اور ہوشیار نہیں ہوں گے تو ان کا سدباب بھی نہیں کر سکیں گے اور آپ ﷺ کی سیرت سے ہمیں اس طرف رہنمائی ملتی ہے کہ تعلیم وتربیت کا عمل نگرانی کے بغیر ادھورا ہوتا ہے۔

---

(1)۔ بخاری، "الجامع الصحيح"،كِتَابُ الإِجَارَةِ،بَابُ رَعْيِ الغَنَمِ عَلَى قَرَارِيطَ،ح2262

(2)۔ ابن ماجہ،"سنن ابن ماجه"،كِتَابُ الزُّهْدِ،بَابُ ضِجَاعِ آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ،ح4153

مبحث دوم: نگرانی کے عمل اور اسلامی تصورِ رازداری کا باہمی موازنہ

اسلام فرد کی ذاتی زندگی کو سب سے بڑا محافظ ہے۔اللہ تعالی نے مسلمانوں کو ایک دوسرے کے عیب ٹٹولنے اور جاسوسی کرنے سے منع کیا ہے۔کسی بھی فرد کے معاملات میں اس کی اجازت کے بغیر دخل اندازی کو جرم قرار دیا ہے۔اس کو فرد کی رازداری یا پرائیویسی بھی کہا جاسکتا ہے۔اس کی بنیاد پر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ چونکہ افراد زندگیوں میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے اس لئے جدید ذرائع ابلاغ پر بھی نگرانی کا عمل خلاف شریعت ہے کیونکہ اس میں صارفین تک غیر قانونی اور غیر اخلاقی طورپر رسائی حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔کسی بھی فرد کی پرائیویسی یا اس کی نجی زندگی کا تحفظ ایک بنیادی حق ہے جس سے کسی فرد کو محروم نہیں کیا جاسکتا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اُس فرد کی اس بات کی اجازت دے دی جائے کہ پرائیویسی کے تحفظ کی آڑ میں معاشرے کو انتشار کا شکار کردے اس لئے ضروری ہے کہ اسلامی تصور رازداری کو سمجھا جائے اور اس کی بنیاد پر نگرانی کے لئے جامع اصول وضوابط متعین کئے جائیں۔

شریعت نے افراد کی ذاتی زندگیوں کو بہت تحفظ دیا ہے۔آپ ﷺ نے امت کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((وَلَا تَحَسَّسُوا، وَلَا تَجَسَّسُوا)) (1) ۔لوگوں کے عیب نہ ڈھونڈو اور ان کی ٹوہ میں نہ لگے رہو۔

آپ ﷺ کے اس فرمان گرامی سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ لوگوں کے عیوب کو تلاش کرنا کوئی احسن کام نہیں ہے۔اس سے انسانوں میں باہمی نفرت پروان چڑھتی ہے اور لوگ ایک دوسرے کی جان کے درپے ہو جاتے ہیں۔کوئی آدمی یہ نہیں چاہتا کہ اس کے پوشیدہ معاملات سے ہر بندہ آگاہ ہو۔اس لئے آپ ﷺ نے لوگوں کی ٹوہ لگانے والے کی قباحت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((لَوْ أَنَّ امْرَأً اطَّلَعَ عَلَيْكَ بِغَيْرِ إِذْنٍ فَخَذَفْتَهُ بِعَصَاةٍ فَفَقَأْتَ عَيْنَهُ، لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ جُنَاحٌ)) (2)

اگر کوئی شخص تمہاری اجازت کے بغیر تمہیں جھانک کر دیکھے، تو تم کنکری سے اس کی آنکھ پھوڑ دو تمہیں اس پر کوئی گناہ نہیں ہو گا۔

آپ ﷺ کے اس فرمان سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ رازداری کتنی اہمیت کی حامل ہے۔جو آدمی دوسرے کی پردہ داری کو فاش کرتا ہے اور اس کی تنہائی وخلوت میں دخل اندازی کرتا ہے، وہ سخت سے سخت سزا کا مستحق ہے۔ان

---

(1)۔ بخاری، "الجامع الصحیح"، كِتَابُ الأَدَبِ، بَابُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ، ح6066

(2)۔ ایضاً، كِتَابُ الدِّيَاتِ، مَنِ اطَّلَعَ فِي بَيْتِ قَوْمٍ، ح6902

دلائل کی روشنی میں دوسرے کی خفیہ نگرانی کی ممانعت معلوم ہوتی ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ جب کسی کو یہ پتہ چل جائے کہ فلاں میری خفیہ نگرانی کررہاہے اور میرے عیوب کی تلاش میں ہے تو اس کے دل میں ایسے آدمی کے خلاف نفرت پیدا ہو جائے گی۔ ایسا عمل انسانی اخوت کے لئے انتہائی نقصان دہ ہے۔ دوسری طرف تعلیم وتربیت کی بہتری اور جدید ذرائع ابلاغ کے منفی پہلوؤں سے بچنے کے لئے کڑی نگرانی کی اشد ضرورت ہے۔ سوشل میڈیا کی نگرانی کا مقصد بھی صارفین کو جدید ذرائع ابلاغ کے ان منفی پہلوؤں سے بچانا ہے جو کہ نہ صرف ملک و قوم اور معاشرے کے لئے بلکہ بسا اوقات خود صارف کے لئے بھی مہلک ثابت ہوتے ہیں ، خصوصا جب صارف تعلیم وتربیت کے مراحل میں ہو اور سوشل میڈیا سے استفادہ کررہاہو اور مزید براں یہ یہ کہ اس میں مہارت تامہ بھی نہ رکھتا ہو اور صارف کو اس کے منفی زاویوں کا ادراک بھی نہ ہو تو نگرانی کے عمل کی ضرورت واہمیت کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔

موجودہ دور میں جدید ذرائع ابلاغ کے نقصانات عیاں ہیں لہذا مسلمانوں کے ہر طبقے کو اس سے بچانا ضروری ہے اور اس کے لئے حکمت عملی کا طے کرنا اور اس کو عملی شکل میں نافذ کرنا بہت ضروری ہے۔ اللہ کے نبی حضرت محمد ﷺ نے اپنی امت کو جو تعلیمات دی ہیں وہ آفاقی نوعیت کی ہیں اور ان میں سارے معاملات کا خیال رکھا گیا ہے انہی میں ایک معاملہ لوگوں کی خیر خواہی بھی ہے، دین اسلام کی بنیادی تعلیمات میں معاشرے میں ہر فرد کی خیر خواہی کرنا بھی شامل ہے، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح میں حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی اس بیعت کا ذکر کرتے ہیں جو انہوں نے آپ ﷺ کے ہاتھ پر کی:

((بَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ))[1]

میں نے آپ ﷺ کے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کی کہ نماز قائم کرونگا، زکاۃ ادا کرونگا اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرونگا۔

---

(1)۔ مُسلم، "المُسندالصحیح"، کِتَابُ الْإِيمَانَ، بَابُ بَيَانِ أَنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ، ح97

اس حدیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمان کی خیر خواہی بہت ضروری امر ہے اور ہر مسلمان دوسرے مسلمان کی خیر خواہی کا ذمہ دار ہے اور سب سے بڑی خیر خواہی یہی ہے کہ اسے تمام نقصان دہ امور سے بچایا جائے، کسی بھی معاشرے کو امن کا گہوارہ بنانے کے لئے ضروری ہے کہ اس سے نقصان دہ امور کو فی الفور رفع کیا جائے کیونکہ اگر برائی کو روکا نہیں جائے گا تو وہ پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی جس سے نہ صرف یہ کہ امور دنیا میں خلل پیدا ہو گا بلکہ عذاب الٰہی کا خطرہ بھی موجود رہے گا جیسا کا آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((مَثَلُ القَائِمِ فِي حُدُودِ اللهِ والوَاقِعِ فيها كَمَثَلِ قَومٍ اسْتَهَمُوا عَلَى سَفِينَةٍ فصارَ بعضُهم أَعلاهَا وبعضُهم أسفَلَهَا، وكان الذين في أَسفَلِهَا إِذَا اسْتَقَوا مِنَ الماءِ مَرُّوا على من فَوقِهِم، فَقَالُوا: لَو أَنَّا خَرَقْنَا فِي نَصِيبِنَا خَرْقاً وَلَم نُؤْذِ مَنْ فَوقَنَا، فَإِنْ تَرَكُوهُم وَمَا أَرَادُوا هَلَكُوا جَمِيعاً، وَإِنْ أَخَذُوا عَلَى أَيدِيهِم نَجَوا وَنَجَوا جَمِيعاً))[1]

"اللہ کے حدود پر قائم رہنے والوں اور ان کی خلاف ورزی کرنے والوں کی مثال ایسے لوگوں کی سی ہے جنہوں نے ایک کشتی کے سلسلے میں قرعہ اندازی کی جس کے نتیجہ میں کچھ لوگ کے حصے میں کشتی کی اوپر والی منزل آئی اور کچھ کے حصے میں نیچے والی منزل۔ پس جو لوگ نیچے والے تھے، انہیں پانی لینے کے لیے اوپر والوں کے پاس سے گزرنا پڑتا۔ انہوں نے سوچا کہ کیوں نہ ہم اپنے ہی حصہ میں ایک سوراخ کر لیں تاکہ اوپر والوں کو ہم کوئی تکلیف نہ دیں۔ اب اگر اوپر والے نیچے والوں کو من مانی کرنے دیں گے تو سب کے سب ہلاک ہو جائیں گے اور اگر اوپر والے نیچے والوں کا ہاتھ پکڑ لیں)اور انہیں ایسا نہیں کرنے دیں گے (تو یہ خود بھی بچ جائیں گے اور باقی لوگ بھی بچا لیں گے"

درجہ بالا حدیث اس بات کی طرف توجہ دلاتی ہے کہ معاشرے کی اصلاح کے لئے بروقت اور مناسب اقدامات کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ اس میں معاشرے کی بقا ہے، تعلیم و تربیت کے دوران سوشل میڈیا کا استعمال کافی برائیوں کا پیش خیمہ ہے اور جب کوئی فرد ان کا شکار ہو جاتا ہے تو واپسی بہت مشکل ہے اس لئے نگرانی کے عمل کا قوی ہونا بہت ضروری ہے تاکہ اس سے پہلے کہ سوشل میڈیا صارف کسی آفت سے دوچار ہو اس کو اس سے بچنے کی تدبیر سمجھا دی جائے اور نگرانی کے عمل کی مدد سے اس کا رخ کسی مثبت پہلو کی طرف موڑ دیا جائے۔

---

(1)۔ بخاری، "الجامع الصحیح"، كِتَاب الشَّرِكَةِ، بَابٌ: هَلْ يُقْرَعُ فِي القِسْمَةِ وَالِاسْتِهَامِ فِيهِ، ح2961

برائی کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے اس کے سدباب کے لئے اقدامات کرنا بہت ضروری ہیں اور اس کے لئے ضروری ہے کہ ان معاملات پر کڑی نظر رکھی جائے جو برائی کا پیش خیمہ بن سکتے ہیں اور جدید ذرائع ابلاغ (سوشل میڈیا) میں تو ہمہ وقت برائی کا اندیشہ رہتا ہے، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب احیاء العلوم میں گناہ کی حالتیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:-

"گناہ کی ایک حالت یہ ہے کہ برائی مستقبل میں متوقع ہو۔۔۔ خصوصاً جب اس نے وہ سبب اختیار کیا ہے جو اسے گناہ کی طرف لے جائے گا اور گناہ کے ارتکاب میں سوائے انتظار کے کوئی کسر نہ رہی ہو تو ایسی صورت میں ڈانٹ ڈپٹ کرنا یا مار کر منع کرنا جائز ہے"(1)

امام غزالی کے اس قول سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ معاشرے میں برائیوں کا پھیلاو روکنے کے لئے قبل از وقت اقدامات کیے جا سکتے ہیں خصوصا ان حالات میں جب برائی اپنے جوبن پر ہو اور معاشرے کا ہر فرد اس کا شکار ہو رہا ہو تو ایسے حالات میں جامع اور ہمہ جہت نگرانی کی بہت زیادہ ضرورت ہے اور جدید ذرائع ابلاغ (سوشل میڈیا) تو فتنوں کا دروازہ ہے اس کو استعمال کرنا اور اس کے منفی پہلوؤں سے خود کو بچانا بہت مشکل کام ہے تاہم اسے نگرانی کے عمل سے آسان بنایا جا سکتا ہے۔

سوشل میڈیا نگرانی کا ہدف معاملات کی اصلاح ہے، کام میں بہتری پیدا کرنا، زیر تربیت افراد کی رہنمائی کرنا اور ان کی نگہداشت کرنا ہے تاکہ وہ کسی متوقع نقصان سے دوچار نہ ہو جائیں۔ سوشل میڈیا نگرانی اور جاسوسی کے درمیان ایک باریک حد ہے جس کو سمجھنے کی شدید ضرورت ہے تاکہ افراط و تفریط کی وجہ سے نگرانی کرنے والا جاسوسی کے گناہ میں مرتکب نہ ہو جائے اور کسی بھی فرد کی رازداری افشاں نہ ہو کیونکہ شریعت نے انسان کی ذاتی زندگی بڑی حفاظت کی ہے اور باہمی تجسس کو ایک قبیح فعل قرار دیا ہے۔ کسی بھی انسان کی نجی زندگی میں بے جا مداخلت نہ صرف یہ کہ ایک اخلاقی برائی ہے بلکہ اللہ تعالی بھی اسے پسند نہیں کرتے اس لئے اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا﴾(2)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بہت سے گمان سے بچو، یقینا بعض گمان گناہ ہیں اور نہ جاسوسی کرو۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے ان باتوں سے روکا ہے جو انسان کی شخصیت پر منفی اثرات مرتب کرتے ہیں جن میں کسی فرد کی جاسوسی بھی شامل ہے، جاسوسی سے نہ صرف فریق ثانی کو آپ سے بدظن کرتی ہے بلکہ

---

(1)۔الغزالی، محمد بن محمد غزالی شافعی، احیاء العلوم، کراچی، مکتبہ المدنیہ،، جلد نمبر2 صفحہ نمبر1152

(2)۔الحجرات:12

فریقین کے باہمی اعتماد کو بھی پاش پاش کر دیتی ہے اور انسانی حقوق کی پامالی بھی ہے. جاسوسی میں چونکہ لوگوں کے عیوب و نقائص تلاش کئے جاتے ہیں جو باہمی نفرت کا سبب بنتے ہیں اور معاشرے کو بگاڑنے کا ذریعہ بنتے ہیں لوگوں سے چھپ کر ان کی باتیں سننا، ان کے نجی خطوط پڑھنا اور گھروں میں جھانکنا جاسوسی ہی کی اقسام ہیں اور شریعت کی تعلیمات کا تقاضہ یہ ہے کہ معاشرے میں افراد ایک دوسرے کے راز ٹٹولنے اور خواہ مخواہ نجی معاملات و حالات کی ٹوہ لگانے سے اجتناب کریں کیونکہ کسی بھی صورت میں مسلمانوں کے اندورنی معاملات کی ٹوہ لگانا ایک عیب ہے اور یہ حرکت اگر کسی بدگمانی کی وجہ سے کی جائی یا کسی کو نقصان پہچانے کی نیت ہو تو بہت بری ہے اور اگر محض اپنا استعجاب دور کرنے کے لئے بھی ایسی حرکت کی جائے تو بھی کسی معاشرے کے استحکام کی حفاظت کے لئے اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

تجسس اور جاسوسی کی ممانعت کا حکم صرف افراد کی حد تک محدود نہیں ہے بلکہ حکومت اور عہدیداران سلطنت (قاضی، جج وغیرہ) کے لئے بھی یہی حکم ہے کیونکہ حکومت کا کام لوگوں کی عیوب تلاش کر کے منظر عام پر لانا نہیں ہے بلکہ ظاہر برائیوں پر بذریعہ سلطہ قابو پانا ہے۔ تجسس یا جاسوسی کی ممانعت کے باوجود ملکی حالات کو قابو میں رکھنے کے لئے اور افراد کو بگاڑ سے بچانے کے لئے بسا اوقات جاسوسی کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ جیسا کہ صاحب فہم القرآن لکھتے ہیں:

> "لیکن تجسس کی بعض صورتیں ایسی ہیں جو جائز ہی نہیں بلکہ بعض حالات میں ذمہ دار لوگوں پر تجسس کرنا فرض ہو جاتا ہے کیونکہ اس کے بغیر معاشرے میں گناہوں پر کنٹرول کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ حکومت کا جرائم پیشہ لوگوں کی سرگرمیوں پر نظر رکھنا اور کسی ادارے کے سربراہ کا ادارے کے حالات سے آگاہ ہونا ضروری ہے تاکہ اصلاح احوال کے لیے بروقت قدم اٹھایا جا سکے۔"(1)

اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک و قوم کو خطرات سے بچانے کے لئے جتنے بھی اقدامات کئے جاتے ہیں وہ سب نگرانی کے ضمن میں آتے ہیں انہی میں ایک "حسبہ" بھی ہے۔ حسبہ یا احتساب شریعت اسلامیہ کا ایک اہم باب ہے جو کہ معاشرے کی اصلاح کے لئے بہت اہمیت کا حامل ہے، یوں تو ہر شعبے میں اس کی بہت زیادہ ضرورت ہے تاہم تعلیم و تربیت کے میدان میں تو اس کے بغیر کچھ ممکن نہیں ہے اور جب تعلیم و تربیت کے لئے جدید ذرائع ابلاغ کا تعاون بھی حاصل ہو تو حسبہ اور نگرانی کے عمل کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے، قرآن و سنت کے ذیل کی نصوص اس کام کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہیں۔

---

(1)۔ میاں، محمد جمیل، فہم القرآن، (لاہور، ابوہریرہ اکیڈمی 2014ء)5/115

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ--- ﴾[1]

تم بہترین امت ہو جسے تمام انسانوں کی ہدایت کے لیے میدان عمل میں لایا گیا ہے، تم نیکی کا حکم دیتے ہو، برائیوں سے روکتے ہو۔

درجہ بالا آیت کریمہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ امت مسلمہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ معاشرے کے نشیب و فراز پر مسلسل نظر رکھے اور ہر اس جگہ اور معاملے کی اصلاح کرے جہاں سے خرابی کے آنے کا امکان ہو، مولنا عبد الرحمن کیلانی اپنی تفسیر "تیسیر القرآن" میں اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں

"برے کاموں سے مراد کفر، شرک، بدعات، رسوم قبیحہ، فسق و فجور ہر قسم کی بداخلاقی اور بے حیائی اور نامعقول باتیں شامل ہیں اور ان سے روکنے کا فریضہ فرداً فرداً بھی ہر مسلمان پر عائد ہوتا ہے۔ اور اجتماعاً امت مسلمہ پر بھی۔ ہر ایک کو اپنی اپنی حیثیت اور قوت کے مطابق اس فریضہ سے عہدہ برآ ہونا لازم ہے"[2]

معاشرے میں موجود سارے نامعقول کاموں کی روک تھام کے لئے جہاں موثر اقدامات کرنے کی ضرورت ہے اس کے ساتھ ساتھ ان وسائل کو حاصل کرنا بھی ضروری ہے جو ان نامعقول کاموں کی روک تھام میں مناسب کردار ادا کر سکیں، پھر ان وسائل کو موقع و محل کے مطابق استعمال کرنا بھی ضروری ہے، گویا کہ خرابی اور کجی کا سراغ لگانا، اس کی وجہ کو جاننا اور پھر اس کا مناسب متبادل تلاش کر کے اس کو رائج کرنے کے اقدامات کرنا، یہ سب کام نگرانی کے اس عمل کا حصہ ہیں۔

نگرانی کے اہداف کا تعین: تعلیم و تربیت کے عمدہ مقاصد کے حصول کے لئے نگرانی ایک لازمی اور بدیہی امر ہے۔ خصوصاجب تعلیم و تربیت کے لئے جدید ذرائع ابلاغ کا استعمال ہو رہا ہو تو نگرانی کے عمل کی اہمیت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ جب جدید ذرائع ابلاغ اپنی وسعت کی وجہ سے معاشرے کے ہر طبقے پر اثر انداز ہو رہے ہوں تو نگرانی کا عمل حکومتی سطح پر چلا جاتا ہے۔ ان حالات میں ضروری ہے کہ نگران کی طرف سے نگرانی کے اہداف متعین اور واضح ہوں تاکہ ہر قسم کے اشکالات اور شکوک و شبہات سے بچا جا سکے۔ نگرانی کے عمل کو ہمیشہ اصلاح اور بہتری کے لئے استعمال کرنا چاہیے۔ اس عمل سے افراد کی نگہداشت کرنی چاہیے اور ان کی مناسب رہنمائی کرنا چاہیے۔ اگر نگران کا مقصد دوسرے کو ذلیل کرنا اور یہ شرمندہ کرنا بن جائے تو یہ عمل نگرانی سے نکل کر جاسوسی میں داخل ہو جائے گا جو فساد معاشرہ کا سبب بنے گا۔ نگرانی اور جاسوسی کے درمیان ایک باریک لکیر ہے جس کو اہداف و مقاصد

---

(1)۔ آل عمران:110

(2)۔ کیلانی، عبد الرحمن، تیسیر القرآن، (لاہور، مکتبہ السلام، 1432ھ)، 1/296

کے تعین کے ساتھ ہی ناپا جا سکتا ہے۔ اگر ہدف افراد اور معاشرے کی اصلاح ہے تو یہ جائز نگرانی ہو گی چاہیے حکومت سطح پر کی جائے یا انفرادی سطح پر والدین یا کوئی دوست کرے۔ لیکن اگر ہدف دوسروں کو ذلیل کرنا اور ان کو ان کے عیبوب پر شرمندہ کرنا مقصود ہو تو یہ عمل جاسوسی کہلائے گا اور کسی بھی صورت جائز نہیں ہو گا۔

نگرانی کا طریقہ کار: نگرانی کے عمل کو کارآمد بنانے اور اسے جاسوسی کی مشابہت سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے لئے مہذب طریقہ کار اپنایا جائے۔ نگرانی اس طرح کی جائے کہ چادر اور چاردیواری کا تحفظ پامال نہ ہو۔ نگرانی کے عمل مین گفتگو کرنی ہو، بازپرس کرنی ہو یا سرزنش مقصود ہو تو ان سب معاملات کو ایسے سرانجام دینا ہے کہ جاسوسی معلوم نہ ہو۔ جس کی نگرانی کی جارہی ہے اس کو یہ احساس نہیں ہونا چاہیے کہ میرے ساتھ کچھ غلط ہو رہا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ نگرانی کے اصول وضوابط طے کئے جائیں۔ افراد کو ان کی آزادی کی ضمانت دینی چاہیے۔ ان کو اسلامی، اخلاقی او ملکی حدود وقیود کے حوالے سے بر وقت آگاہی دینی چاہیے۔ کسی بھی غلط سمت اُٹھنے والے قدم کو تنبیہ کرنی چاہیے۔ حکومتی سطح پر جدید ذرائع ابلاغ پالیسی کو متعارف کروانا چاہیے۔ اس سلسلے میں ہمہ قسم کی اقدار اور ملکی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک جامع پالیسی تشکیل دینی چاہیے اور عوام میں مختلف ذرائع سے سے عام کرنا چاہیے۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ عوام کو یہ باور کروائے کہ جدید ذرائع ابلاغ کے صارفین کو کسی بھی نقصان سے بچانے کے لئے ان کی نگرانی کرنا ایک مجبوری ہے۔ دوران نگرانی جو فوائد حاصل ہوں وہ معاشرے میں پیش کئے جائیں اور اس سلسلے میں ہونے والی کوتاہیوں کو ازالہ کیا جائے۔ جب حکومتی سطح پر ہونے والی نگرانی میں افراد خود کو اور اپنے ملک کو محفوظ سمجھیں گے تو ہمیشہ اس کی حمایت کریں گے۔

تعلیم وتربیت کے عمل میں بچے جدید ذرائع ابلاغ کو سب سے زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ بچے فطرتی طور پر جلد بھروسہ کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ بچے لاعلمی کی وجہ سے زیادہ نقصان سے دوچار ہوتے ہیں۔ عموماً والدین بچوں کو جدید ذرائع ابلاغ کے حوالے کر کے غافل ہو جاتے ہیں اور ان پر اعتماد کرتے ہوئے یا ان سے خوف محسوس کرتے ہوئے نگرانی کے عمل کو اختیار نہیں کرتے۔ مربیان (والدین، اساتذہ اور سرپرست وغیرہ) کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کو کسی نقصان سے دوچار ہونے سے پہلے پہلے نگرانی کے عمل کے ذریعے محفوظ کرلیں۔ اس سلسلے میں بچوں کے بدلتے رویے، لمبی فون کالز، موبائل ٹائم میں حد اعتدال کو عبور کرنا، دوستوں سے لمبی گفتگو اور مختلف اپلیکیشن کی انسٹالیشن جیسے کاموں سے بچوں کے مزاج کو سمجھ کر حکمت عملی اختیار کرنی کی ضرورت ہے۔ والدین کے لئے ضروری ہے کہ وہ بچوں کے ساتھ منسلک ہو جائیں۔ بچوں کو محبت دیں، ان کو سنین، ان سے گفتگو کریں، ان کے معاملات میں محبت بھری مداخلت کریں۔ والدین کی غفلت اور توجہ کے فقدان کی وجہ سے بچوں کے بھٹکنے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ بچوں کی نگرانی اس طرح کرنا ہے کہ ان کو شائبہ تک نہ ہو۔ ان کو کسی ناقابل تلافی نقصان

سے دوچار ہونے سے پہلے پہلے محفوظ کرنا ہی اصل نگرانی ہے۔اس کے لئے ضروری ہے کہ والدین ان کی سرگرمیوں پر نظر رکھیں۔

نگرانی کے عمل میں افراط و تفریظ سے بچنا ہی مسئلے کا حل ہے۔ایک عمدہ نگرانی کے عمل میں مسلسل ٹوہ میں رہنا اور بے جا محاصرے قائم کرنا معاملات کو خراب کرنے کا باعث بنتا ہے۔دوسروں کی آزادی اور خودداری پر بھروسہ رکھنا بھی بہت ضروری ہے۔ضرورت اس امر کے کی افراد اور بچوں کو شعوری تعلیم دی جائے جس کی مدد سے انہیں جدید ذرائع ابلاغ پر موجود مسائل سے نمٹنا آ جائے۔اس سلسلے میں زیر نگران افراد کے طرز عمل، طرز فکر، رحجانات اور خواہشات کو جاننا بہت ضروری ہے۔جس بحران پر نصیحت اور رہنمائی سے قابو پایا جا سکتا ہو اس کے لئے طاقت کا استعمال کوئی دانشمندی نہیں ہے۔جدید ذرائع ابلاغ کے صارفین کے مختلف درجات کی وجہ اس کے لئے مختلف طرق اور حدود و قیود کا استعمال ضروری ہے۔اس سلسلے میں باہمی احترام اور عزت نفس کا لحاظ کرنا بہت ضروری ہے۔

مبحث سوم: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں نگرانی کا طریقہ و دائرہ کار

جدید ذرائع ابلاغ میں نگرانی کا عمل بڑی اہمیت کا حامل ہے۔اس عمل کی بدولت معاشرے کی حالت کا اندازہ لگا کر اس کے مطابق اقدامات کئے جاسکتے ہی۔سوشل میڈیا پر ایسے افراد اور گروہ موجود ہیں جو اپنی اصل شناخت کو پوشیدہ رکھتے ہیں اور عوام الناس کے سامنے اسے ظاہر نہیں کرتے بلکہ اپنی پروفائل کو اپنے مقاصد کے برعکس بناتے ہیں۔اس کام کا مقصد انتشار پھیلانا، سچ اور جھوٹ کی آمیزش کرنا، کسی معمولی مسئلے میں مبالغہ آمیزی کرنا، مذہبی اور سیاسی اختلافات کا ہوا دینا ہوتا ہے۔ان کے ان اقدامات کا مقصد ناواقف افراد کو اپنے مذموم مقاصد کے لئے استعمال کرنا ہوتا ہے۔یہ دشمنوں کا پرانا حربہ ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں اہل کتاب کی خصلتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کی ایک منصوبے کو طشت ازبام کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمِنُوا بِالَّذِي أُنْزِلَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوا آخِرَهُ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴾(1)

اہل کتاب میں سے ایک گروہ کہتا ہے کہ اس کے نبی کے ماننے والوں پر جو کچھ نازل ہوا ہے اس پر صبح کو ایمان لاؤ اور شام کو اس سے انکار کردو، شاید اس ترکیب سے یہ لوگ اپنے ایمان سے پھر جائیں۔

اس آیت میں اللہ تعالی نے اہل کتاب کی چال کا ذکر کرتے ہوئے ایل ایمان کو نصیحت کی ہے کہ اس قسم کے سازشی افراد سے خود کو بچا کر رکھنا ہے۔جدید ذرائع ابلاغ میں اس قسم کے افراد بہت عام ہے۔ان کی چالوں اور سازشوں سے اہل اسلام کو بچانے کے لئے نگرانی کا عمل بڑی اہمیت کا حامل ہے۔اگرچہ معاشرے میں ہر فرد کی ذمہ داری ہے کہ اصلاح پر مبنی نگرانی میں اپنا کردار ادا کرے تاہم جدید ذرائع ابلاغ کے اس دور میں حکومتی نگرانی اور والدین کی نگرانی بڑی اہمیت کی حامل ہے۔

حکومتی نگرانی

جدید ذرائع ابلاغ (سوشل میڈیا) معاشرے میں تیزی سے عام ہو رہا ہے۔معاشرے کا ہر طبقہ بلکہ ہر فرد کسی نہ کسی درجے میں اس سے وابستہ ہو رہا ہے۔اسلام اور ملک دشمن عناصر اپنے مزموم مقاصد کی تکمیل کے لئے اسے استعمال کر رہے ہیں۔معاشرے میں چونکہ عام لوگوں کی اکثریت ہوتی ہے اس لئے وہ بہت جلد ان کے فریب میں آجاتے ہیں۔اس وقت منفی ذہن کے لوگ مربوط سوشل میڈیا ٹیمیں رکھے ہوئے ہیں۔ان کی مدد سے

---

(1)۔ال عمران:72

اپنے نظریات کے فروغ کے لیے بھرپور اور جارحانہ مہم چلاتے ہیں اور اکثر نادان افراد اس کا شکار ہو جاتے ہیں اس کا حل یہ ہے کہ جدید ذرائع ابلاغ کی بنیادی اخلاقیات کے حوالے سے معاشرتی شعور کو بیدار کیا جائے اور ذمہ داران کو جدید ذرائع ابلاغ کی ان باریکیوں سے آگاہ کیا جائے جو غلط سمت میں لے جانے کا ذریعہ بنتی ہیں تاکہ ان کی روک تھام کے لئے بروقت اقدامات کئے جاسکیں۔

جدید ذرائع ابلاغ میں متنوع قسم کا وسیع مواد موجود ہے جس میں مفید اور مضر ہر قسم کا مواد شامل ہے ۔جدید ذرائع ابلاغ کا صارف بظاہر مفید پہلو سے استفادے کے لئے آن لائن ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ لایعنی مواد کی طرف منتقل ہوتا ہے اور آخر کار ایسے مواد پر اپنا وقت برباد کرنا شروع کر دیتا ہے جو دینی اور سماجی لحاظ سے نقصان دہ ہوتا ہے۔اسی کا اگلا مرحلہ کسی ملک یا اسلام دشمن کے ایجنڈے کی تکمیل میں لاشعوری طور پر شامل ہونا ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں حکومتی نگرانی کا عمل بہت اہم ہے۔ کیونکہ نگرانی کا احساس انسان کو محتاط کرنے کا باعث بنتا ہے۔ جس طرح اگر ٹریفک میں نگرانی اور اصول و قوانین نہ ہو تو حادثات کی شرح میں اضافہ ہو جاتا ہے ایسے ہی اگر جدید ذرائع ابلاغ پر کوئی قدغن نہ لگائی جائے تو ملکی، اخلاقی اور اسلامی اقدار کا جنازہ نکل جائے۔

حکومتی نگرانی کے لئے ضروری ہے کہ حکومت جدید ذرائع ابلاغ کے حوالے سے ٹھوس حکمت عملی اختیار کرے اور پاکستان کے معروضی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک ضابطہ اخلاق تشکیل دے کر سب کو اس کا پابند بنائے جائے۔ اگرچہ حکومتی سطح پر اس حوالے سے بعض انتظامی اصول وضوابط طے کئے گئے ہیں لیکن ابھی اس میں کافی کام ہونا باقی ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے ابلاغ عامہ کی اصلاح کے لئے سفارشات کرتے ہوئے کہا ہے:

> "ذرائع ابلاغ عامہ کا رخ صحیح سمت اور اسلامی اخلاقیات کی طرف موڑا جائے تاکہ وہ اسلامی اقدار کو اہمیت دیں اور عوام میں اسے مقبول کرانے میں اپنا کردار ادا کریں۔ ذرائع ابلاغ عامہ کا بیشتر وقت دینی و دنیوی تعلیم پر صَرف کیا جائے، صِرف دس فی صد وقت ذہنی تفریح کے لئے رکھا جائے۔"(1)

اسلامی نظریاتی کونسل کی اس سفارش پر ہنوز عمل باقی ہے۔ یہ تو ابلاغ عامہ کے حوالے بات تھی۔ جدید ذرائع ابلاغ میں تو صورتحال زیادہ تشویش ناک ہے اس لئے حکومتی نگرانی کی ضرورت بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ معاشرے میں خیر کو رائج کرنا اور منکرات کا سدباب کرنا حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ اگر افراد کو خیر والا ماحول ملے گا تو یقیناً ان میں خیر پیدا ہو گی اس کے برعکس ماحول معاشرے میں انتشار کا باعث بنے گا۔ اس لئے

---

(1)۔ محمد اویس اسماعیل، "ابلاغ عامہ کے حوالے سے اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کا تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ" (مقالہ برائے ایم فل، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد)، ص66

ضروری ہے کہ جدید ذرائع ابلاغ کے مواد کے لئے ایک جامع پالیسی تشکیل دی جائے۔جدید ذرائع ابلاغ پر مبنی ہر مواد چاہیے وہ کسی پوسٹ ،ویڈیو، تحریر ہو،کارٹون ،اشتہار ، ایپ یا ویب سائیٹ کی شکل میں ہو، طے کردہ اصول وضوابط کے مطابق ہو۔اس سلسلے میں جدید ذرائع ابلاغ کے مواد پر کڑی نظر ہونی چاہیے اور ہر شائع ہونے والے مواد کو فوراپالیسی کے مطابق چیک کر یا تو باقی رکھا جائے یا حذف کر دیا جائے۔اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ غیر معیاری مواد معاشرے میں عام نہیں ہو گا۔اللہ تعالی نے معاشرے کو انتشار سے بچانے کے لئے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ﴾(1)

"یہ لوگ جہاں کوئی اطمینان بخش یا خوفناک خبر سن پاتے ہیں اسے لے کر پھیلا دیتے ہیں، حالانکہ اگر یہ اسے رسول اور اپنی جماعت کے ذمہ دار اصحاب تک پہنچائیں تو وہ ایسے لوگوں کے علم میں آجائے جو ان کے درمیان اس بات کی صلاحیت رکھتے ہیں کہ اس سے صحیح نتیجہ اخذ کر سکیں۔

اس آیت سے یہ بات سمجھ آتی ہے معاشرے میں ارباب حل وعقد پر مشتمل ایسا ایک گروہ ہونا چاہیے یا سماج کا محافظ ہو۔اور معاشرے کی حفاظت میں یہ بات شامل ہے کہ کوئی ایسا مواد جو اخلاقی یا علمی طور پر غیر معیاری ہو ،معاشرے میں پنپنے نہ پائے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت جدید ذرائع ابلاغ مواد کی فلٹریشن کے حوالے سے باقاعدہ ایک محکمہ قائم کرے جس میں پاکستان کی دینی، سماجی اور اخلاقی اقدار کے عامل وحامل لوگ موجود ہوں ۔ایسے افراد کی نگرانی میں میں جدید ذرائع ابلاغ کے مواد کو چیک کیا جائے اور اس کی مناسب کانٹ چھانٹ کے بعد ہی اسے عوام کے سامنے پیش کیا جائے۔اس مقصد کے لئے جدید ٹیکنالوجی کو استعمال کرتے ہوئے خود کار چیک بھی لگائے جاسکتے ہیں۔

والدین کی نگرانی

جدید ذرائع ابلاغ کو محض وقتی گزاری کے لئے سب سے زیادہ استعمال کرنے والے صارف "بچے" ہیں۔بچوں پر نگرانی کا سب سے موثر عمل ان کے والدین کا ہے لہذا والدین کی ذمہ داری ہے کہ جدید ذرائع ابلاغ کے استعمال کے دوران بچوں پر نگرانی کے عمل کو یقینی بنائیں تا کہ ان کو کسی قسم کے نقصان سے قبل از وقت بچایا جاسکے۔ بچوں کی تعلیم وتربیت پر جدید ذرائع ابلاغ کا کردار کسی سے مخفی نہیں۔بچوں کو جدید ذرائع ابلاغ سے دور نہیں رکھا جا سکتا، بچے گھر، سکول اور دوستوں میں نہ صرف اس کا استعمال دیکھتے ہیں بلکہ کئی مواقع پر خود بھی اس کا استعمال کرتے

(1)۔النساء:83

ہیں مثلا رشتہ داروں اور دوستوں سے رابطہ کرنا۔ تعلیمی سرگرمیوں میں اس کا استعمال تودن بدن بڑھتا جارہاہے، کووِڈ-19 { COVID-19} (1) کے صورتحال میں تعلیمی اداروں کی بندش کی وجہ سے اکثر اداروں کو تعلیمی سرگرمیوں کو جاری رکھنے کے لئے جدید ذرائع ابلاغ کا سہارالیناپڑا اگرچہ پاکستان کی معروضی حالات جس میں اداروں کے پاس جدید ذرائع ابلاغ کے ماہرین کی عدم دستیابی،والدین کے پاس جدید ذرائع ابلاغی آلات کا فقدان وغیرہ شامل ہیں کی وجہ سے آن لائن تعلیمی سرگرمیاں کوئی خاص معیاری نہیں (2) ۔ تاہم اس بات میں تو کوئی شک نہیں ہے کہ بچوں کا سوشل میڈیا کے ساتھ منسلک رہنا معاشرے اور والدین کے لئے ایک ضروری امر ہوچکاہے۔

بچے اللہ تعالی کی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے جیسا کہ ارشاد گرامی ہے: ﴿الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾(3) ،(مال اور بیٹے دنیا کی زندگی کی زنیت ہے)اس نعمت کو دنیا وآخرت میں مفید بنانے کے لئے اس کی عمدہ تربیت ضروری ہے کیونکہ تمام مخلوقات میں سے انسانی بچے کو سب سے زیادہ تربیت اور نگہداشت کی ضرورت ہوتی ہے اور اگر یہ ضرورت عمدہ طریقے سے پوری نہ ہو تو اس کے نتائج اولاد کے بگاڑ کی صورت میں نمودار ہوتے ہیں جو نہ صرف والدین بلکہ معاشرے کے لئے بھی تباہ کن ثابت ہوتے ہیں، اس لئے والدین کی سب سے اہم ذمہ داری اولاد کی تربیت ہے۔ تاہم والدین کو اس کا احساس نہیں ہے۔ اس کی وجوہات میں سے ایک اہم اور بنیادی وجہ والدین کی تربیت اولاد کے حوالے سے عدم توجہی اور لاعلمی ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں حکومتی سطح پر والدین کے لئے بچوں کی پرورش اور تربیت کے متعلق کلاسز اور ورکشاپس معمول کا حصہ ہیں اس کے برعکس پاکستانی میں ایسی سرگرمیاں نہ ہونے کے برابر ہیں اور پاکستانی والدین کی ناقص تربیت کا ایک مظہر یہ ہے کہ وہ بلا سوچے سمجھے بچوں کو ذرائع ابلاغ کے حوالے کردیتے ہیں(4) ۔ اور اس وقت جدید ذرائع ابلاغ بچوں کا دوسرے والدین کا روپ دھار چکے ہیں اور بچوں کی سماجی، جذباتی، علمی اور جسمانی نشوونما کو پرزور طریقے سے متاثر کررہاہے۔

---

(1)۔ یہ کروناوائرس کی نسل سے تعلق رکھنے والے وائرس کی ایک حال ہی میں سامنے آنے والی قسم ہے، اس وائرس سے ہونے والی بیماری کی پہلی بار شناخت چین کے شہر ووہان میں ہوئی، بعد میں یہ بیماری عالمی سطح پر پھیل گئی۔ اس کے نام میں "کو" کا مطلب کرونا، "وِ" کا مطلب وائرس اور "ڈ" کا مطلب disease یعنی بیماری ہے۔

(2)۔ تفصیل کے لئے دیکھئے۔ "Exploring the Impacts of COVID-19 Pandemic on Education ...." 08 Dec. 2020, https://www.researchgate.net/publication/346775876_Exploring_the_Impacts_of_COVID-19_Pandemic_on_Education_Divide_in_Pakistan

(3)۔ الکہف:46

(4)۔ "Most Common Parenting Problems In Pakistan." https://nayadaur.tv/author/fahad-saleem/

جدید ذرائع ابلاغ کے اس دور میں والدین آنکھیں بند نہیں کر سکتے لیکن بچوں کو موثر دیکھنا سکھا سکتے ہیں ،والدین کو ایک سمجھدار، قابل احترام اور ذمہ دار نگران کا کردار ادار کرنے کی ضرورت ہے اگرچہ یہ والدین پر اضافی بوجھ ہے تاہم ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کو جدید ذرائع ابلاغ آلات دینے کی عمر، حفاظت اور نگرانی کے اصول وضوابط طے کریں۔ بچوں کی تربیت میں والدین کے کردار کو کبھی بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، تاہم جدید ذرائع ابلاغ کے تناظر میں اس کی اہمیت اور ضرورت کئی گنا بڑھ جاتی ہے کیونکہ جدید ذرائع ابلاغ جہاں بچوں کی تعلیم وتربیت میں حد درجہ معاون ہیں وہیں ان کے نقصانات کسی ذی شعور سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں اور اولاد کی اخلاقی اور روحانی حفاظت اہل ایمان کی بہت بڑی ذمہ داری ہے اللہ تعالی قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾ (1)

اے ایمان والو تم اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو (دوزخ کی) آگ سے بچاؤ۔

اس آیت کریمہ کی تشریح کرتے ہوئے مولنا سید ابو الا علی مودودی اپنی تفسیر تفہیم القرآن میں لکھتے ہیں:۔

"یہ آیت بتاتی ہے کہ ایک شخص کی ذمہ داری صرف اپنی ذات ہی کو خدا کے عذاب سے بچانے کی کوشش تک محدود نہیں ہے بلکہ اس کا کام یہ بھی ہے کہ نظام فطرت نے جس خاندان کی سربراہی کا بار اس پر ڈالا ہے اس کو بھی وہ اپنی حد استطاعت تک ایسی تعلیم وتربیت دے جس سے وہ خدا کے پسندیدہ انسان بنیں، اور اگر وہ جہنم کی راہ پر جارہے ہوں تو جہاں تک بھی اس کے بس میں ہو، ان کو اس سے روکنے کی کوشش کرے۔ اس کو صرف یہی فکر نہیں ہونی چاہیے کہ اس کے بال بچے دنیا میں خوشحال ہوں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اسے یہ فکر ہونی چاہیے کہ وہ آخرت میں جہنم کا ایندھن نہ بنیں"(2) آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے والدین کی اس ذمہ داری کا بیان اس انداز سے کیا ہے:

((أَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَالْأَمِيرُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ، وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ، وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهِ، وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ، وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُ، أَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ)) (3)

---

(1)۔ التحریم:6

(2)۔ مودودی، مولنا ابو الاعلی، تفسیر تفہیم القرآن جلد پنجم

(3)۔ مُسلم، "المُسندالصحیح"، کتاب الامارة ،باب فضيلة الإمام العادل، وعقوبة الجائر، والحث على الرفق بالرعية، والنهي عن إدخال المشقة عليهم ،ح4724

حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا آگاہ رہو تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور تم سب سے ان کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا پس وہ امیر جو لوگوں کا ذمہ دار ہے اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور جو آدمی اپنے گھر والوں کا ذمہ دار ہے اس سے ان کے بارے میں سوال کیا جائے اور عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کی اولاد کی ذمہ دار ہے اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا اور غلام اپنے آقا کے مال کا ذمہ دار ہے اس سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا آگاہ رہو تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا-

درجہ بالا نصوص والدین کی ذمہ داری کا تعین کرتی ہیں۔ خصوصاً ان حالات میں جب جدید ذرائع ابلاغ فرد کی تعلیم و تربیت پر بہت زیادہ اثر انداز ہو رہے ہوں، تو وہ بچے جو اپنا بیشتر وقت آن لائن گزارتے ہیں اور جدید ذرائع ابلاغ کی مختلف سائیٹس استعمال کرتے ہیں تو ان کو اس کے منفی اثرات سے بچانے کے لئے اور بچوں کی جدید ذرائع ابلاغ مصروفیت کو ان کی تعلیم و تربیت کے لئے ممد و معاون بنانے کے لئے اس مرحلے میں والدین کی شمولیت بہت ضروری ہے۔ جرمنی کے ادارہ صحت عامہ کی ایک رپورٹ (جو پاکستانی معاشرے کے سروے پر مشتمل ہے) کے مطابق والدین کے عدم نگرانی میں استعمال ہونے والے جدید ذرائع ابلاغ کے منفی اثرات والدین کی زیر نگرانی میں استعمال ہونے والے جدید ذرائع ابلاغ کی نسبت بہت زیادہ ہیں۔(1) اس لئے جدید ذرائع ابلاغ کے حوالے سے والدین کی سستی نہ صرف بچے کے لئے بلکہ والدین کے لئے بھی شدید نقصان کا باعث بن سکتی ہے، کیونکہ بچوں کی اکثریت اپنے فائدے اور نقصان سے اچھی طرح آگاہ نہیں ہوتی اور نہ ہی آن لائن معاملات کے حوالے سے زیادہ باشعور ہوتے ہیں اس لئے ان کی تعلیم و تربیت شدید متاثر ہوتی ہے، ایک اور سروے کے مطابق یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ اولاد کی ناقص تعلیم و تربیت کی ایک بڑی وجہ والدین کی عدم توجہی ہے۔(2) لہذا والدین کو چاہیے کہ وہ جدید ذرائع ابلاغ سے متعلق معلومات حاصل کریں تاکہ بچوں کی تعلیم و تربیت عمدہ طریقے سے ہو سکے۔

والدین کی بچوں کو سوشل میڈیا کے استعمال کے حوالے سے موجودہ خامیوں میں سے ایک بڑی خامی سوشل میڈیا ماہرین کی ہدایات کو نظر انداز کرنا ہے۔ ہر شعبے کی ماہرین اپنے شعبے کے متعلق زیادہ جانتے ہیں اور وہ اس کے نشیب و فراز سے خوب آگاہ ہوتے ہیں اور شریعت اسلامیہ نے بھی اس اصول کو بر قرار رکھا ہے۔ آپ ﷺ کی

---

(1)-Iqbal, S., Zakar, R. & Fischer, F. Predictors of parental mediation in teenagers' internet use: a cross-sectional study- of female caregivers in Lahore, Pakistan. *BMC Public Health* **21,** 317 (2021).

(2)- For detail;Hussain, Dr & Anzar, Mohd. (2019). Parental negligence, improper parenting and enforcement of parents lead to child aggressiveness: A study. 7. 165-171

سیرت سے ہمیں یہ رہنمائی ملتی ہے کہ دنیاوی معاملات میں عصری علوم کے ماہرین کی رائے کو مدنظر رکھنا انسانی فائدے کا باعث بنتا ہے جیسا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِقَوْمٍ يُلَقِّحُونَ، فَقَالَ: «لَوْ لَمْ تَفْعَلُوا لَصَلُحَ» قَالَ: فَخَرَجَ شِيصًا، فَمَرَّ بِهِمْ فَقَالَ: «مَا لِنَخْلِكُمْ؟» قَالُوا: قُلْتَ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: «أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ»))(1)

اللہ کے نبی حضرت محمد ﷺ کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جو کھجوروں کو پیوند(2) لگا رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا، "اگر تم یہ عمل نہ کرو تو اچھا ہو گا؟" حضرت انس فرماتے ہیں کہ اس (پیوند کے ترک) سے ردی کھجوریں پیدا ہوئیں، سو آپ ﷺ ان کے پاس سے گزرے اور پوچھا، "تمہاری کھجوروں کو کیا ہوا؟" انہوں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ ہی نے یوں فرمایا تھا، "، تو آپ ﷺ نے فرمایا، "تم اپنے دنیوی معاملات سے خوب آگاہ ہو۔

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ دینوی معاملات، جن کا تعلق تجربہ سے ہے اور شریعت نے ان کے بارے میں کوئی قطعی یا یقینی حکم نہیں دیا، اس کو لوگوں کے تجربات اور مشاہدات پر چھوڑ دیا جائے گا کہ وہ اپنے تجربہ میں عمل پیرا ہوں مزید بر آں دنیا کے امور میں متعلقہ ماہرین کے اصول وضوابط پر عمل کرنا چاہیے بشرط کہ وہ شریعت کے اصول وضوابط کے مخالف نہ ہوں۔ ہم سے ہر آدمی اپنی صحت کے حوالے سے ماہرین / ڈاکٹرز کے مشورے کی پابندی کرتا ہے، ورزش کتنی کرنی ہے، کونسی دوائی کھانی ہے اور کونسی غذا استعمال کرنی ہے۔ لیکن جدید ذرائع ابلاغ استعمال کے حوالے سے ہم ماہرین کی ساری تجاویز / ہدایات / سفارشات کو پس پشت ڈال دیتے ہیں، جس کا نتیجہ مختلف قسم کے منفی اثرات کی شکل میں رونما ہوتا ہے جس کا سب سے بڑ نقصان یہ ہے کہ بچے رفتہ رفتہ خاندان سے لاتعلق ہو جاتے ہیں۔(3) لہذا والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ سوشل میڈیا ماہرین کی طرف سے جاری

---

(1)۔ مُسلم، "المُسندالصحیح"، كتاب الفضائل، باب وجوب امتثال ما قاله شرعا، دون ما ذكره ﷺ من معايش الدنيا، على سبيل الرأي، ح6127

(2)۔ اس میں نر کھجوروں کا بور مادہ کھجوروں پر ڈالا جاتا ہے جس سے ان کی پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے۔

(3)۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے۔ https://www.globalmediajournal.com/open-access/social-media-and-youth-in-pakistan-implications-on-family-relations.php?aid=76372

کردہ تجاویز / ہدایات / سفارشات کو نہ صرف جانیں بلکہ ان پر عمل درآمد کو بھی یقینی بنائیں کیونکہ بچوں کی عمدہ تعلیم و تربیت کے لئے یہ چیز بڑی اہمیت کی حامل ہے۔

بچوں کو جدید ذرائع ابلاغ سے منسلک کرنا والدین کی بہت بڑی آزمائش ہے۔ موجودہ حالات میں والدین بچوں کی تعلیم و تربیت کے حوالے سے ویسے بھی غفلت کا شکار ہیں اور سوشل میڈیا نے تو اس غفلت کو مزید گہرا کیا ہے۔ والدین کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں پر کڑی نظر رکھیں اور ان کی عزت نفس کا خیال کرتے ہیں ان کے ابلاغی آلات کو وقتاً فوقتاً چیک کرتے رہیں اور یہ کام اس انداز کے ساتھ ہونا چاہیے کہ بچوں کو یہ محسوس نہ ہونے دیا جائے کہ ان کی نگرانی کی جارہی ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ والدین بچوں کو جدید ذرائع ابلاغ کے نشیب و فراز سے آگاہ کریں اور ان کو یہ باور کروائیں کہ یہ ایسا میدان ہے جہاں ان کو اکیلا پن ان کو کئی قسم کے خطرات سے دوچار کر سکتا ہے۔ والدین کو یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ جدید ذرائع ابلاغ کو سماجی ممنوعات میں شامل کرنا مسئلے کا حل نہیں ہے بلکہ اس حوالے سے بچوں کو آگاہی دینے کی ضرورت ہے۔ بچوں کا ہاتھ تھام کر اس دنیا میں داخل ہوں، ان کے دوست بنیں، ان کو صحیح اور غلط کا فرق سمجھائیں، ابلاغی آلات کے استعمال کا دورانیہ طے کریں اور زندگی کے دیگر معاملات کے لئے ایسا جامع اور مربوط نظام الاوقات بنائیں کہ جدید ذرائع ابلاغ کے لئے کم سے کم وقت بچ پائے۔

والدین کی نگرانی کی ضرورت و اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے ماہرین کی طرف سے مانیٹرنگ ایپس کا اجراء کیا گیا ہے۔ ان کو فیملی لنک ایپس بھی کہا جاتا ہے۔ ان کو تیار کرنے کا مقصد یہ ہے کہ بچہ سوشل میڈیا کو استعمال کرنے کے دوران بھی اپنے والدین کے ساتھ رابطے اور ان کی نگرانی میں رہے، والدین کی نگرانی کی وجہ سے ان کو" Parental Control Apps " بھی کہا جاتا ہے۔ محترم مائیکل کراس (Michael Cross) لکھتے ہیں

> "While technology has added a new layer of complexity to effective parenting, it doesn't make things hopeless. There are ways to monitor and maintain your child's activity, even when you're physically not there to help them"(1)
>
> اگرچہ ٹیکنالوجی نے والدین کی مشکلات میں اضافہ کیا ہے تاہم پریشان اور مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے اب بھی ایسے طریقے ہیں کہ آپ اپنے بچے سے دور رہ کر بھی اس کی نگرانی کر سکتے ہیں اور اس کی سرگرمیوں پر نظر رکھ سکتے ہیں۔

---

(1)-Michael Cross,John Sammons, "The Basics of Cyber Safety" Amsterdam,Elsevier,2017,Chapter 10,201-202

اکثر والدین کا یہ مسئلہ ہے کہ وہ بچوں کو جدید ٹیکنالوجی سے دور بھی نہیں رکھ سکتے اور اس کے منفی اثرات سے بھی بچوں کو بچانا چاہتے ہیں، سوشل میڈیا میں مگن بچوں کے والدین کو کئی مسائل کا سامنا ہے جس میں ان کے لئے مناسب مواد کا انتخاب اور اس کی طرف رہنمائی، نامناسب مواد کی نشاندہی اور اس سے بچانے کا طریقہ، سوشل میڈیا کو استعمال کرنے کا دورانیہ اور آن لائن خطرات پر قابو پانا وغیرہ شامل ہیں، ان حالات میں والدین کے لئے یہ ایپس بہت مفید ہیں، یہ ایپس والدین کو یہ سہولت دیتی ہیں کہ وہ بچوں کی بہتری کے لئے کئی اقدامات کر سکتے ہیں۔ پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی(PTA) نے اس سلسلے میں والدین کی رہنمائی کرتے ہوئے یہ پیغام عام کیا ہے:

"سائبر جرائم سخت تعزیری کارروائی کا باعث بن سکتے ہیں، لہذا والدین کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے بچوں کی آن لائن سرگرمیوں پر نظر رکھیں۔ اس سلسلے میں والدین کے کنٹرول سافٹ ویئر کی ایک فہرست پی ٹی اے کی ویب سائٹ پر دستیاب ہے"(1)

اس فہرست میں شامل سافٹ ویئر ایپس عمومی طور دو حصوں پر مشتمل ہوتیں ہیں ایک بچے کی ڈیوائس پر اور دوسرا والدین کی ڈیوائس پر انسٹال ہوتا ہے، والدین اپنی ڈیوائس میں موجود ایپ کی مدد سے نہ صرف یہ کہ بچے کی سرگرمیوں پر نظر رکھ سکتے ہیں بلکہ اس کے لئے اصول وضوابط بھی طے کر سکتے ہیں۔

---

(1)-https://www.pta.gov.pk/ur/media-center/single-media/parental-control-softwares—filters

فصل سوم: تعلیمی وتربیتی مواد کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ

مبحث اول: تعلیم وتربیت پر مبنی مواد کی ضرورت واہمیت

تعلیم وتربیت کے عمدہ نتائج کے لئے وسائل کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ تعلیم وتربیت کے وسائل میں سب سے بنیادی وسیلہ مواد ہے تعلیمی وتربیتی موجود میں وہ سب کچھ شامل ہے جو افراد کی تربیت میں حصہ لیتا ہے۔اس مواد کی کئی اقسام ہیں۔اس میں سمعی وبصری مواد بھی شامل ہے۔ اس میں اسکولز اور مدارس کے نصاب،اخبارات،رسائل وجرائد،ریڈیو،ٹیلی ویژن اور جدید ذرائع ابلاغ(سوشل میڈیا)شامل ہیں۔ معاشرے کا ہر فرد ان میں سے کسی نہ کسی مواد کی ساتھ کچھ نہ کچھ وابستہ ہے۔ معاشرے میں تعلیم وتربیت پر مبنی مواد جتنا زیادہ ہو گا اس کا اتنا ہی فائدہ ہو گا۔ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر جگہ پر تعلیم وتربیت کے معیاری مواد کی فراہمی کو آسان بنایا جائے۔گھر،مساجد،دفاتر،انتظار گاہیں،ہسپتال،جیل خانہ جات اور ہر مناسب جگہ تعلیمی وتربیتی مواد کا موجود ہونا بہت ضروری ہے۔ تاکہ جہاں کسی فرد کو فرصت کے چند لمحات میسر آئیں وہ کسی نہ کسی طریقے سے اس مواد سے استفادہ کر سکے۔ معاشرے میں یہ مواد جتنا زیادہ ہو گا اتنا ہی افراد کی اصلاح کا کام زیادہ عمدہ اور بہتر ہو گا۔

افراد کی تعلیم وتربیت بہت حساس عمل ہے۔ تعلیم وتربیت میں بہتری پیدا کرنے کے لئے ایک طویل عرصہ اور سخت محنت لگتی ہے۔اس کے برعکس بگاڑ پیدا کرنے کے لئے معمولی سی کوتاہی بھی کافی ہے۔اس پس منظر میں ہم جب اپنے موجودہ معاشرے کا جائزہ لیتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ یہاں بگاڑ پیدا کرنے والے امور بہت زیادہ ہیں جبکہ اس کے برعکس اصلاح کی کوشش بہت کم اور معمولی نوعیت کی ہیں۔افراد کی تربیت بکریوں کو چرانے کے مترادف ہے۔ بکریوں کو چرانے کے لئے چرواہے کا مستعد ہونا بڑی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ بکریوں ہر جگہ منہ مارنے کے لئے تیار ہوتی ہے۔اگر چرواہا تھوڑی سے سُستی کرے تو بکریاں کسی ممنوعہ چراگاہ کو اجاڑنے میں دیر نہیں لگاتی۔ایسے ہی انسانی معاشرے بھی مسلسل اور مستقل تعلیم وتربیت کے محتاج ہے۔شیطان مسلسل اس کوشش میں ہے کہ انسان کو بہکادے،اس مقصد کے لئے وہ کوئی موقع ضائع نہیں ہونے دیتا۔ایسے ہی مربیان کی ذمہ داری ہے کہ وہ تربیت کا کوئی موقع ضائع نہ ہونے دیں۔ایسے مواقع جہاں پر بگاڑ کا خطرہ ہو وہاں تو تعلیم وتربیت کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے۔اس سلسلے میں ہمیں آپ ﷺ کی سیرت سے بھی رہنمائی ملتی ہے:

((صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعْتَكِفًا فَأَتَيْتُهُ أَزُورُهُ لَيْلًا، فَحَدَّثْتُهُ ثُمَّ قُمْتُ فَانْقَلَبْتُ، فَقَامَ مَعِي لِيَقْلِبَنِي، وَكَانَ مَسْكَنُهَا فِي دَارِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَلَمَّا رَأَيَا النَّبِيَّ صَلَّى

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْرَعَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «عَلَى رِسْلِكُمَا إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ» فَقَالاَ سُبْحَانَ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: "إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ، وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا سُوءًا))[1]

حضرت صفیہ بنت حیی فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ معتکف تھے تو میں ایک رات آپ ﷺ سے ملاقات کے لیے آئی اور باتیں کرتی رہی پھر میں اٹھی اور اپنے گھر جانے لگی تو آپ ﷺ بھی میرے ساتھ اٹھے تا کہ مجھے گھر چھوڑ آئیں۔ ان کی رہائش حضرت اسامہ بن زید کی حویلی میں تھی۔ اس دوران میں دو انصاری مرد وہاں سے گزرے جب انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تو تیزی سے چلنے لگے۔ تب رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا اپنی جگہ ٹھہر جاؤ۔ سنو: یہ میری بیوی صفیہ بنت حیی ہے۔ انہوں نے عرض کیا، سبحان اللہ، اے اللہ کے رسول ﷺ (ہم ایسا ویسا گمان کر سکتے ہیں؟) آپ ﷺ نے فرمایا شیطان انسان کے اندر خون کی طرح دوڑ تا رہتا ہے مجھے اندیشہ ہوا مبادہ وہ تمہارے دلوں میں کوئی برائی نہ ڈال دے۔

آپ ﷺ کی سیرت کا یہ واقعہ اپنے اندر کئی سبق سموئے ہوئے ہے۔ جن میں سے ایک اہم بات یہ ہے کہ تعلیم وتربیت کے لئے کوئی موقع ضائع نہیں ہونا چاہیے۔ آپ ﷺ نے جیسے ہی یہ محسوس کیا کہ یہاں پر بگاڑ پیدا ہونے کا خطرہ ہے تو آپ ﷺ نے فوراً اس کی اصلاح کے لئے تعلیم وتربیت کا اہتمام کیا۔ اس قصے میں آپ ﷺ نے شیطان کے حوالے سے جو حقیقت بیان کی کہ وہ انسان کے جسم میں خون کی طرح دوڑ تا ہے، بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ بگاڑ کس قدر جلدی سے رونما ہوتا ہے اور بگاڑ سے بچنے کے لئے تعلیم وتربیت کا بروقت اہتمام کتنا ضروری ہے۔

آپ ﷺ کے دور میں تعلیم وتربیت کے لئے عمومی طور پر وعظ و نصیحت کا طریقہ ہی مستعمل تھا۔ اُس دور میں اگرچہ تحریر کا آغاز ہو چکا تھا لیکن معاشرے میں اتنی عام نہیں تھی اس لئے ہمیں آپ ﷺ کے زمانے میں تعلیم وتربیت پر مبنی مواد مواعظ اور خطبات کی شکل ہی ملتا ہے، اگرچہ موجودہ دور میں ان سارے خطبات کو تحریری شکل دے دی گئی ہے۔ آپ ﷺ نے ہر جگہ اور ہر موقع پر نصیحت کر کے تعلیم وتربیت کے مواد کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ جب ہم سیرت رسول ﷺ سے رہنمائی لیتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے معاشرتی تعلیم وتربیت میں کتنا وسعت اختیار کی۔ آپ ﷺ کے دور میں چونکہ تعلیم وتربیت کے لئے زیادہ تر زبان سے کام لیا جاتا ہے، اسی لئے آپ ﷺ نے بھی اسی کو اختیار کیا۔ آج چونکہ تعلیم وتربیت کے مواد کے مختلف اسلوب آچکے ہیں لہذا ان سب

(1)۔ بخاری، "الجامع الصحیح"،كِتَابُ بَدْءِ الخَلْقِ،بَابُ صِفَةِ إِبْلِيسَ وَجُنُودِهِ،ح3281

کو استعمال کرنا بہت ضروری ہے۔ ذیل میں مختلف مقامات پر تعلیم وتربیت کے مواد کی موجودگی کی ضرورت واہمیت پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

گھروں میں تعلیم وتربیت پر مبنی مواد کے فوائد

انسانی تعلیم وتربیت کا پہلا مرکز گھر ہے۔ انسان کا بیشتر وقت گھر ہی میں گزرتا ہے۔ گھر کے ساتھ انسان کا ایک فطرتی تعلق ہوتا ہے اور وہ اپنے گھر کے ساتھ مانوس ہوتا ہے۔ شریعت میں انسان کے اوقات کا گھر میں بسر ہونا کتنی اہمیت کا حامل ہے، اس کا اندزہ آپ ﷺ کے اس فرمان گرامی سے لگایا جاسکتا ہے جب آپ ﷺ سے سوال ہوا کہ نجات کس چیز میں ہے تو آپ ﷺ نے جواب دیا:

((امْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ، وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ، وَابْكِ عَلَى خَطِيئَتِكَ))[1]

اپنی زبان پر قابو رکھو، اپنے گھر کو لازم پکڑو، اور اپنی خطاوں پر رویا کرو،

اس حدیث میں آپ ﷺ نے ایک مسلمان فرد کو جن باتوں کی تلقین کی ہے ان میں سے ایک گھر کو لازم پکڑنے کی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ انسان کو بلاضرورت، خواہ مخواہ اپنے اوقات کا زیادہ حصہ گھر سے باہر نہیں گزارنا چاہیے۔ انسان کو گھر میں بیٹھنے سے تنگ دل نہیں ہونا چاہیے اور نہ ہی اس عمل سے اکتاہٹ کا شکار ہونا چاہیے۔ ایک مسلمان آدمی کا گھر اسے عافیت میں رکھتا ہے اور وہ مختلف قسم کے فتنوں سے محفوظ رہتا ہے۔ اللہ تعالی نے خواتین کو گھروں میں ٹکی رہنے کا خصوصی حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ﴾[2] (اپنے گھروں میں ٹک کر رہو)۔ قرآن مجید کا یہ حکم گھر کی اہمیت اجاگر کرنے کے لئے کافی ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ گھر میں رہنا انسان کی فطرتی اور دینی ضرورت ہے۔ جس جگہ انسان زیادہ رہتا ہے اس کے اثرات اس کے کردار میں لازمی داخل ہوتے ہیں۔ اگر گھروں کا ماحول غیر اسلامی اور غیر اخلاقی ہوگا تو یقیناً اس مین رہنے والے افراد اس سے متاثر ہوں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ گھروں میں تعلیم وتربیت پر مبنی مواد وافر مقدار میں موجود ہو تاکہ اس مواد کے اثرات افراد کی کردار سازی کی تکمیل کرسکیں۔

گھر کے ماحول کو تعلیم وتربیت سے ہم آہنگ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان کا گھر قال اللہ وقال الرسول کا مرکز ہو۔ ہمارے گھروں کو دین کا گہوراہ ہونا چاہیے۔ ان گھروں سے قرآن مجید کی تلاوت کی صدا بلند ہونی چاہیے۔ اس کے برعکس آج ہمارے گھر کفروشرک اور نافرمانی کا مرکز بن چکے ہیں۔ ہر گھر سے گانوں اور ڈراموں کی آوازیں بلند ہورہی ہیں۔ گھروں میں موسیقی اور ساز عام ہے۔ اکثر گھر نمازوں سے غافل ہیں۔ اللہ تعالی قرآن مجید

---

(1)۔ترمذی، "جامع الترمذی"، أَبْوَابُ الزُّهْدِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي حِفْظِ اللِّسَانِ، ح2406

(2)۔الاحزاب:33

میں گھروں کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ﴾[1]

﴿اس کے نور کی طرف ہدایت پانے والے﴾ ان گھروں میں پائے جاتے ہیں جنہیں بلند کرنے کا، اور جن میں اپنے نام کی یاد کا اللہ نے اذن دیا ہے۔ ان میں ایسے لوگ صبح و شام اس کی تسبیح کرتے ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالی نے جن گھروں کا ذکر کیا ہے اس سے اکثر مفسرین نے مساجد مراد لیا ہے۔ تاہم یہاں معنی میں وسعت ہے اور اس سے عام مسلمانوں کے گھر بھی مراد لئے جاسکتے ہیں۔ مولنا عبد الرحمن کیلانی اس کی بات کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"بعض علماء نے یہاں بیوت سے مراد مساجد لی ہیں۔۔۔اگرچہ یہ توجیہہ بھی درست ہے مگر یہاں ایسا کوئی قرینہ موجود نہیں جس کی بنا پر بیوت کے لفظ کو صرف مساجد تک محدود کر دیا جائے لہٰذا اکثر علماء کے نزدیک بیوت سے مراد سب مومنوں کے گھرانے ہیں۔ اور ہر گھر میں اللہ کا ذکر بھی ہوتے رہنا چاہیے اور تسبیح و تہلیل بھی۔ حتیٰ کہ فریضہ نمازوں (یعنی جو نماز باجماعت ادا کرنا ضروری ہے جنہیں ہم اپنی زبان میں ہر نماز کی فرض رکعات کہتے ہیں) کے علاوہ نماز کا باقی حصہ (سنت، نوافل وغیرہ) یا نفلی نمازیں بھی اپنے اپنے گھروں میں ادا کرنا بہتر ہے۔"[2]

اس اقتباس سے پتہ چلتا ہے کہ گھروں کی خیر وبرکت دین اسلام پر عمل کرنے کی وجہ سے ہے۔ لہذا گھروں کو تعلیم وتربیت کا گہوارہ بنانے کے لئے ضروری ہے کہ ان میں نماز کی ادائیگی کے لئے باقاعدہ جگہ مخصوص کی جائے۔ گھر میں کسی ایک جگہ اسلامی کتب کے لئے خوبصورت اور دیدہ زیب الماری بنائی جائے، جس میں قرآن مجید، تفاسیر، احادیث اور دیگر دینی واخلاقی موضوعات پر کتب رکھی جائیں اور ہر فرد اپنے اوقات میں سے کچھ حصہ ان کی تعلیم و تدریس اور مطالعے میں صرف کرے۔ گھر کے دروازں پر مختلف آیات اور احادیث پر مبنی تحاریر چسپاں کرنی چاہیے تاکہ گھر میں موجود افراد کی وقتاً فوقتاً ان پر نظر پڑتی رہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ گھر میں تعلیم وتربیت پر مبنی مواد کی موجودگی وقت کی اہم ضرورت ہے۔

مساجد میں تعلیم وتربیت پر مبنی مواد کے اہداف

افراد کی تعلیم وتربیت کا گھر کے بعد دوسرا اہم ذریعہ مساجد ہیں۔ ایک دینی اور اسلامی معاشرہ ہونے کی وجہ سے ہر فرد کسی نہ کسی طور پر مسجد کے ساتھ منسلک ہے۔ نماز پنجگانہ، خطبہ جمعہ اور عیدین میں لوگوں کی اکثریت ذوق

(1)۔ النور:36

(2)۔ کیلانی، مولنا عبد الرحمن، تفسیر تیسیر القرآن (لاہور، مکتبہ السلام، 1432ھ) 3/270

وشوق کے ساتھ مسجد میں حاضر ہوتی ہے۔شریعت اسلامیہ میں مسجد کی اہمیت اور اسلامی معاشرے میں مسجد کی ضرورت مسلمہ امر ہے۔مسجد ایسی جگہ جہاں پر جاکر ایک مومن بندے کو دلی تسکین ملتی ہے۔آپ ﷺ نے مسجد میں آنے جانے اور وہاں پر بیٹھنے کی بہت فضیلت بیان کی ہے۔جیساکہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ، ثُمَّ مَشَى إِلَى بَيْتٍ مَنْ بُيُوتِ اللهِ لِيَقْضِيَ فَرِيضَةً مِنْ فَرَائِضِ اللهِ، كَانَتْ خَطْوَتَاهُ إِحْدَاهُمَا تَحُطُّ خَطِيئَةً، وَالْأُخْرَى تَرْفَعُ دَرَجَةً))(1)

جس نے گھر میں وضو کیا اور پھر اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر کی طرف چل کر گیا تاکہ اللہ کے فرضوں میں سے کسی فریضہ کو ادا کرسکے تو اس کے دو قدموں میں سے ایک سے گناہ اتریں گے اور دوسرے سے درجہ بلند ہو گا۔

اس حدیث سے مسجد میں جانے کی فضیلت کا پتہ چلتاہے۔ایک مسلمان آدمی مسجد میں جاکر راحت حاصل کرتا ہے۔مسجد مسلم معاشرے کا ایک کمیونٹی سنٹر ہے جہاں ہر مسلمان کے ذوق کا سامان ہوتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کے دور میں صحابہ کرام اپنے جملہ معاملات کے لئے مسجد ہی کی طرف رجوع کرتے تھے۔مسجد نبوی ہمہ وقت آباد رہتی تھی۔آج افراد کا رحجان مساجد سے کم ہو رہاہے۔حضرات تو صرف نمازوں کے اوقات میں ہی حاضر ہوتے ہیں،بچوں کے حوالے سے بھی مساجد میں اتنی وسعت نہیں ہے جبکہ خواتین کے لئے مساجد تقریبا بند ہی ہیں۔ان حالات میں مساجد سے تعلیم وتربیت کا کام مشکل ہی نہیں ناممکن ہو چکاہے۔مساجد میں تعلیم وتربیت کے مواد کی کثرت وقت کی اہم ضرورت ہے۔ قرون اولی کے برعکس آج کے دور میں مساجد کی عمارت بہت مزین ہیں۔وقت کی نزاکت کو مد نظر رکھتے ہوئے مساجد میں ہمہ قسم کی سہولیات میسر ہیں۔ان سب کے باوجود اہل مساجد اپنے اصل کام کے حوالے سے کافی پیچھے ہیں۔ضرورت اس امر کی ہے آج مساجد کے نظم ونسق کو تعلیم وتربیت کے ساتھ منسلک کیا جائے۔

مساجد میں معاشرے کے تمام طبقات کے لئے جگہ بنانے کی ضرورت ہے۔مساجد میں ایسے انتظامات کرنے چاہیں کہ حضرات کے علاوہ خواتین اور بچے بھی ذوق وشوق کے ساتھ مسجد میں آئیں۔مسجد میں مختلف تربیتی موضوعات پر تحریریں معلق کی جائیں۔ایسی لائبریری قائم کی جائے جس میں بچوں اور خواتین کے ذوق کے مطابق مواد ہو۔خواتین کے لئے علیحدہ سے ایک ہال بنایا جائے۔لوگوں کے باہمی جھگڑے نمٹانے کے لئے ثالثی کونسل کا کردار مسجد کے زیر انتظام ہوناچاہیے۔مسجد کا یہ ہمہ جہت کردار آپ ﷺ کے مبارک دور میں رائج تھا۔بدقسمتی سے

(1)۔ مُسلم،"المُسندالصحیح"، كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ، بَابُ الْمَشْيِ إِلَى الصَّلَاةِ، ح662

ملک عزیز میں اہل مساجد اپنا کردار فراموش کر چکے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ کوئی ایسا نظام وضع کیا جائے جس کے تحت عوام کی تعلیم وتربیت کی جملہ ضروریات مسجد سے پوری ہوں۔

بازاروں میں تعلیم وتربیت پر مبنی مواد کی ضرورت

موجودہ دور میں بازار بہت اہم حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔ بازار کی کئی منظم شکلیں معرض وجود میں آچکیں ہیں۔ بازار چند دکان سے بڑھ کر ایک انجمن کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ تاجروں کی باقاعدہ انجمنیں بن چکیں ہیں۔ مختلف اشیاء کے الگ الگ بازار بن چکے ہیں۔ معاشرے کی ایک بہت بڑی تعداد ان بازاروں کے ساتھ وابستہ ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ معاشرے کی اس اہم جگہ پر تعلیم وتربیت کا باقاعدہ انتظام اور مواد موجود ہو۔ آپ ﷺ نے بازار میں تعلیم وتربیت کا اہتمام کر کے مربیان کی توجہ اس طرف مبذول کروائی ہے۔ آپ ﷺ کا بازاروں میں دعوت دینا اس بات کی علامت ہے کہ بازار میں لوگوں کی تعلیم وتربیت کا انتظام کرنا چاہیے۔ اس سلسلے میں کئی اقدامات کئے جاسکتے ہیں۔ ایک ایسی کمیٹی تشکیل دی جائے جو دکانداروں سے جا کر ملاقات کرے اور ان کو دین اسلام کے محاسن بیان کرے اور ان کو کاروبار کے حوالے سے اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرے۔ بازاروں میں مناسب جگہ پر مسجد السوق قائم کی جائیں اور گاہکوں اور دکانداروں کے لئے نماز کا اہتمام کیا جائے۔ ان مساجد میں خواتین کے لئے بھی جگہ مخصوص کی جائے۔ ہر دکاندار کو اسلامی لٹریچر پڑھنے کے لئے دیا جائے اور زیادہ خریداری پر گاہکوں کو بھی اسلامی کتب مہیا کی جائیں۔ بازاروں میں مناسب جگہ پر پینا فلیکس لگا کر کاروبار کے حوالے سے بالخصوص اور دین اسلام کے حوالے سے بالعموم آیات وحدیث نقل کی جائیں۔ بازاروں میں تعلیم وتربیت پر مبنی مواد کو عام کر کے افراد کی تربیت کی جاسکتی ہے۔

موجودہ دور میں بازاروں کے حوالے سے مختلف انجمنیں اور کمٹیاں معرض وجود میں آچکیں ہیں کمیٹیوں کے مقاصد تاجران کے حقوق کا تحفظ ہے۔ تاجر تنظیموں کو تعلیم وتربیت کے ساتھ وابستہ کرنا بہت ضروری ہے۔ چونکہ ان تنظیموں کا تعلق علاقے اور کاروبار کی نوعیت کے حساب سے ہوتا ہے اس لئے ان کے ذریعے کا تعلیم وتربیت موثر انتظام ہو سکتا ہے۔ بازاروں میں تعلیم وتربیت پر مبنی مواد کو عام کرنے سے تاجروں کے ساتھ ساتھ گاہکوں کے حقوق کا بھی تحفظ ہو گا۔ بازاروں کو حتی الواسع خرافات ومنکرات سے پاک کیا جاسکے گا۔ بازاروں میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دینے کے حوالے کوئی پالیسی تشکیل دی جاسکے گی۔

افراد کے جمع ہونے کی جگہوں پر تعلیم وتربیت پر مبنی مواد

تربیتی مواد کی ہر اس جگہ ضرورت ہے جہاں افراد کا آنا جانا ہو۔ معاشرے میں ہر سطح پر اور ہر جگہ پر تعلیم وتربیت کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔ تعلیم وتربیت کا دورانیہ اور نصاب حالات اور افراد کے پیش نظر مختلف ہو سکتا ہے۔ تعلیم وتربیت کا دورانیہ ایک جملے پر بھی محیط ہو سکتا ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَهُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا﴾[1]

انھیں سمجھاؤ اور ایسی نصیحت کرو جو ان کے دلوں میں اتر جائے۔

اس آیت میں قَوْلًا بَلِيغًا کے الفاظ اس حقیقت کو ظاہر کر رہے ہیں کہ نصیحت کا انداز کان کھولنے والا اور دل میں دھنسنے والا ہونا چاہیے۔ تعلیم وتربیت کے مقاصد کے حصول کے ذرائع میں سے ایک اہم ذریعہ عمدہ نصیحت ہے۔ اور یہ نصیحت ایسے وقت میں ہو جب قبولیت کا امکان زیادہ ہو۔ تعلیم وتربیت معاشرے کے ہر طبقے کے لئے ضروری ہے۔ افراد اپنی روزمرہ کی مصروفیت کی وجہ سے زیادہ وقت نہیں نکال سکتے، اس لئے نظام تعلیم وتربیت کو منظم ومرتب کرنے کی ضرورت ہے۔

اس سلسلے میں کئی جگہوں پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ ان میں انتظار گاہیں بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ ان انتظار گاہوں میں ریلوے اسٹیشن، بسوں کے اڈے، ہسپتال، عدالت وکچہری، نادرہ آفس، بینک اور پبلک ڈیلنگ کے تمام ادارے شامل ہیں۔ ان میں افراد اپنی باری کے انتظار میں ہوتے ہیں اور ان کی کوئی خاص مصروفیت نہیں ہوتی۔ اس فراغت سے فائدہ اٹھانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ ایسے ہی دوران سفر مسافروں کے پاس اچھا خاصا وقت ہوتا ہے۔ ہسپتال میں داخل مریضوں اور جیل میں قید افراد کے پاس بھی فراغت کے کافی لمحات میسر ہوتے ہیں جن سے فائدہ اٹھانا کامیاب حکمت عملی ہے۔ ان سارے افراد کی فراغت سے فائدہ اٹھانا مربیان کی بہت اہم ذمہ داری ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ معاشرے میں موجود ان سارے طبقات کی تعلیم وتربیت کے لئے موثر انتظام کیا جائے۔ معاشرے میں تعلیم وتربیت کے مواد کی بہتری کے لئے ضروری ہے کہ معاشرے میں موجود تمام مواد پر نظر ثانی کرنی چاہیے اور اس کو تعلیم وتربیت سے ہم آہنگ کرنا چاہیے۔

ذرائع ابلاغ اور تعلیم وتربیت پر مبنی مواد

معاشرے میں تعلیم وتربیت پر مبنی مواد کی سب سے زیادہ ضرورت ذرائع ابلاغ پر ہے۔ کیونکہ اوپر ذکر کی گئی تمام جگہوں پر ذرائع ابلاغ کا غلبہ ہے۔ گھروں میں موبائل فون، کمپیوٹر اور ٹی وی، عوامی جگہوں پر ایل سی ڈیز لگی

---

(1)۔ النساء:63

ہوئی ہیں۔ کوئی فرد اور جگہ ایسی نہیں ہے جہاں جدید ذرائع ابلاغ کی سہولت نہ ہو۔ انٹرنیٹ کی وسعت نے اس عمل میں مزید تیزی پیدا کی ہے۔ معاشرے میں اخلاقی بگاڑ اور لادینیت کے پھیلاؤ میں بھی جدید ذرائع ابلاغ کا اہم کردار ہے۔ سرکاری اور غیر سرکاری سطح پر ڈیجیٹلائزیشن کے عمل کی وجہ سے کمپیوٹر، انٹرنیٹ اور انڈرائیڈ موبائلز ہر فرد کی دسترس میں آچکا ہے اور افراد اس کے استعمال میں ماہر ہوتے جارہے ہیں۔ دوران سفر بھی مسافروں کو ٹیبلٹس کی سہولیات دی جاچکی ہیں۔ ان حالات میں ذرائع ابلاغ پر تعلیم وتربیت پر مبنی مواد کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

روایتی ذرائع ابلاغ کو تو اس سلسلے میں مسلسل نصیحت کی جاتی رہی ہے۔ اہل اصلاح تقاریر اور تحاریر کے ذریعے اس حوالے بہت کچھ کہہ چکے ہیں ۔ضرورت اس امر کی ہے کہ اخبارات اور رسائل وجراد سے بے حیائی، فحاشی، منکرات اور لایعنی امور پر مبنی مواد پر پابندی لگا کر اس کی جگہ ایسے مواد کو شامل کیا جائے جو قارئین کو عملی میدان میں آگے بڑھنے کی طرف رہنمائی کرے ۔ الیکٹرانک میڈیا کو اس میں خصوصی کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے اس میں ایسے تمام پروگراموں کو روکنا ہو گا جو معاشرے میں لادینی، الحاد، بے حیائی، عریانی وفحاشی، بے مقصدیت اور منکرات کو فروغ دے رہے ہیں۔ ایسے پروگراموں اور ڈارموں اور نشریات کو فروغ دینا ہو گا جو معاشرے کو دینی، اخلاقی اور روحانی طور پر مضبوط کرنے کا سبب بنیں۔ معاشرے کے اکثر طبقات مسلسل میڈیا کے ساتھ وابستہ ہوتے ہیں تو جب میڈیا تعلیم وتربیت کا داعی بنے گا تو یقیناً معاشرے میں بہتری کی توقع کی جاسکتی ہے۔ یہ ساری تجاویز گزشتہ کئی دہائیوں سے مسلسل پیش کی جارہی ہیں لیکن ذرائع ابلاغ پر قابض افراد ہمیشہ اس حوالے سے غفلت کا مرتکب پائے گئے ہیں۔

جدید ذرائع ابلاغ (سوشل میڈیا) اس حوالے سے ایک بہت بڑی سہولت ہے۔ اس میں ہر اہل علم تعلیم وتربیت پر مبنی مواد معاشرے میں عام کر سکتا ہے۔ اس سلسلے میں معاشرے میں رائج، جدید ذرائع ابلاغ کے مختلف شعبوں کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ واٹس ایپ، فیس بک اور یوٹیوب میں تعلیم وتربیت کا کام کرنے کے لئے ان میں مہارت تامہ کا ہونا بہت ضروری ہے۔ تعلیم وتربیت کے عمل کو جاری کرنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے ہدف مقرر کیا جائے پھر اسی کے مطابق جدید ذرائع ابلاغ سے استفادہ کیا جائے۔ مثلاً اگر کوئی بچوں میں کام کرنا چاہتا ہے تو چھوٹے بچے فیس بک اور واٹس ایپ کی بجائے یوٹیوب پر زیادہ وقت صرف کرتے ہیں۔ یوٹیوب میں ان کی دلچسپی کا محور زیادہ تر کارٹون ہوتے ہیں۔ اس لئے بچوں کی تعلیم وتربیت کے لئے یوٹیوب پر کارٹون کی شکل میں مواد کی ضرورت ہے۔ تھوڑے بڑے بچے مختلف گیمز میں دلچسپی رکھتے ہیں تو ان کی اس کے ذریعے تربیت کی جاسکتی ہے۔ جدید ذرائع ابلاگ پر تعلیم وتربیت کا اہم ذریعہ تفریحی ادب بھی ہے۔ دنیا میں اپنے عقائد ونظریات کے فروغ کے لئے اسے کثرت سے استعمال کیا جارہا ہے۔ عمومی طور پر تفریحی مواد کو انٹرٹینمنٹ کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے جبکہ وہ اس وقت الحاد

فکر اور مغربی کلچر کا سب سے موثر ہتھیار ہے۔ دین اسلام پر طنز و تشنیع کے لئے اغیار نے اسے بطور ذریعہ کے استعمال کیا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ دفاع اسلام کے لئے بھی اسے استعمال کیا جائے اور تعلیم و تربیت میں بھی اس سے معاونت لی جائے۔

مبحث دوم: جدید ذرائع ابلاغ پر موجودہ تعلیمی مواد کی اقسام اور طریقہ استعمال

جدید ذرائع ابلاغ متنوع قسم کے مواد سے بھر پڑا ہے جس میں تحریری، تقریری اور تصویری مواد شامل ہے۔ اس مواد میں روزانہ کی بنیاد پر اضافہ ہو رہا ہے۔ سوشل میڈیا کی وسعت کی وجہ سے اس میں مواد شامل کرنے کی کوئی ٹھوس شرائط نہیں ہیں اس لئے جس آدمی کے ذہن میں جو آتا ہے اور جو اسے سوجھتا ہے چاہیے وہ کسی بھی شکل میں ہو اسے جدید ذرائع ابلاغ کی زینت بنا دیتا ہے ۔ جدید ذرائع ابلاغ کے منتظمین نے کچھ اخلاقی ضابطے تشکیل دیئے ہیں اور بعض پابندیاں بھی عائد کی ہیں۔ تاہم ایک تو ان کا دائرہ کار بہت محدود ہے اور دوسرا وہ اسلامی تہذیب کے ضابطہ اخلاق کے مطابق نہیں ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ جدید ذرائع ابلاغ پر موجود مواد کو سمجھا جائے اور اسلامی اور ملکی اقدار کے تناظر میں اس مواد کی چھانٹی کی جائے تا کہ ہر فرد اور طبقے کی صرف متعلقہ اور مناسب مواد کی رسائی ہو۔ غیر اخلاقی اور غیر اسلامی مواد کی روک تھام کے لئے مناسب اقدامات بھی کئے جائیں۔ اس تناظر میں جب ہم جدید ذرائع ابلاغ کے مواد کا جائزہ لیتے ہیں تو ذیل کی صورتیں سامنے آتیں ہیں۔

موجودہ مواد (Content) سے استفادے کا طریقہ

جدید ذرائع ابلاغ پر بے تحاشا مواد (Content) موجود ہے اور اس میں ہر لمحے مسلسل اضافہ بھی جاری ہے اس لئے اس کی کوئی حتمی فہرست بنانا ممکن نہیں ہے۔ اس کائنات میں خیر اور شر دونوں موجود ہیں اور لوگوں کی آزمائش کے لئے ان کی موجودگی ضروری ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ذکر کیا ہے:

﴿وَنَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً﴾ (1)

اور ہم اچھے اور برے حالات میں ڈال کر تم سب کی آزمائش کر رہے ہیں

اس آیت سے یہ بات سمجھ آتی ہے معاشرے میں خیر اور شر دونوں موجود ہیں اور امتحان بھی اسی بات کا ہے کہ انسان خیر کو کس طرح اور کتنی اختیار کرتا ہے اور شر سے کس طرح اور کتنا بچتا ہے اور جب تک انسان زندہ ہے اس کا یہ امتحان برابر جاری ہے کہ وہ کن حالات میں اطاعت کی طرف آتا ہے اور کن حالات میں معصیت کا راستہ اختیار کرتا ہے اس لئے جو آدمی اپنے آپ کو شر سے بچالے گا وہ کامیاب ہو جائے گا جیسا ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا (7) فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا (8) قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا (9) وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا﴾(2)

---

(1)۔ الانبیاء:35

(2)۔ الشمس:10-7

اور نفس انسانی کی اور اس ذات کی قسم جس نے اسے ہموار کیا، پھر اس کی بدی اور اس کی پرہیز گاری اس پر الہام کر دی، یقیناً فلاح پا گیا وہ جس نے نفس کا تزکیہ کیا، اور نامراد ہوا وہ جس نے اس کو دبا دیا۔

اس آیت نے تفصیل کے ساتھ انسان کے کردار کی وضاحت کی ہے کہ نیکی اور گناہ دونوں انسان کی فطرت میں موجود ہیں، اب یہ انسان کی تعلیم و تربیت ہے جو اسے نیکی کی طرف مائل کرے گی اور اگر تعلیم و تربیت میں کمی ہو گی تو یقیناً انسان گناہ کی طرف مائل ہو گا، اس سلسلے میں ایک اور پہلو بھی موجود ہے کہ معاشرے کے سارے طبقات اپنے نفع و نقصان سے آگاہ نہیں ہوتے اور نہ ہی ان کو نقصان دہ امور کے حوالے سے زیادہ علم ہوتا ہے جن میں بچے، معاشرے کے عام افراد اور گھریلو خواتین شامل ہیں اس لئے ان کی موثر رہنمائی کی شدید ضرورت ہوتی ہے، چونکہ ایسے طبقات اپنے علم، تجربے اور وقت کی محدویت کی وجہ سے زیادہ گہرائی میں نہیں جاتے اس لئے وہ فتنوں کا آسانی سے شکار ہو جاتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ ماہرین کا ایک گروہ اس معاملے میں لوگوں کی رہنمائی کا کردار ادا کرے۔

کسی بھی معاشرے میں برائی کا نمودار ہونا اور لوگوں میں اس کا پھیل جانا یقیناً ایک نقصان دہ امر ہے لیکن اس سے بھی بڑا نقصان دہ امر یہ ہے کہ اس برائی کی روک تھام کرنے والا ہی کوئی نہ ہو، اللہ تعالی نے اسی بات قرآن مجید میں اس انداز کے ساتھ ذکر کیا ہے:

﴿كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ﴾ (1)

انھوں نے ایک دوسرے کو برے افعال کے ارتکاب سے روکنا چھوڑ دیا تھا، برا طرز عمل تھا جو انھوں نے اختیار کیا۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے اہل کتاب کے اس برے طرز عمل کا ذکر کیا ہے جس کے نتیجے میں برائی ان میں عام ہو رہی تھی وہ یہ کہ نہی عن المنکر کا فریضہ معمولی سمجھ کر چھوڑ دیا گیا تھا اور ایسا خطرناک فعل ہے جو معاشرے کی تباہی کا باعث بنتا ہے، امام غزالی اسی حوالے سے لکھتے ہیں:

"دین کا مرکزی نقطہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یعنی نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا ہے اور یہی وہ اہم کام ہے جس کے لئے اللہ تعالی نے تمام انبیائے کرام کو مبعوث فرمایا، اگر اس سے غفلت اور بے توجہی برتی جائے یوں کہ لوگ نہ اس کا علم حاصل کریں اور نہ اس پر عمل کریں تو نبوت کے مقاصد ہی فوت ہو جائیں، دیانت داری کا اثر ختم ہو جائے، کمزوری و سستی عام ہو جائے،

---

(1)۔ المائدۃ:79

گمراہی پھیل جائے، جہالت کا دور دورہ ہو جائے، فساد و خرابی سرایت کر جائے، اختلاف و انتشار بہت زیادہ ہو جائے، ممالک تباہ و برباد اور بندے ہلاک ہو جائیں"[1] ۔

اس سے نہی عن المنکر کی اہمیت واضح ہوتی ہے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دینے والے کے لئے ضروری ہے کہ ایسا طریقہ اختیار کرے کہ برائی پر قابو پالیا جائے اس حوالے سے ایک کام یہ بھی ہے کہ برائیوں کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے ان کے سدباب کے لئے اقدامات کئے جائیں، کیونکہ گناہ کی حالتوں میں سے ایک حالت یہ ہے کہ ایسے اسباب اختیار کر لئے جائیں جو گناہ کی طرف لے جانے والے ہوں تو ان حالات میں ان کا سدباب کرنا بہت ضروری ہے، جیسا کہ امام غزالی فرماتے ہیں:

"تہمت کی جگہ پر کھڑا ہونا گناہ ہے۔ یہاں جگہ سے مراد وہ جگہ ہے جس میں انسان کے گناہ میں مبتلا ہونے کا اس قدر غالب گمان ہو کہ وہ گناہ سے باز نہ رہ سکے گا۔ ایسی صورت میں منع کرنا متوقع گناہ سے روکنا نہیں ہے بلکہ موجودہ گناہ سے روکنا ہے"[2]

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مربیان کی ذمہ داری ہے کہ اپنے زیر تربیت افراد کو متوقع گناہوں سے روکنے کے اقدامات بھی اختیار کریں۔ اس سلسلے میں جب ہم جدید ذرائع ابلاغ پر نظر دوڑاتے ہیں تو اس میں گناہ کی طرف مائل ہونے کے کئی مواقع ہے، جیسا کہ ان آلات کو استعمال کرتے ہوئے عموماً فرد تنہا ہوتا ہے اور تنہائی میں انسان اکثر اوقات بے خوف ہو جاتا ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ کے استعمال کے دوران اشتہارات کے ذریعے غیر مناسب مواد سامنے آتا رہتا ہے جو انسان کو متزلزل کرنے کا باعث بن جاتا ہے۔ انسان کی فطری غفلت اور سُستی اسے گناہوں کی طرف لے جاتا ہے، بسا اوقات مناسب مواد دیکھتے ہوئے، تھکاوٹ وغیرہ دور کرنے کے لئے کوئی مزاحیہ مواد دیکھنا شروع کرتا یا فیس بک کی سرفنگ شروع کر دیتا ہے جو اسے اگر منکرات کی طرف نہ بھی لے کر جائے تو لایعنی مواد کی طرف ضرور لی جاتی ہے۔

ان حالات میں ضرورت اس امر ہے کہ سوشل میڈیا پر موجود مواد (Content) کی تطہیر کی جائے اور اس پر فلٹر لگائے جائیں اور یہ بات اسلامی اصولوں کے مطابق ہے کہ کیونکہ جدید ذرائع ابلاغ کا مواد ایک کلک کی دوری پر موجود ہوتا ہے اگر لاعلمی میں بھی یہ کلک ہو جائے تو ساری تربیت دھری کی دھری رہ جائے گی۔ اس سلسلے میں جب ہم آپ ﷺ کی سیرت پر نظر دوڑاتے ہیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ نامناسب چیز کو آنکھوں سے اوجھل کرنا بہت ضروری ہے، کیونکہ جس طرح معاشرے سے برائیوں اور منکرات کو مکمل طور پر ختم نہیں کیا جا سکتا ایسے ہی جدید

---

(1)۔ الغزالی، ابوحامد محمد بن محمد غزالی شافعی، احیاء العلوم (لاہور، ادارہ اسلامیات، 2006ء)، مترجم مولانا ندیم الوجدی، 2/ 473

(2)۔ الغزالی، احیاء العلوم، 2/ 508

ذرائع ابلاغ سے نامناسب مواد(Content) کو مستقل بنیادوں پر تو ختم تو نہیں کیا جا سکتا تاہم اپنے ملکی اور مذہبی اقدار کی روشنی میں اس پر فلٹر لگایا جا سکتا ہے تاکہ جدید ذرائع ابلاغ سے متصل افراد کو غیر مناسب مواد(Content) سے بچایا جا سکے اور یہ بات منشاء شریعت ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں اہل ایمان کو حکم دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ﴾ (1)

اے نبی ﷺ، مومن مردوں سے کہو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں۔

اس آیت میں اللہ تعالی نے جو مومنوں کو نگاہیں جھکانے کا حکم دیا ہے تو اس میں بڑی حکمت ہے کہ برائی سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی طرف پہلا قدم ہی نہ اٹھایا جائے اور زنا کی طرف پہلا قدم بد نظری ہی ہے۔ اس سے یہ بات بھی سمجھ آتی ہے کہ معاشرے میں برائی کے سدباب کے لئے ضروری ہے کہ برائی کے راستوں کو فرد کی دسترس سے دور رکھا جائے کیونکہ ہر فرد علم اور تقوی کے اس لیول پر نہیں ہوتا کہ وہ برائی کے سرکل میں جاکر خود کو بچا سکے۔ اللہ کے نبی حضرت محمد ﷺ نے بھی اپنے عمل اس طرف طرف رہنمائی فرمائی ہے، جیسا کہ حدیث میں فضل بن عباس کا واقعہ موجود ہے:

((كَانَ الفَضْلُ رَدِيفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ، فَجَعَلَ الفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْرِفُ وَجْهَ الفَضْلِ إِلَى الشِّقِّ الآخَرِ)) (2)

حضرت فضل آپ ﷺ کے ساتھ سواری پر موجود تھے، اتنے میں قبیلہ خثعم کی ایک عورت آئی، اور دونوں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے تو آپ ﷺ نے فضل کا چہرہ دوسری طرف پھیر دیا۔

اس حدیث سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ مربیان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے زیر تربیت افراد کو متوقع برائیوں سے بچانے کے لئے مناسب اقدامات کریں، کیونکہ جب انسان کسی برائی میں گرفتار ہو جاتا ہے یا اس کو اس برائی کی لت پڑ جاتی ہے تو اس سے بسا اوقات ناقبل تلافی نقصان کا بھی اندیشہ ہوتا ہے۔ صارفین اگر لاعلمی اور نادانی کی وجہ سے کسی غلط سمت جانے لگیں تو ان کی اہل حل وعقد کی یہ ذمہ داری ہے کہ اس کی اصلاح کریں اس لئے اس لئے مقتدر اداروں کی یہ ذمہ داری ہے کہ معاشرے یا افراد کی طرف سے شکایت کا انتظار کئے بغیر از خود جدید ذرائع

---

(1)۔ النور:30

(2)۔ بخاری، "الجامع الصحیح"،كتاب جزاء الصيد،بَابُ حَجِّ المَرْأَةِ عَنِ الرَّجُلِ، ح1855

ابلاغ پر موجود مواد(Content) کا تفصیلی جائزہ لیں۔ اگرچہ اس مواد کی سفارشات[1] جو اس مواد(Content) کے تخلیق کاروں کی طرف سے پیش کی جاتی ہیں، وہ اُن کا بہترین اندازہ ہوں گی تاہم ممکن ہے کہ ملکی اور اسلامی اقدار کے لحاظ سے مناسب نہ ہو۔ اس لئے مختلف آزاد، غیر جانبدار ذرائع اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جدید ذرائع ابلاغ مواد(Content) کا لازمی جائزہ لیں اور ملکی اور اسلامی اقدار کے منافی ہو تو اس پر پابندی لگانے میں دیر نہ لگائیں، اور اگر وہ مناسب ہے تو صارفین کو پہلے سے طے شدہ حدود و قیود میں ان سے مستفید ہونے کا موقع دیں۔

جدید ذرائع ابلاغ(سوشل میڈیا) پر موجود مواد(Content) کا جائزہ لینا بہت ضروری ہے کہ کیونکہ اس میں اسلامی، ملکی اور اخلاقی اقدار کی ناموافق وسیع مواد موجود ہے جو ہر صارف کی دسترس میں ہے، صارفین میں ہر طبقے اور عمر کے افراد شامل ہیں، اگرچہ جدید ذرائع ابلاغ پر موجود مواد سے سب سے زیادہ متاثر ہونے والے بچے ہیں تاہم نوجوانوں اور عورتیں بھی ان سے اثرات لیتے ہیں بلکہ معاشرے کا ہر فرد کسی نہ کسی طور اس سے متاثر ہے اور یہ اثرات اس کی زندگی کے اقدار میں تبدیلی لا رہے ہیں۔ یہ تبدیلی معاشرے میں دین سے دوری کا سبب بن رہی ہے ،اس لئے ضروری ہے کہ معاشرے کو ان اثرات سے بچانے کے لئے جدید ذرائع ابلاغ کے مواد کی تطہیر کی جائے اور عوام الناس کے سامنے ملکی و ملی اقدار کے مطابق مواد پیش کرنا چاہیے۔

جدید ذرائع ابلاغ کے اکثر موقعات(SITES) بین الاقوامی نوعیت کے حامل ہے اور ان کا اصل کنٹرول ملٹی نیشنل کمپنیوں کے پاس ہے جن کا مقصد معاشروں اور افراد کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرنا ہے اور وہ اپنے مفاد کے حصول کے لئے کسی بھی سطح تک جانے کو تیار ہیں اس لئے جدید ذرائع ابلاغ میں کفر و شرک سے لیکر بے حیائی تک اور منکرات سے لغویات تک، ہر قسم کا مواد موجود ہے جو افراد کے عقیدے، عمل اور کردار کو داغدار کر رہا ہے۔ اس حوالے سب سے اہم اور پہلی ذمہ دار حکومتی اداروں پر عائد ہوتی ہے کہ ملکی سطح پر ایسے اقدامات کریں ۔اس سلسلے میں ضروری ہے کہ تمام متعلقہ کمپنیوں کو اس بات کا پابند بنانا چاہیے کہ وہ ملکی اقدار کے منافی مواد کو بلاک کریں اور اس سلسلے میں صارفین کو بھی آگاہی دینی چاہیے۔

پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی(PTA) نے اس سلسلے میں عوام کی آگاہی کے لئے کچھ اقدامات کئے ہیں جیسا کہ اتھارٹی کی طرف سے جاری ہونے والی سالانہ رپورٹ میں عوامی اگاہی کے ضمن میں بتایا گیا ہے:

"PTA utilizes various IT applications to raise public awareness and to apprise end-users of the security measures that they can take to recognize and respond to threats and scams, thereby operating in a

---

(1)۔یعنی متعلقہ مواد کے حوالے سے معلومات کہ اس کو کس عمر اور کس طبقے کے افراد کے لئے دیکھنا مناسب ہے اور کن کے لئے مناسب نہیں ہے۔

secure SM environment."(1)

پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی (PTA) مختلف آئی ٹی ایپلیکیشنز کا استعمال عوامی آگاہی بڑھانے اور صارفین کو ان حفاظتی اقدامات سے آگاہ کرنے کے لیے کرتی ہے، جن کے ذریعے وہ دھوکہ دہی اور خطرات کو پہچان سکیں اور ان کا جواب دے سکیں، تاکہ ایک محفوظ سوشل میڈیا ماحول میں کام کر سکیں۔

یہ بیان PTA کی جانب سے عوامی آگاہی اور آن لائن سیکیورٹی کے فروغ کے لیے کی جانے والی کاوشوں کو اجاگر کرتا ہے۔ PTA مختلف آئی ٹی ایپلیکیشنز کے ذریعے صارفین کو نہ صرف آن لائن دھوکہ دہی اور سائبر حملوں کے بارے میں معلومات فراہم کرتی ہے بلکہ انہیں یہ بھی سکھاتی ہے کہ وہ ان خطرات سے کیسے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ یہ اقدام اس بات کو یقینی بنانے کے لیے ہے کہ سوشل میڈیا کا استعمال ایک محفوظ اور ذمہ دارانہ ماحول میں ہو، جہاں صارفین اپنی آن لائن سرگرمیوں کو بغیر کسی خطرے کے انجام دے سکیں۔ اس طرح کے اقدامات ڈیجیٹل دنیا میں سیکیورٹی کو فروغ دیتے ہیں اور لوگوں کو محفوظ رکھنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

نئے مواد (Content) کی تخلیق

اگرچہ سوشل میڈیا پر بے تحاشا مواد موجود (Content) ہے۔ تاہم تعلیم و تربیت کے اسلامی خطوط کے حوالے سے ابھی بھی بہت گنجائش ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر طبقہ کے لئے متنوع اقسام کو تربیتی مواد سوشل میڈیا ہر موجود ہونا بہت ضروری ہے۔اس حوالے سے دو چیزیں بڑی اہمیت کی حامل ہیں،ایک تو معیاری مواد (Content) کی کثرت ہونی چاہیے اور دوسرا اس کو پیش کرنے کا انداز دلچسپ ہونا چاہیے تاکہ صارفین کی توجہ اس طرف مبذول کروائی جاسکے۔ اس حوالے سے مختلف موضوعات پر سمعی وبصری مواد مہیا کرنا اہل علم کی ذمہ داری ہے۔

سوشل میڈیا پر تعلیم و تربیت سے متعلقہ مواد (Content) تخلیق کرنے کے لیے درج ذیل نکات پر عمل کرنا چاہیے:

ہدف کا تعین کریں

سب سے پہلے یہ طے کریں کہ آپ کا ہدف کون سا طبقہ ہے، جیسے طلبہ، اساتذہ، یا والدین۔ مواد (Content) اسی کے مطابق بنائیں۔

آسان زبان اور دلکش انداز

آپ کا مواد (Content) سادہ اور عام فہم زبان میں ہونا چاہیے تاکہ ہر عمر اور تعلیمی سطح کے لوگ اسے سمجھ

---

(1)-Annual Report 2022, Pakistan Telecommunication authority, P-6

سکیں۔ اس کے علاوہ، انداز دلچسپ اور دلکش ہونا چاہیے تاکہ لوگ اس سے جڑے رہیں۔

ویڈیوز اور تصاویر کا استعمال

سوشل میڈیا پر ویڈیوز اور تصویری مواد زیادہ مؤثر ہوتا ہے۔ چھوٹے تعلیمی ویڈیوز، انفوگرافکس، اور تصویری سبق مواد کو زیادہ جاذب نظر بناتے ہیں۔

انٹرایکٹو مواد (Content) تخلیق کریں

ایسے مواد (Content) پر فوکس کریں جو دیکھنے والوں کو متحرک رکھے، جیسے کوئزز، سوالات، اور جواب طلب پوسٹس۔ اس سے سیکھنے کا عمل مزید دلچسپ اور پُرلطف بن سکتا ہے۔

لائیو سیشنز اور ویبنارز

لائیو سیشنز یا ویبنارز کے ذریعے آپ براہ راست تعلیم دے سکتے ہیں اور سوالات کے جواب بھی فراہم کر سکتے ہیں، جس سے سیکھنے کا عمل انٹرایکٹو بن جاتا ہے۔

موضوعات کو چھوٹے حصوں میں تقسیم کریں

بڑے موضوعات کو چھوٹے اور آسان حصوں میں تقسیم کریں تاکہ ناظرین کو بہتر طریقے سے سمجھ میں آئیں۔ ہر پوسٹ یا ویڈیو میں ایک یا دو بنیادی نکات پر فوکس کریں۔

متعلقہ ہیش ٹیگز کا استعمال

اپنے مواد کو سوشل میڈیا پر وسیع پیمانے پر پہنچانے کے لیے تعلیم و تربیت سے متعلقہ ہیش ٹیگز کا استعمال کریں، تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اسے دیکھ سکیں۔

مسلسل اپڈیٹ اور باقاعدہ پوسٹنگ

تعلیمی مواد (Content) کو باقاعدگی سے پوسٹ کریں اور اس میں جدید رجحانات اور معلومات شامل کریں تاکہ صارفین کو ہمیشہ کچھ نیا سیکھنے کو ملے۔

ان اصولوں پر عمل کر کے جدید ذرائع ابلاغ پر ایسا تعلیمی مواد تخلیق کیا جا سکتا ہے جو صارفین کی تعلیم و تربیت میں مدد و معاون ہو سکے گا۔

مبحث سوم: جدید ذرائع ابلاغ کو امور تعلیم و تربیت میں معاون بنانے کے لئے چند اقدامات

جدید ذرائع ابلاغ تعلیم و تربیت میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اگر ان ذرائع کی مدد سے کردار کو بگاڑنے کا کام لیا جا سکتا ہے تو اگر ہمت اور کوشش کی جائے تو ان سے کردار کو سنوانے کا کام بھی لیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ انفرادی طور پر بعض افراد اور کچھ نجی ادارے جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے تعلیم و تربیت کا کام کر رہے ہیں۔ تاہم یہ کام ابھی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ناکافی ہے اور مقابلے کے لئے غیر معیاری ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ کی وجہ سے مربیان بے بسی کی اس کیفیت سے تو نکل چکے ہیں جو روایتی ذرائع ابلاغ کے غلبے کی وجہ سے موجود تھی۔ روایتی ذرائع ابلاغ میں چونکہ چند مخصوص افراد کے علاوہ کوئی فرد کردار ادا نہیں کر سکتا تھا اس لئے اصلاح احوال کافی مشکل کام تھا۔ جدید ذرائع ابلاغ نے تعلیم و تربیت کے ساتھ وابستہ افراد کو کام کرنے کا وسیع موقع دیا ہے، تاہم تغافل اور مربوط و منظم پالیسی نہ ہونے کی وجہ سے ابھی تک مطلوبہ لیول کا کام باقی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ شرعی اور وقتی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے بھرپور اقدامات کئے جائیں تاکہ جدید ذرائع ابلاغ تعلیم و تربیت کا عمدہ ذریعہ بن کر معاشرے کی اصلاح میں اہم کردار ادا کر سکے۔

امور تعلیم و تربیت کی ڈیجیٹلائزیشن کرنا

تعلیم و تربیت کے جملہ امور کو جدید ذرائع ابلاغ کے ساتھ منسلک کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ تعلیم و تربیت کی معاشرے کے ہر فرد کو ضرورت ہے، اس لئے ہر فرد کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے جدید ذرائع ابلاغ پر تعلیم و تربیت کا مواد ہونا چاہیے۔ جو افراد جدید ذرائع ابلاغ کے ساتھ وابستہ ہوتے ہیں ان کا زیادہ وقت انہی آلات کے ساتھ گزرتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ایسے افراد کی تعلیم و تربیت میں انہی آلات سے معاونت لی جائے۔ عام افراد کی تعلیم و تربیت کے لئے ضروری ہے کہ ان کو مستند دینی معلومات بروقت مہیا کیں جائیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ تقریری و تحریری شکل میں ہر موضوع پر مواد موجود ہونا چاہیے۔ معاشرے کی تعلیم و تربیت کے لئے خطبات جمعہ کی بڑی اہمیت ہے۔ خطبات جمعہ کو موثر بنانے کے لئے ضروری ہے ہر مسجد کی سطح پر خطبہ جمعہ کے واٹس ایپ گروپ، فیس بک پیجز اور مختلف ایپس بنائی جائیں جن کی مدد سے افراد جمعہ کے خطبے کے مواد سے مستفید ہو سکیں۔ جدید ذرائع ابلاغ کو استعمال کرتے ہوئے نہ صرف جمعہ کے خطبہ کو محلے کے ہر فرد تک پہنچایا جانا چاہیے۔ جو موضوع چل رہا ہے اس حوالے سے لوگوں کے سوالات بھی لینے چاہیں۔ مساجد انتظامیہ کی طرف سے جدید ذرائع ابلاغ کی مدد سے خطبات کا فیڈ بیک لینے کا بھی اہتمام ہونا چاہیے۔

تعلیم و تربیت میں کے حوالے سے سب سے زیادہ متاثر ہونے والے بچے ہیں۔ بچوں کا سب سے زیادہ وقت جدید ذرائع ابلاغ پر صَرف ہوتا ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ پر بچوں کی عمر کے لحاظ سے مختلف دلچسپیاں ہوتی ہیں۔ چار سال

تک کے بچے کارٹون زیادہ دیکھتے ہیں۔ پانچ سے دس سال تک بچے جدید ذرائع ابلاغ کی ان سرگرمیوں مین زیادہ حصہ لیتے ہیں جن میں ان کا بھی کوئی کردار ہو۔ اس کے بعد بچے مختلف گیمز اور ویڈیوز کی طرف راغب ہوتے ہیں۔ اس وقت جدید ذرائع ابلاغ پر کئی ایسے کارٹون، گیمز اور موویز موجود ہیں جن کے نقصانات پر تو مواد موجود ہے لیکن بچوں کی کشش کم کرنے کے حوالے سے کسی متبادل پر کوئی خاص کام نہیں ہو رہا۔ اس لئے ضروری ہے کہ بچوں کی نفسیات اور اسلامی وسماجی اقدار کو مد نظر رکھتے ہوئے متنوع قسم کے کارٹون، ویڈیوز، موویز اور گیمز بنائی جائیں تاکہ بچے اپنی مصروفیت ہی سے تعلیم وتربیت حاصل کر سکیں۔ بچوں کو جدید ذرائع ابلاغ کے منفی استعمال سے بچانے کے لئے ضروری ہیں کہ ان کی مثبت سرگرمیوں میں اضافہ کیا جائے۔ اس کے لئے جدید ذرائع ابلاغ استعمال کرنے والے بچوں کا مسجد / محلے / سکول / عزیز واقارب کی سطح پر ایک واٹس ایپ گروپ / فیس بک پیج تشکیل دیا جائے اور پھر بچوں کو مختلف اہداف دیئے جائیں، ایسے ہی بچوں کی دلچسپیوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ایپس بھی تیار ہونی چاہیں جو بچوں کو مثبت کاموں میں اتنا مصروف کر دیں کہ ان کے پاس منفی پہلوؤں کی طرف جانے کا وقت ہی نہ باقی رہے۔

مربیان کی جدید ذرائع ابلاغ پر گرفتہ مضبوط کرنا

جدید ذرائع ابلاغ کو تعلیم وتربیت میں معاون بنانے کے لئے ضروری ہے کہ مربیان کی جدید ذرائع ابلاغ پر گرفتہ مضبوط ہونی چاہیے۔ جب زیر تربیت افراد اور بچے جدید ذرائع ابلاغ کے آلات اور سہولیات کو مربی ووالدین سے زیادہ جانتے ہوں گے تو ان پر کنٹرول کرنا مشکل ہو جائے گا۔ اس لئے ضروری ہے کہ مربیان ان آلات کو اپنے قابو میں رکھنے کی کوشش کریں۔ جدید ذرائع ابلاغ کے استعمال کے حوالے سے جویریہ رحمان اپنے ایم فل کے مقالے میں لکھتی ہیں:

> "سوشل میڈیا جیسے فیس بک، ٹویٹر، واٹس ایپ اور وائبر کا استعمال اچھائی کے کام میں بھی ہو سکتا ہے اور برائی کے کام میں بھی ہو سکتا ہے، تو ہمیں چاہیے کہ ان وسائل کے استعمال کا طریقہ جانیں تاکہ ان کے غلط استعمال سے محفوظ رہ سکیں۔" (1)

اس اقتباس میں عام صارف کو اس بات کی نصیحت کی گئی ہے کہ وہ سوشل میڈیا کے استعمال میں مہارت حاصل کرے، تو جب عام صارف کے لئے مہارت ضروری ہے تو مربیان کے لئے تو اس میدان میں مہارت تامہ حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لئے مربیان کی جملہ اقسام جس میں والدین، اساتذہ اور مساجد کے امام وخطیب کے علاوہ مختلف اداروں کے سربراہ شامل ہیں ان کو اس سلسلے میں خصوصی تربیت کی ضرورت ہے۔ ایک مربی نے

---

(1)۔ جویریہ رحمان، "سوشل میڈیا کا کردار اور پاکستانی معاشرے پر اس کے اثرات، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ"، (مقالہ برائے ایم فل، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، 2014ء)، 60

جس چیز کی اصلاح کرنی ہے اس کے متعلق اسے علم ہونا بہت ضروری ہے۔امام بخاری نے اپنی صحیح میں اس موضوع پر اس عنوان سے یوں باب قائم کیا ہے "بَابٌ: العِلْمُ قَبْلَ القَوْلِ وَالعَمَلِ"(کوئی گفتگو کرنے اور کوئی بھی کام کرنے سے پہلے علم حاصل کرنا چاہیے)۔اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کسی بھی موضوع پر بات کرنے کے حوالے سے علم کا ہونا کتنا ضروری ہے، آج مربیان جدید ذرائع ابلاغ کے نقصانات پر بات تو کرتے ہیں لیکن اس کے حوالے سے علم نہ ہونے کی وجہ سے وہ اس کے ازالے کے لئے مناسب اقدامات نہ تو تجویز کر سکتے ہیں اور نہ ہی عملاً کوئی ایسے اقدامات کر سکتے ہیں۔ مربیان کی جدید ذرائع ابلاغ پر مضبوط گرفت کے لئے ضروری ہے کہ ان کی تربیت کا اہتمام کیا جائے۔جدید ذرائع ابلاغ کے مقبول عام فیچرز کے بارے میں آگاہی حاصل کر کے ہی ان کو تعلیم وتربیت کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

اس لئے ضروری ہے کہ مربیان اپنے زیر تربیت افراد کو اپنی نگرانی میں جدید ذرائع ابلاغ سے منسلک کریں۔جب افراد ازخود ان آلات سے استفادہ کریں گے تو ان کے بھٹکنے کے امکانات میں اضافہ ہو جائے گا۔اس کے برعکس جب کوئی مربی ان کو باقاعدہ تربیت دے کر اور غلط ودرست کی نشاندہی کرتے ہوئے ان ذرائع سے منسلک کرے گا تو منفی اثرات میں کافی کمی آئے گی جیسا کہ مقالہ نگار جویریہ رحمان لکھتی ہیں:

> "معاشرے پر سوشل میڈیا کے اثرات مُسلّم ہیں۔ان کی ضرورت،اہمیت اور افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ ہم اپنے فہم سے کام لے کر اس کے مثبت اثرات ہی کو اپنے معاملات اور معمولات میں دخل انداز ہونے دیں اور اس کے منفی اثرات سے دانش اور دانائی سے چھٹکارا حاصل کرنے اور بچنے کی کوشش کرتے رہیں۔"[1]

اس اقتباس سے جدید ذرائع ابلاغ پر دسترس کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے اور یہ سمجھ آتی ہے کہ ان ذرائع پر قابو پانے کے لئے مہارت کا ہونا بہت ضروری ہے۔یہ مہارت عام افراد کے بس کی بات نہیں ہے اس لئے جدید ذرائع ابلاغ استعمال کرنے والے افراد کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کے استعمال کے حوالے سے اپنے مربیان سے باقاعدہ رابطے میں رہیں۔

جدید ذرائع ابلاغ کے متنوع پہلوؤں سے مستفید ہونا

جدید ذرائع ابلاغ میں وسعت ہونے کی وجہ سے وہ تمام شعبہ ہائے زندگی پر غالب آچکا ہے۔اس نے علم وتحقیق کے نئے دروازے کھولے ہیں اور نئے راستے متعارف کروائے ہیں۔پہلے جن کاموں کو کرنے کے لئے ایک

(1)۔جویریہ رحمان،"سوشل میڈیا کا کردار اور پاکستانی معاشرے پر اس کے اثرات،اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ"،(مقالہ برائے ایم فل،علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی،اسلام آباد،2014ء)،53

وقت درکار ہوتا تھا اب وہ کام فوراہو جاتے ہیں۔جدید ذرائع ابلاغ میں مختلف ایپس موجود ہیں جن میں آپ مطلوبہ مواد داخل کردیں تو وہ آپ کو پہلے سے طے شدہ فارمیٹ کے مطابق ایک رپورٹ تیار کرکے مہیا کردے گا۔اس سہولت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے تحقیقی کاموں کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔بات کو سمجھانے کے لئے ویڈیوز میں خاکے اور تصاویر کی مدد لی جاسکتی ہے۔کسی علاقے سے متعلق معلومات کے لئے گوگل میپ کی مدد سے اس علاقے کو دیکھا جاسکتا ہے۔ تعلیم وتربیت میں جدید ذرائع ابلاغ کے متنوع پہلو موجود ہیں جن کو استعمال کرکے افراد کے اخلاق بگاڑے جارہے ہیں۔اگر ان پہلووں پر مناسب توجہ دی جائے اور ان میں معیاری ردوبدل کیا جائے تو ان کو تعلیم وتربیت کی معاونت کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

جدید ذرائع ابلاغ کے متنوع اسالیب سے استفادہ کرتے ہوئے افراد کو تعلیم وتربیت کی طرف راغب کیا جا سکتا ہے ان اسالیب میں تمثیلی، تشہیری اور تفریحی انداز بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔وہ عناصر جو معاشرے کے بگاڑ میں ملوث ہیں، انہی ذرائع کو اپنے مذموم مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں۔اس طریقے کو استعمال کرتے ہوئے آپ کم وقت میں اور بہتر انداز کے ساتھ افراد میں تبدیلی پیدا کرسکتے ہیں۔اس طریقہ کار میں سرعت پائی جاتی ہے اور یہ زیادہ موثر بھی ہوتا ہے۔

بچوں کے لئے جدید ذرائع ابلاغ پلیٹ فارمز کی تشکیل

تعلیم وتربیت کے سب سے زیادہ ضرورت مند بچے ہوتے ہیں۔کسی بھی معاشرے میں بچے ہی وہ طبقہ ہوتے ہیں جن کی تعلیم وتربیت پر سب سے زیادہ توجہ دی جاتی ہے اور معاشرے کے زیادہ وسائل بچوں ہی کی تربیت پر خرچ ہوتے ہیں۔اس کے باوجود بچوں کی تعلیم وتربیت معاشرے کے لئے ایک سوالیہ نشان بنی ہوئی ہے۔دوسری طرف بچوں کی تعلیم وتربیت پر جن سماجی عوامل کے سب سے زیادہ اثرات ہوتے ہیں ان میں سے جدید ذرائع ابلاغ ایک اہم عامل ہے۔مقالہ نگار صاعقہ گلناز لکھتی ہے:

"اب تعلیم وتربیت میڈیا کے ذریعے سہل ہے، بچے جو فطرت سلیم پر پیدا ہوتے ہیں، پھر ارد گرد کے حالات بچوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔میڈیا نے انہیں بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔بچہ جس گھر میں آنکھ کھولتا ہے،وہاں کا ماحول،رہنے والے لوگ اور ان کا رویہ بچے پر اثر انداز ہوتا ہے۔چونکہ آج ہر گھر میں میڈیا کسی نہ کسی صورت میں موجود ہے اس لئے وہ چاہے میڈیا کا

استعمال کرے یا نہ کرے وہ اپنا اثر رکھتا ہے اور استعمال کی صورت میں تو بچہ اس کا عادی ہو جاتا ہے۔"(1)

بچوں کے دینی واخلاقی بگاڑ میں سب سے اہم کرادر جدید ذرائع ابلاغ کا ہے اور اس کی بنیادی وجوہات میں سے اہم وجہ ان ذرائع کو بچوں کی تعلیم وتربیت کی معاونت میں استعمال نہ کرنا ہے۔ مقالہ نگار جویریہ رحمان جدید ذرائع ابلاغ صارفین کے حوالے سے لکھتی ہے:

"لوگ صِرف معصوم صَارف ہی بن کر نہ رہ جائیں اور یہ بھی کہ غیر لوگ ان کو اپنے مذموم مقاصد کے لئے استعمال نہ کر سکیں۔ میڈیا کے مندرجات کو سمجھنے والے ہی مخالف پروپیگنڈے سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔"(2)

اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ معصومیت اور بھولا پن جدید ذرائع ابلاغ کے منفی اثرات میں اضافہ کرتا ہے اور یہ معاملہ سب سے زیادہ بچوں کے ساتھ پیش آتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ بچوں اور جدید ذرائع ابلاغ کے باہمی تعلق کے حوالے سے سب سے زیادہ اقدامات کئے جائیں۔ ہمارے معاشرے میں بچوں کے لئے جدید ذرائع ابلاغ پر مواد کی کمی تو ہے ہی ہے، اس کے ساتھ ساتھ گھریلو اور حکومتی سطح پر تغافل بھی انتہا کا ہے۔ بچے کیا دیکھ رہے ہیں؟ ان پر کیا اثرات مرتب ہو رہے ہیں؟ ان سے نمٹنے کے لئے کیا کیا اقدامات کرنے چاہیے؟، یہ سب وہ سوال ہیں جن کے جوابات کی آج بہت زیادہ ضرورت ہے۔ بچوں کے جدید ذرائع ابلاغ کے استعمال میں والدین اور اساتذہ کے باہمی تعاون سے ایسے پلیٹ فارمز تشکیل دینے کی ضرورت ہے جو بچوں، والدین اور اساتذہ کی بروقت رہنمائی کرکے معاشرے کی بہتری میں کردار ادا کر سکیں۔

جدید ذرائع ابلاغ سے تعلیم وتربیت معاونت لینے کے لئے ضروری ہے کہ مسلسل نگرانی اور رہنمائی والا رویہ اختیار کیا جائے۔ محلے، خاندان اور ملکی سطح پر ایسے ادارے قائم کئے جائیں جو بچوں، والدین اور اساتذہ کے ساتھ اس سلسلے میں تعاون کریں۔ بچوں کی سرگرمیوں کو مسلسل مانیٹرنگ کریں۔ ان کا جدید ذرائع ابلاغ پر صَرف کیا گیا وقت باقاعدہ شمار کیا جائے۔ وہ جو کچھ دیکھتے ہیں اس کا ریکارڈر کھا جائے۔ ان کے جدید ذرائع ابلاغ استعمال کے اوقات اور مواد مقرر کیا جائے۔ ان کی تعلیمی اور اخلاقی ضروریات کے مطابق ان کے لئے مواد تیار کیا جائے۔ جدید ذرائع ابلاغ

(1)۔ صاعقہ گلناز، "بچوں کی تعلیم وتربیت میں سماجی عوامل کا کردار واثرات، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ"، (مقالہ برائے ایم فل، نمل، اسلام آباد، 2021ء)، 163

(2)۔ جویریہ رحمان، "سوشل میڈیا کا کردار اور پاکستانی معاشرے پر اس کے اثرات، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ"، (مقالہ برائے ایم فل، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، 2014ء)، 53

کے جسمانی نقصانات کے حوالے بچوں اور والدین کا آگاہ کیا جائے۔

پیمرا (PEMRA) کا کردار

کسی بھی کام میں ذرائع کی بڑی اہمیت حاصل ہے۔ ذریعہ کام میں آسانی پیدا کرتا ہے۔ تعلیم و تربیت ایک مشکل کام ہے اس کے نتائج کے لئے ایک نسل کے جوان ہونے کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اس کے نقصانات کے شور نے اس نے حاصل ہونے والے فوائد کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ جدید ذرائع ابلاغ کے ماہرین کے تعاون سے اس کو معاشرے کے فائدے کے لئے استعمال کیا جائے۔ اس سلسلے میں پیمرا کے کردار کی بہت زیادہ ضرورت ہے ۔ پاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی (پیمرا) ایک وفاقی ادارہ ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ، جیسے ٹیلی ویژن، ریڈیو، اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کے ذریعے عوامی تعلیم و تربیت میں پیمرا (Pakistan Electronic Media Regulatory Authority) کا ایک اہم کردار ہے۔ اس کا مقصد ڈیجیٹل مواد کو آئین پاکستان کے اصول وضوابط کے مطابق رکھنا ہے۔ اس سلسلے میں یہ ادارہ کئی اقدامات کر رہا ہے۔ پیمرا کا مقصد نہ صرف ذرائع ابلاغ کی نگرانی کرنا ہے بلکہ اس بات کو بھی یقینی بنانا ہے کہ میڈیا پر نشر ہونے والا مواد تعلیمی اور تربیتی لحاظ سے مفید ہو۔ اس سلسلے میں یہ ادارہ ذیل کے اقدامات کرتا ہے:

معیاری مواد کی ترغیب: پیمرا کے قوانین اور پالیسیوں کے ذریعے تعلیمی اور عوامی شعور اجاگر کرنے والے پروگراموں کو فروغ دیا جاتا ہے۔ اس میں ایسے مواد کی نشریات شامل ہیں جو صحت، تعلیم، سماجی اصلاحات، اور عوامی فلاح وبہبود کے حوالے سے معلومات فراہم کرتے ہیں۔

سماجی ذمہ داری پر زور: پیمرا مختلف میڈیا چینلز کو سماجی ذمہ داریوں کا احساس دلانے کے لیے پابند کرتا ہے کہ وہ تفریح کے ساتھ ساتھ عوامی تعلیم کو بھی ترجیح دیں۔ میڈیا کو ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ غیر اخلاقی اور غیر معیاری مواد سے گریز کرے اور ایسے پروگرام نشر کرے جو عوام کو باخبر رکھیں۔

تعلیمی پروگرامز کی حوصلہ افزائی: پیمرا تعلیم و تربیت کے حوالے سے ایسے پروگرامز کی نشریات کی حوصلہ افزائی کرتا ہے جو بچوں، نوجوانوں اور دیگر طبقوں کے لیے مفید ہوں۔ ان پروگرامز میں نصاب سے متعلقہ تعلیم، پیشہ ورانہ تربیت، اور مہارتیں سکھانے والے پروگرام شامل ہو سکتے ہیں۔

سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز پر نگرانی: جدید دور میں ڈیجیٹل میڈیا کا کردار بڑھتا جارہا ہے، اور پیمرا ان پلیٹ فارمز کی نگرانی میں بھی متحرک ہے۔ اس کا مقصد ڈیجیٹل ذرائع ابلاغ کو اس طرح منظم کرنا ہے کہ وہاں پھیلائی جانے والی معلومات قابل اعتماد اور تعلیمی نقطۂ نظر سے مفید ہوں۔

آگاہی مہمات: پیمرا عوامی شعور اجاگر کرنے کے لیے مختلف آگاہی مہمات کا انعقاد کرتا ہے، جن میں سوشل میڈیا پر فیک نیوز، سائبر سیکیورٹی، اور دیگر سماجی مسائل سے متعلقہ مواد شامل ہوتا ہے۔ ان مہمات کے ذریعے عوام کو جدید ٹیکنالوجی کے مؤثر اور محفوظ استعمال کے بارے میں آگاہی دی جاتی ہے۔

تربیتی پروگرامز اور ورکشاپس: پیمرا مختلف میڈیا اداروں کے لیے تربیتی پروگرامز اور ورکشاپس کا انعقاد کرتا ہے تاکہ صحافی اور میڈیا ورکرز جدید صحافتی تکنیکوں اور سماجی مسائل کے حوالے سے بہتر آگاہی حاصل کر سکیں۔

مجموعی طور پر، پیمرا جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے عوامی تعلیم و تربیت کے فروغ میں ایک فعال اور رہنما کردار ادا کر رہا ہے، تاکہ میڈیا عوام کے لیے معلوماتی، تعلیمی اور سماجی ترقی کا ذریعہ بن سکے۔ تاہم جب ہم عملی طور پر دیکھتے ہیں تو ان قوانین پر مکمل طور پر عمل درآمد نہیں ہو رہا، مقالہ نگار مسٹر عبد المنان لکھتے ہیں:

> "پیمرا کے قوانین میں بیان کردہ ضابطہ اخلاق شاندار اور قابل تحسین ہے اور یہ تعلیمات اسلامیہ میں بیان کردہ اصولوں سے کافی ہم آہنگ ہے۔ لیکن ان پیمرا قوانین پر عمل درآمد خال خال ہی نظر آتا ہے۔"(1)

اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ پیمرا کے حالیہ قوانین جو کہ صرف ٹی وی چینلز کے حوالے سے ہیں ان پر بھی عملی طور پر کوئی کام نہیں ہو رہا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جدید ذرائع ابلاغ کے حوالے سے بنائے ہوئے قوانین کی بھی یہی حالت ہے۔ عملی طور پر پیمرا قوانین پر عمل درآمد نہ ہونے کی کئی وجوہات ہیں، جن کا تعلق انتظامی، تکنیکی، اور سماجی مسائل سے ہے۔ پیمرا کا مقصد ذرائع ابلاغ کو ضابطوں کے تحت لانا اور عوامی مفاد میں معیاری مواد کی فراہمی کو یقینی بنانا ہے، لیکن مختلف رکاوٹیں اس کے نفاذ میں دشواری پیدا کرتی ہیں۔ یہاں ان وجوہات اور ان کے ممکنہ حل پر روشنی ڈالی گئی ہے:

سیاسی دباؤ اور مفادات: پیمرا کو اکثر سیاسی دباؤ کا سامنا کرنا پڑتا ہے، کیونکہ بعض چینلز یا میڈیا ادارے حکومت یا بڑے کاروباری گروپس کے زیر اثر ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ سے پیمرا آزادانہ طور پر قوانین پر عمل درآمد کرنے میں ناکام رہتا ہے، اور غیر معیاری مواد نشر ہوتا رہتا ہے۔

---

(1)۔ مسٹر عبد المنان، ڈاکٹر ریاض احمد سعید، "ذرائع ابلاغ کے اصول وضوابط، پیمرا کے مذہبی اور سماجی اقدار سے متعلقہ قوانین کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تجزیہ" الثقافۃ الاسلامیہ، شمارہ نمبر 43 (جون 2020ء)، 22

نفاذ کے کمزور میکانزم: پیمرا کے پاس قانون کے نفاذ کے لیے موثر اور مضبوط میکانزم کی کمی ہے۔ جب چینلز پیمرا کے ضابطوں کی خلاف ورزی کرتے ہیں تو ان کے خلاف مناسب کارروائی کرنے میں تاخیر ہوتی ہے یا سزائیں معمولی ہوتی ہیں، جو ان چینلز کو دوبارہ وہی عمل دہرانے سے نہیں روکتیں۔

میڈیا کی ریگولیشن میں تکنیکی کمی: جدید میڈیا، خاص طور پر ڈیجیٹل اور سوشل میڈیا، تیزی سے بدل رہا ہے، جبکہ پیمرا کے قوانین اور ریگولیشنز ان تبدیلیوں کے مطابق مکمل طور پر ہم آہنگ نہیں ہیں۔ اس وجہ سے جدید ذرائع ابلاغ پر مناسب کنٹرول اور نگرانی ممکن نہیں ہو پاتی۔

پیمرا کے محدود وسائل: پیمرا کے پاس انسانی اور مالی وسائل کی کمی ہے، جس کی وجہ سے وہ تمام میڈیا چینلز اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کی مؤثر نگرانی نہیں کر سکتا۔ یہ کمی اس کے قانون نافذ کرنے کی صلاحیت کو متاثر کرتی ہے۔

عوامی شعور کی کمی: عوام کی ایک بڑی تعداد پیمرا کے ضابطوں اور معیاروں سے مکمل طور پر واقف نہیں ہوتی، جس کی وجہ سے وہ غیر معیاری مواد کو دیکھنے اور پھیلانے میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ اس سے میڈیا ہاؤسز کی غیر ذمہ داری کو فروغ ملتا ہے۔

ان مسائل کو حل کرنے کے لئے اور پیمرا کے کردار کو مزید فعال بنانے کے لئے ذیل کے اقدامات کئے جا سکتے ہیں۔

سیاسی اثرات سے آزادی: پیمرا کو مکمل خود مختاری دی جائے تاکہ وہ آزادانہ طور پر کام کر سکے اور سیاسی یا کاروباری دباؤ کے بغیر قوانین کا نفاذ کر سکے۔ اس کے لیے ایک مضبوط قانونی فریم ورک کی ضرورت ہے جو پیمرا کے اختیارات کو بڑھائے اور اس کی خود مختاری کو یقینی بنائے۔

سخت سزا اور جرمانے: جو میڈیا ادارے یا چینلز پیمرا قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہیں، ان کے خلاف سخت جرمانے اور سزائیں عائد کی جائیں۔ یہ چینلز کو دوبارہ خلاف ورزی کرنے سے روکنے کے لیے ضروری ہے۔ ساتھ ہی پیمرا کو فوری طور پر کارروائی کرنے کے لیے طاقتور بنایا جائے۔

تکنیکی بنیادوں پر بہتری: پیمرا کو جدید ٹیکنالوجی کے استعمال سے اپنے ریگولیٹری نظام کو بہتر بنانا چاہیے، خاص طور پر ڈیجیٹل اور سوشل میڈیا کی نگرانی کے لیے۔ اس میں جدید سافٹ ویئرز، ڈیجیٹل ٹولز، اور تربیت یافتہ افراد کی ضرورت ہوگی تاکہ وہ نئے چیلنجز کا مقابلہ کر سکیں۔

وسائل میں اضافہ: پیمرا کو مزید وسائل فراہم کیے جائیں تاکہ وہ اپنی نگرانی کی صلاحیتوں میں اضافہ کر سکے۔ اس میں بجٹ میں اضافہ اور مزید تربیت یافتہ عملہ کی بھرتی شامل ہے، جو ذرائع ابلاغ کے ہر پہلو پر نظر رکھ سکے۔

عوامی آگاہی مہمات: عوام میں پیمرا قوانین اور میڈیا کی ذمہ داریوں کے حوالے سے شعور بیدار کیا جائے۔ اس کے لیے میڈیا چینلز اور سوشل میڈیا پلیٹ فارمز کے ذریعے آگاہی مہمات چلائی جاسکتی ہیں تاکہ لوگ غیر معیاری مواد کی نشریات کے خلاف اپنی آواز اٹھا سکیں۔

ریگولر آڈٹس اور مانیٹرنگ: میڈیا ہاؤسز اور چینلز پر ریگولر آڈٹس اور مانیٹرنگ سسٹم قائم کیا جائے تاکہ یہ یقینی بنایا جا سکے کہ وہ پیمرا کے ضوابط کی پابندی کر رہے ہیں۔ پیمرا کو ایک ایسی مانیٹرنگ باڈی کی ضرورت ہے جو روزانہ کی بنیاد پر نشریات کو چیک کر سکے اور فوری کارروائی کرے۔

ان اقدامات کے ذریعے پیمرا قوانین کے نفاذ میں بہتری لائی جاسکتی ہے، اور ذرائع ابلاغ کو مزید ذمہ دار اور معیاری بنایا جاسکتا ہے۔ چونکہ تعلیم وتربیت کے حوالے سے جدید ذرائع ابلاغ کو وسیع طور استعمال کرنے کے حوالے سے ابھی تک حکومتی سطح پر کوئی حتمی فیصلہ نہیں ہو سکا جس وجہ اس طرف توجہ بھی کم ہے۔ اگر تعلیم وتربیت کے ماہرین اس بات پر متفق ہو جائیں کہ جدید ذرائع ابلاغ کو تعلیم وتربیت کے لئے مستقل طور پر استعمال کرنا ہے اور اس کے بعد تعلیمی وتربیتی اداروں کو جدید ذرائع ابلاغ کے ساتھ منسلک کر کے والدین اور بچوں کو کے لئے خصوصی طور پر اور عام افراد کے لئے عمومی طور مواد کی فراہمی شروع کر دی جائے تو اس سے کافی مُثبت نتائج بر آمد ہوں گے۔ اس طرح جدید ذرائع ابلاغ تعلیم وتربیت کے معاون کے طور پر اپنا بھرپور کردار ادا کر سکیں گے۔

خاتمہ بحث

- خلاصہ بحث
- نتائج بحث
- سفارشات

خلاصہ بحث (Summary)

مقالہ ہذا چار ابواب، خلاصۃ البحث، نتائج وسفارشات اور فہارس پر مشتمل ہے۔ ہر باب کو تین تین فصول میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر فصل مباحث پر مشتمل ہے۔ مقالہ ہذا میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جدید ذرائع ابلاغ کے امور تعلیم وتربیت پر اثرات و کردار کا جائزہ لیا گیا ہے۔ تعلیم وتربیت اسلامی معاشرے کا ایک جز لاینفک ہے، جس کے بغیر معاشرے کا استحکام ممکن نہیں ہے۔ اس لئے نظام تعلیم وتربیت کی درستگی بہت ضروری ہے۔ ہر دور میں اہل علم نے معاصر تقاضوں اور اسلامی تعلیمات کو مد نظر رکھتے ہوئے تعلیم وتربیت کی نئی جہات متعارف کروائی ہیں۔ موجود دور میں جدید ذرائع ابلاغ کی وسعت کی پیش نظر رکھتے ہوئے مقالہ ہذا میں تعلیم وتربیت کے میدان میں ان کے کردار کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مقالہ ہذا کا پہلا باب بنیادی طور پر مقدمے کی حیثیت رکھتا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ جدید ذرائع ابلاغ اپنی وسعت کی وجہ سے زندگی کے ہر شعبے پر حاوی ہو چکا ہے اور تعلیم وتربیت کے میدان میں اس نے دو طرفہ اثرات مرتب کئے ہیں۔ تعلیم وتربیت کی انفرادی ومعاشرتی اہمیت اور جدید ذرائع ابلاغ کی وسعت واثر پذیری کو مد نظر رکھتے ہوئے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان کے باہمی تعلق پر تحقیق کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے یہ مقالہ مرتب کیا گیا ہے۔

مقالہ ہذا کے دوسرے باب کی پہلی فصل میں تعلیم وتربیت کے مفہوم کو اجاگر کرتے ہوئے اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ تعلیم وتربیت باہمی لازم وملزوم ہیں۔ بچوں اور طلبہ کو معاشرے میں کار آمد بنانے کے لئے ضروری ہے کہ ان کی تعلم وتربیت میں قرآن وسنت کے اصولوں کو مد نظر رکھا جائے۔ عصر حاضر میں تعلیم وتربیت پر سب سے زیادہ اثر انداز ہونے والا عناصر میں سے جدید ذرائع ابلاغ بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ دوسری فصل میں جدید ذرائع ابلاغ کی وضاحت کی گئی ہے۔ ابلاغی عمل کی اہمیت ہمیشہ سے مُسلّمہ رہی ہے تاہم عصر حاضر میں ابلاغی ذرائع بہت اہمیت اختیار کر چکے ہیں۔ جدید ذرائع ابلاغ مثلاً انٹرنیٹ، سوشل میڈیا اور موبائل ٹیکنالوجی نے نہ صرف حصولِ معلومات آسان بنا دیا جائے بلکہ ہر فرد کو اپنی سحر میں گرفتار کر لیا ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ کے دوطرفہ اثرات کی وجہ سے اس کے ساتھ تعامل کو سمجھنا وقت کی اہم ضرورت ہے، اسی باب کی فصل سوم میں جدید ذرائع ابلاغ کو امور تعلیم وتربیت کا ایک مضبوط عامل کے طور سمجھتے ہوئے اس سے استفادہ کرنے کی اہمیت وضرورت پر بات کی ہے تاہم جدید ذرائع ابلاغ کے زیادہ استعمال سے اس کی لَت (addiction) کو بھی بحث کا حصہ بنایا گیا ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ کا غیر معمولی اور بے تحاشا استعمال روز مرہ کی زندگی کے معمولات میں خلل ڈالتا ہے۔ یہ لت افراد کو اپنی پیشہ ورانہ، تعلیمی

اور ذاتی ذمہ داریوں سے غافل کر دیتی ہے اس لئے شعوری کوششوں، وقت کی منصوبہ بندی، اور حقیقی دنیا میں سماجی تعلقات کو مضبوط بنا کر ایک متوازن طرز زندگی اختیار کرنا ضروری ہے۔

باب سوم میں جدید ذرائع ابلاغ کے مُثبت و منفی اثرات کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ پہلی فصل میں جدید ذرائع ابلاغ کے استعمال اور اثرات کو ماپنے اور ان کی درجہ بندی کرنے کے طریقوں پر بات چیت کی گئی۔ جدید ذرائع ابلاغ اور سوشل میڈیا سائٹس کے شماریاتی ڈیٹا کے حصول PTA،Pakistan Bureau of Statistics اور DataReportal جیسے ادارے شامل ہیں ،اس کے علاوہ سوشل میڈیا پلیٹ فارمز بھی اپنی شفافیت رپورٹس (Transparency Reports) کے ذریعے صارفین کے رجحانات پر ڈیٹا جاری کرتے ہیں۔ مزید برآں، Socialbakers ،BuzzSumo ،Google Trends اور دیگر تجزیاتی ٹولز بھی حقیقی وقت میں ڈیٹا کا تجزیہ فراہم کرتے ہیں، اگرچہ یہ مکمل طور پر مستند نہیں ہوتے۔ تحقیقی مقالہ جات (Research Papers) اور اکیڈمک جرنلز جیسے ResearchGate اور Elsevier ،Springer ،Google Scholar ،IEEE Xplore بھی سوشل میڈیا کے اثرات اور شماریاتی تجزیے پر مستند تحقیق فراہم کرتے ہیں، جو جدید ذرائع ابلاغ کے سماجی، تعلیمی، اور معاشی پہلوؤں کو سمجھنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ فصل دوم میں جدید ذرائع ابلاغ کی تعلیم وتربیت میں معاونت اور مُثبت اثرات کو زیر بحث لایا گیا ہے جس میں تعلیم اور معلومات تک رسائی کو آسان بنانے کے علاوہ سیکھنے کے مواقع میں اضافہ کرنا ہے۔ اس کے علاوہ ایک دوسرے سے جڑنے، خیالات کا تبادلہ کرنے کی وجہ سے طلبہ ، اساتذہ اور والدین کے باہمی تعامل میں اضافہ ہوا ہے۔ فصل سوم میں جدید ذرائع ابلاغ کے تعلیمی امور، ذاتی زندگی اور سماجی معاملات پر منفی اثرات کے علاوہ اخلاقی ومذہبی بگاڑ میں کردار کی وضاحت کی گئی ہے جس میں تعلیمی معیار کی گروات، توجہ کی کمی، ذہنی سکون کی کمی، نیند اور صحت پر منفی اثرات، وقت کا ضیاع، حقیقی سماجی تعلقات کی کمی، اخلاقیات کا بگاڑ، اخلاقی ومذہبی روایات کی پامالی، عبادات میں غفلت، بدعات وخرافات کا فروغ، بے حیائی اور فحاشی کی اشاعت کے علاوہ شدت پسندی کو ہوا دینا بھی شامل ہے۔

باب سوم میں میں جدید ذرائع ابلاغ کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تجزیہ کیا گیا ہے۔ پہلی فصل میں صارفین کی تربیت پر بات کی گئی ہے کیونکہ جدید ذرائع ابلاغ کے مفاسد کی بنیادی وجوہات میں سے ایک اہم وجہ صارفین کی عدم تربیت بھی شامل ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ کی حدود وقیود میں احکام شریعت کی پابندی، سچائی وصداقت کی پاسداری، غیبت وتہمت سے پرہیز، فحاشی اور بے حیائی سے اجتناب، رازداری کا احترام اور شرعی مقاصد کا فروغ شامل ہے۔ طلبہ جدید ذرائع ابلاغ کا محدود اور تعمیری استعمال کرکے، اساتذہ جدید ذرائع کے تعمیری استعمال کی طرف رہنمائی کرکے اور والدین خود جدید ذرائع ابلاغ کے معاملات سے آگاہ رہ کر ایک مؤثر کردار ادا کرسکتے ہیں۔

فصل دوم میں جدید ذرائع ابلاغ کے محتاط استعمال کے حوالے نگرانی کے عمل کی وضاحت کرتے ہوئے حکومتی نگرانی اور والدین کی نگرانی کی حدود و قیود بیان کی گئی ہے۔ فصل سوم میں جدید ذرائع ابلاغ پر تعلیمی وتربیت مواد کا تجزیہ کیا ہے تا کہ جدید ذرائع ابلاغ پر موجود مواد کو سمجھا جائے اور اسلامی اور ملکی اقدار کے تناظر میں اس مواد کی چھانٹی کی جائے تا کہ ہر فرد اور طبقے کی صرف متعلقہ اور مناسب مواد کی رسائی ہو۔ غیر اخلاقی اور غیر اسلامی مواد کی روک تھام کے لئے مناسب اقدامات بھی کئے جائیں۔ اگر صارفین کی عمدہ تربیت کی جائے اور جدید ذرائع ابلاغ کی موقعات (سائیٹس) پر تعلیم وتربیت پر مبنی مواد کو عام کیا جائے اور مضر مواد کا سد باب کیا جائے تو جدید ذرائع ابلاغ کو امور تعلیم وتربیت میں ایک عمدہ معاون کے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

نتائج (Findings)

1. کسی بھی معاشرے کی ترقی اور تہذیب کے لئے تعلیم و تربیت کا عمل بنیادی ستون کی حیثیت رکھتا ہے، جس کی اہمیت و افادیت ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے اور جس میں کسی بھی قسم کی غفلت یا کوتاہی ناقابلِ قبول ہے۔
2. تعلیم و تربیت محض معلومات کی ترسیل تک محدود نہیں بلکہ اس کا حقیقی مقصد انسان کے کردار کو سنوارنا اور ذہن کو پختگی کی معراج تک پہنچانا ہے، جو ایک طویل، صبر آزما اور مسلسل جدوجہد کا متقاضی ہے۔
3. تعلیمی معیار کو بہتر بنانے کے لیے جدید ذرائع ابلاغ کا استعمال ناگزیر ہے۔ اس سے طلباء کو وسیع تر معلومات تک رسائی حاصل ہوتی ہے اور اساتذہ کو تدریس کے جدید طریقے اپنانے میں مدد ملتی ہے۔
4. پاکستان کی کل آبادی کا تیس (30) فی صد جدید ذرائع ابلاغ کی کسی نہ کسی پلیٹ فارم سے وابستہ ہے اس میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے
5. 85 فی صد طلباء کا کہنا ہے کہ جدید ذرائع ابلاغ کی وجہ سے ان کے لیے علم تک رسائی آسان ہوئی ہے۔
6. 70 فی صد طلباء جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے مختلف تعلیمی وسائل سے استفادہ کرتے ہیں۔
7. 60 فی صد طلباء کا کہنا ہے کہ وہ جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے اپنے ہم جماعتوں کے ساتھ مل کر پڑھائی کرتے ہیں۔
8. 55 فی صد طلباء روزانہ 2 سے 3 گھنٹے غیر ضروری مواد دیکھنے میں صرف کرتے ہیں۔
9. 40 فی صد طلباء غیر اخلاقی ویب سائٹس اور سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر وقت گزارتے ہیں۔
10. 30 فی صد طلباء نے بتایا کہ جدید ذرائع ابلاغ کے استعمال سے ان کی تعلیمی کارکردگی متاثر ہوئی ہے۔
11. 90 فی صد اساتذہ جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے تدریسی مواد حاصل کرتے ہیں۔
12. 75 فی صد اساتذہ کا کہنا ہے کہ انہوں نے جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے تدریس کے نئے طریقے سیکھے ہیں۔
13. 65 فی صد اساتذہ جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے طلباء سے رابطے میں رہتے ہیں۔
14. 45 فی صد اساتذہ نے بتایا کہ جدید ذرائع ابلاغ کے استعمال سے ان کے کام کا وقت ضائع ہوتا ہے۔
15. 35 فی صد اساتذہ کا کہنا ہے کہ جدید ذرائع ابلاغ کے استعمال سے ان کی ذاتی زندگی متاثر ہوتی ہے۔

16. 25 فی صد اساتذہ نے غلط معلومات کے پھیلاؤ پر تشویش کا اظہار کیا۔

17. 80 فی صد والدین جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے اپنے بچوں کی تعلیم کے بارے میں معلومات حاصل کرتے ہیں۔

18. 60 فی صد والدین جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے اپنے بچوں کے لیے تعلیمی وسائل تلاش کرتے ہیں۔

19. 50 فی صد والدین جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے اساتذہ سے رابطے میں رہتے ہیں۔

20. 55 فی صد والدین نے بتایا کہ جدید ذرائع ابلاغ کی وجہ سے بچوں کی نگرانی کرنا مشکل ہو گیا ہے۔

21. 45 فی صد والدین کو خدشہ ہے کہ ان کے بچے غیر اخلاقی مواد تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔

22. 35 فی صد والدین نے بتایا کہ جدید ذرائع ابلاغ کے استعمال سے ان کے بچوں کا وقت ضائع ہوتا ہے۔

23. 95 فی صد ماہرین تعلیم کا کہنا ہے کہ جدید ذرائع ابلاغ کی وجہ سے نصاب میں جدید معلومات شامل کرنا آسان ہو گیا ہے۔

24. 70 فی صد ماہرین تعلیم کا خیال ہے کہ جدید ذرائع ابلاغ کے استعمال سے طلباء کی دلچسپی میں اضافہ ہوتا ہے۔

25. 60 فی صد ماہرین تعلیم نے بتایا کہ جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے نصاب کے لیے مختلف وسائل فراہم کیے جا سکتے ہیں۔

26. 40 فی صد ماہرین تعلیم نے نصاب میں غیر ضروری مواد کے شامل ہونے پر تشویش کا اظہار کیا۔

27. 30 فی صد ماہرین تعلیم کا کہنا ہے کہ جدید ذرائع ابلاغ کے استعمال سے نصاب میں اسلامی اقدار سے دوری ہو سکتی ہے۔

28. 20 فی صد ماہرین تعلیم نے جدید ذرائع ابلاغ کے استعمال سے نصاب پر عمل درآمد میں مشکلات کا ذکر کیا۔

سفارشات(Recommendations)

- ★ جدید ذرائع ابلاغ کے مختلف موقعات (سائیٹس) کے اصول وضوابط اردو زبان میں مرتب ہونے چاہیے۔
- ★ بچوں کی بہتر تربیت کے لیے والدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ جدید ذرائع ابلاغ کے مختلف آپشنز جیسے آن لائن نگرانی کے طریقے اور مواد سے متعلق ماہرین کی سفارشات کو سمجھیں اور ان کا استعمال کریں تاکہ بچوں کو محفوظ، تعلیمی اور مثبت ماحول فراہم کیا جاسکے۔
- ★ وزارت اطلاعات ونشریات کو محتاط اور غیر محتاط مواد کی نشاندہی کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل سے رہنمائی لینے کے بعد موثر تشہیر و قانون سازی کرنے کی ضرورت ہے۔
- ★ جدید ذرائع ابلاغ کے منفی اثرات سے بچنے کے لیے طلباء کی اخلاقی تربیت پر خصوصی توجہ دینی چاہیے۔ والدین اور اساتذہ کو اس سلسلے میں مل کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔
- ★ جدید ذرائع ابلاغ کے محتاط اور مؤثر استعمال کو یقینی بنانے کے لیے طلبہ، والدین اور اساتذہ کی مشترکہ تنظیمیں قائم کرنا ضروری ہے تاکہ منفی اثرات کا بروقت تدارک کیا جاسکے اور جدید ذرائع ابلاغ پر ایک محفوظ تعلیمی وتربیتی ماحول کو فروغ دیا جاسکے۔
- ★ جدید ذرائع ابلاغ کے استعمال میں اسلامی اقدار کا تحفظ ضروری ہے۔ اس کے لیے اسلامی تعلیمات پر مبنی مواد کی فراہمی اور غیر اخلاقی مواد کی روک تھام کے لیے پیمرا(PEMRA) کو مزید اقدامات کرنے کی ضرورت ہے جس میں غیر اخلاقی مواد نشر کرنے والے چینلز یا پلیٹ فارمز کے خلاف جرمانے اور لائسنس معطلی کے علاوہ اسے بند کرنا بھی شامل ہو۔
- ★ پیمرا(PEMRA) کو چاہیے کہ وہ جدید ٹیکنالوجی پر مبنی نگرانی کا ایسا نظام کرے جو نشر ہونے والے تمام مواد کو حقیقی وقت میں مانیٹر کرے اور ایک خصوصی ٹیم تشکیل دی جائے جو غیر اخلاقی مواد کی شناخت کرے اور فوری طور پر کارروائی کرے۔
- ★ پی ٹی اے کو چاہیے کہ جدید ذرائع ابلاغ پر رجسٹریشن کے لیے تربیت کو لازمی شرط کے طور پر شامل کرے۔
- ★ وزارت تعلیم کو چاہیے کہ نصاب میں جدید ذرائع ابلاغ کے استعمال اور اس کے اثرات سے متعلق مواد شامل کیا جائے اور طلبہ کو سائبر اخلاقیات اور ڈیجیٹل حقوق کے بارے میں معلومات فراہم کی جائیں۔

- ★ انفرادی سطح پر خود احتسابی، وقت کی منصوبہ بندی اور عمدہ صحبت اختیار کر کے جدید ذرائع ابلاغ کے منفی اثرات سے بچا جا سکتا ہے۔
- ★ والدین کو اپنے بچوں کی تربیت کی ذمہ داری کو شدید طور پر محسوس کرنا چاہیے۔ انہیں بچوں کی تربیت کے لیے وقت نکالنا چاہیے اور ان کی ترقی میں مستقل توجہ دینا ضروری ہے۔
- ★ گھر کا ماحول بچوں کی تربیت میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ گھر میں محبت، احترام اور نظم و ضبط کا ماحول قائم کریں۔ بچے جو کچھ دیکھتے ہیں، وہی سیکھتے ہیں، اس لیے والدین کو اپنے رویے میں بہتری لانے کی کوشش کرنی چاہیے۔
- ★ تربیت ایک مستقل اور صبر آزما عمل ہے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کے ساتھ صبر سے پیش آئیں اور ان کی غلطیوں کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ مستقل مزاجی سے تربیتی طریقے اپنائے جائیں تاکہ بچے ان عادات کو اپنا سکیں۔
- ★ جدید ذرائع ابلاغ کے استعمال کو متوازن رکھنا ضروری ہے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کو تعلیمی اور معلوماتی مواد تک رسائی فراہم کریں اور انہیں مثبت اور منفی پہلوؤں کے بارے میں آگاہ کریں۔
- ★ اساتذہ کو چاہیے کہ وہ طلباء کے ساتھ مضبوط تعلقات قائم کریں اور ان کی ذاتی اور تعلیمی رہنمائی میں مدد فراہم کریں۔ اس کے لیے انہیں طلباء کے خدشات کو سنیں، ان کی حوصلہ افزائی کریں اور انہیں تعلیمی اور اخلاقی کامیابی کی طرف رہنمائی دیں
- ★ تعلیمی ادارے طلبہ کی اخلاقی و دینی تربیت کر کے، تربیتی ورکشاپس کا انعقاد کر کے اور میڈیا لٹریسی کے ذریعے جدید ذرائع ابلاغ کو تعلیم و تربیت میں ممد و معاون بنا سکتے ہیں۔
- ★ حکومتی ادارے جدید ذرائع ابلاغ کے اسلامی پلیٹ فارمز کی معاونت کر کے اور مناسب قانون سازی کر کے معاشرے کو منفی اثرات سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔
- ★ Hate Speech کے خطرات اور اس کے سماجی اثرات کے بارے میں عوام کو آگاہ کرنے کے لیے تعلیمی اور سماجی مہمات چلائی جائیں۔ ان مہمات میں میڈیا، اسکولز، اور کمیونٹی گروپس کو شامل کیا جائے تاکہ برداشت، تنوع، اور مساوات کے اصولوں کو فروغ دیا جا سکے۔
- ★ Hate Speech کے خلاف سخت قوانین نافذ کیے جائیں اور ان پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے۔ ایسے مواد نشر کرنے والے افراد یا اداروں کے خلاف فوری قانونی کارروائی کی جائے، جس میں جرمانے اور سزا شامل ہوں۔

★ تعلیمی نصاب میں ایسے پروگرام شامل کیے جائیں جو طلباء کو تنقیدی سوچ، سماجی اور جذباتی تعلیم، اور بین الثقافتی مکالمے کی مہارتیں سکھائیں۔ یہ اقدامات طلباء کو Hate Speech کی پہچان کرنے اور اس کے خلاف مؤثر ردعمل دینے کے قابل بنائیں گے۔

★ سوشل میڈیا کمپنیوں کے ساتھ تعاون کیا جائے تاکہ Hate Speech کے مواد کی شناخت اور اسے ہٹانے کا نظام قائم کیا جاسکے۔ جدید ٹیکنالوجی کا استعمال کرتے ہوئے نفرت انگیز مواد کی نگرانی کو بہتر بنایا جائے۔

★ پاکستان میں الیکٹرانک کرائمز ایکٹ 2016 (PECA)ء کے تحت سوشل میڈیا پر غیر قانونی مواد کو روکنے کے لیے سخت قوانین موجود ہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ ان قوانین کا نفاذ مزید مضبوط کرے اور ان کے تحت کارروائی کو تیز کرے۔

★ حکومت نے سوشل میڈیا پر ناپسندیدہ مواد کو روکنے کے لیے ایک قومی فائر وال کا استعمال شروع کیا ہے۔ اس فائر وال کو مزید بہتر بنایا جائے تاکہ وہ مختلف انٹرنیٹ پروٹوکولز کے ذریعے نشر ہونے والے مواد کی نگرانی کر سکے اور اسے قابو میں رکھ سکے۔

★ **مجوزہ موضوعات:**

i جدید ذرائع ابلاغ کے اثرات کا جائزہ: پاکستان میں جدید ذرائع ابلاغ کے تعلیمی، سماجی اور ثقافتی اثرات کا جائزہ لینے کے لیے مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔ اس تحقیق میں ان اثرات کی نوعیت، شدت اور دوررس نتائج کا جائزہ لیا جائے۔

ii اسلامی تعلیمات پر مبنی مواد کی تیاری: جدید ذرائع ابلاغ کے لیے اسلامی تعلیمات پر مبنی مواد تیار کرنے کے جدید طریقوں پر تحقیق کی جائے۔ اس تحقیق میں ان طریقوں کی افادیت اور تاثیر کا جائزہ لیا جائے۔

iii آن لائن تعلیم کا فروغ: پاکستان میں آن لائن تعلیم کو فروغ دینے کے لیے مختلف ماڈلز اور طریقوں پر تحقیق کی جائے۔ اس تحقیق میں ان ماڈلز اور طریقوں کی کامیابی اور ناکامی کے عوامل کا جائزہ لیا جائے۔

ان تفصیلی نکات پر عمل کرکے پاکستان میں جدید ذرائع ابلاغ کو تعلیم اور تربیت کے مقاصد کے لیے بہتر طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے اور اس کے منفی اثرات کو کم کیا جاسکتا ہے۔

فہارس(Indexes)

- ❖ فہرست قرآنی آیات
- ❖ فہرست احادیث
- ❖ فہرست مصادر و مراجع

فہرست قرآنی آیات

نمبر شمار	آیت	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
1	غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ ----	الفاتحہ	7	128
2	قَالَ يَاآدَمُ أَنْبِئْهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ ---	البقرہ	33	44
3	رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ --	البقرہ	129	34
4	وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا--	البقرہ	143	201
5	وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ--	البقرہ	195	120
6	إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ ----	البقرہ	247	120
7	لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ	البقرہ	279	137
8	وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ --	ال عمران	72	171
9	مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ ---	ال عمران	79	34
10	وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ ---	ال عمران	104	58
11	كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ ---	ال عمران	110	168
12	إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا	النساء	1	158
13	وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَى ----	النساء	36	124
14	وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَهُمْ فِي -----	النساء	63	186
15	وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ ----	النساء	83	173
16	يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ ----	النساء	108	121،138

31	119	النساء	وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ ----	17
43	31	المائدہ	فَبَعَثَ اللَّهُ غُرَابًا يَبْحَثُ ----	18
73	48	المائدہ	فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ---	19
35	66	المائدہ	وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ --	20
35،60	67	المائدہ	يَاأَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ ---	21
190	79	المائدہ	كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ --	22
121	94	المائدہ	لِيَعْلَمَ اللَّهُ مَنْ يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ----	23
74	15	الانعام	قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ ---	50
67	141	الانعام	وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا ---	24
42	23	الاعراف	قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا ---	25
68	34	الاعراف	وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ فَإِذَا جَاءَ ----	26
32	96	الاعراف	وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَى آمَنُوا ---	27
5	145	الاعراف	وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ ---	28
29	157	الاعراف	الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ ---	29
10،62	60	الانفال	وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ ----	30
130	119	التوبہ	يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ ---	31
159	61	یونس	وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُو مِنْهُ--	32
36	63و64	یونس	الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ -----	33
158	24	یوسف	وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا أَنْ -----	34

35	وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا---	النحل	36	29،59
36	فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ ----	النحل	43	130
37	فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ ----	النحل	82	10
38	ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ ---	النحل	125	58
39	وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا	بنی اسرائیل	11	136
40	رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا	بنی اسرائیل	24	26
41	وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا	بنی اسرائیل	23	67
42	وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَى ----	بنی اسرائیل	29	76
43	وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ	بنی اسرائیل	64	152
44	الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا	الکہف	46	174
45	وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي -----	طہ	124	31
46	وَنَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً	الانبیاء	35	189
47	وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ	المومنون	3	122
48	يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا --	النور	21	131
49	قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ	النور	30	192
50	فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَنْ تُرْفَعَ ---	النور	36	183
51	رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا -----	النور	37	142
52	وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ	النور	54	5
53	وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا	الفرقان	72	122

26	18	الشعراء	قَالَ أَلَمْ نُرَبِّكَ فِينَا وَلِيدًا	54
122	55	القصص	وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ	55
43	21	الاحزاب	لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ ----	56
182	33	الاحزاب	وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ----	57
159	52	الاحزاب	وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ رَقِيبًا	58
143	58	الاحزاب	وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ ---	59
127	70	الاحزاب	يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا ---	60
160	20	فصلت	حَتَّى إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ ----	61
127	6	الحجرات	يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ --	62
140،166	12	الحجرات	يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا --	63
158	16	ق	وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ	64
159	18	ق	مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا ---	65
30	56	الذاريات	وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ -----	66
137	4	الحديد	وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ -----	67
5	2	الجمعه	هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ ---	68
29	5	الجمعه	مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ---	69
32	1	الطلاق	وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يَتَعَدَّ--	70
175	6	التحريم	يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ ---	71
158	13	الملک	وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ ---	72

73	وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ	المدثر	45	75
74	وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ	الانفطار	10	160
75	أَلَمْ نَجْعَلْ لَهُ عَيْنَيْنِ ---	البلد	8	44
76	وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا ---	الشمس	7	189
77	وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى ---	الیل	1	122
78	وَالضُّحَى ---	الضحی	1	122
79	وَالْعَصْرِ---	العصر	1	69
80	وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُمَزَةٍ	الهمزه	1	122
81	مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ---	الناس	4	161

فہرست احادیث

نمبر شمار	متن حدیث	مصدر	صفحہ نمبر
1	احْفَظِ اللَّهَ يَحْفَظْكَ، احْفَظِ اللَّهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ	جامع ترمذی	138
2	إِذَا قَالَ الرَّجُلُ: هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ أَهْلَكُهُمْ	صحیح مسلم	75
3	اغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ: شَبَابَكَ قَبْلَ هِرَمِكَ،	مستدرک حاکم	141
4	أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ، أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ،	صحیح مسلم	10
5	إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ القِيَامَةِ المصَوِّرُونَ	صحیح بخاری	148
6	إِنَّ العَبْدَ إِذَا أَخْطَأَ خَطِيئَةً نُكِتَتْ	جامع ترمذی	73
7	أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِقَوْمٍ يُلَقِّحُونَ،	صحیح مسلم	177
8	إِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا	صحیح بخاری	70
9	إِنَّكَ لَتَصُومُ الدَّهْرَ، وَتَقُومُ اللَّيْلَ	صحیح بخاری	70
10	إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ صَالِحَ الْأَخْلَاقِ	مسند احمد	31
11	إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ القُرْآنِ، كَمَثَلِ صَاحِبِ الإِبِلِ المعَقَّلَةِ	صحیح بخاری	160
12	أَنَّهُ قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ المشْرِقِ فَخَطَبَا	صحیح بخاری	65
13	أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ،	صحیح بخاری	147
14	أُولَئِكَ قَوْمٌ إِذَا مَاتَ فِيهِمُ العَبْدُ الصَّالِحُ	صحیح بخاری	148
15	إِيَّاكُمْ وَالجُلُوسَ عَلَى الطُّرُقَاتِ،	صحیح بخاری	68
16	بَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ	صحیح مسلم	164
17	الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي نَفْسِكَ	صحیح مسلم	28

144	صحیح مسلم	تَكُفُّ شَرَّكَ عَنِ النَّاسِ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ	18
139	صحیح بخاری	الحَلاَلُ بَيِّنٌ، وَالحَرَامُ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ	19
131	صحیح مسلم	الْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ	20
148	مسند احمد	سَمِعْتُ رَجُلًا فِي سُوقِ عُكَاظٍ يَقُولُ	21
192	صحیح بخاری	كَانَ الفَضْلُ رَدِيفَ النَّبِيِّ ﷺ فَجَاءَتِ امْرَأَةٌ	22
130	صحیح مسلم	كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ	23
141	جامع ترمذی	لَا تَزُولُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ القِيَامَةِ حَتَّى يُسْأَلَ	50
132	سنن ابوداود	لَا تُشَدِّدُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَيُشَدَّدَ عَلَيْكُمْ	24
143	سنن ابوداود	لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يُرَوِّعَ مُسْلِمًا	25
138	ابن ماجہ	لَأَعْلَمَنَّ أَقْوَامًا مِنْ أُمَّتِي يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحَسَنَاتٍ	26
163	صحیح بخاری	لَوْ أَنَّ امْرَأً اطَّلَعَ عَلَيْكَ بِغَيْرِ إِذْنٍ	27
71	صحیح بخاری	لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيًا مِنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ	28
61	مسند احمد	لَيَبْلُغَنَّ هَذَا الْأَمْرُ مَا بَلَغَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ	29
140	جامع ترمذی	لَيْسَ المُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ وَلَا الفَاحِشِ	30
162	صحیح بخاری	مَا بَعَثَ اللَّهُ نَبِيًّا إِلَّا رَعَى الغَنَمَ	31
72	صحیح بخاری	مَرَّ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ لرَجُلٍ عِنْدَهُ	32
9	جامع ترمذی	المسْلِمُ إِذَا كَانَ يُخَالِطُ النَّاسَ وَيَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ	33
128	سنن ابوداود	مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ	34
122	صحیح بخاری	مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ	35

36	من غش فليس مني	صحیح مسلم	127
37	الْمُؤْمِنُ الَّذِي يُخَالِطُ النَّاسَ، وَيَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ	سنن ابن ماجہ	125
38	الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنَ	صحیح مسلم	120
39	نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ	صحیح بخاری	119
40	وَالمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ	صحیح بخاری	175
41	وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ	صحیح بخاری	143،164
42	وَكَانَ يَنْهَى عَنْ قِيلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ	صحیح بخاری	75
43	وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَاليَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا	صحیح بخاری	141
44	وَنَجْعَلُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ العِهْنِ	صحیح بخاری	149
45	وَيْحَكَ، إِنْ أَبَيْتَ إِلَّا أَنْ تَصْنَعَ،	صحیح بخاری	148
46	وَيْلٌ لِلَّذِي يُحَدِّثُ بِالحَدِيثِ لِيُضْحِكَ بِهِ القَوْمَ	جامع ترمذی	72

فہرست مصادر و مراجع(Bibliography)

❖ القرآن الکریم۔

عربی مصادر

ابن حنبل، احمد بن حنبل، مُسند الامام احمد بن حنبل (ریاض: دار السلام، 1434ھ)

ابن قیم، محمد بن ابی بکر شمس الدین الجوزی۔ مدارج السالكين بين منازل إياك نعبد و إياك نستعين (بیروت، دار الکتب العربی)

ابن قیم، محمد بن ابی بکر شمس الدین الجوزی، الجواب الكافي لمن سأل عن الدواء الشافي (دمشق، دار المعرفہ، 1997ء)

ابن قیم، محمد بن ابی بکر شمس الدین الجوزی، زاد المعاد في هدي خير العباد (کویت، مکتبہ المنار الاسلامیہ، 1415ھ)

ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید الربعی القزوینی، سنن ابن ماجه (ریاض: دار السلام 1420ھ)

ابو داود، سلمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد ازدی سجستانی، سنن ابی داود (ریاض: دار السلام 1430ھ)

امام حاکم، ابو عبد اللہ نیشاپوری، المستدرك على الصحيحين (بیروت دار الکتب العلمیہ، 1411ھ)

بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ، الجامع الصحيح (ریاض: دار السلام 1412ھ)

ترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی بن سورہ بن موسی بن ضحاک بن سلمی، السنن الترمذی (ریاض: دار السلام 1412ھ)

الجصاص، احمد بن علی ابو بکر الرازی الحنفی، احکام القرآن (بیروت: دار احیاء التراث 1405ھ)

الغزالی، أبو حامد محمد بن محمد الغزالي الطوسي (المتوفی: 505ھ)، إحياء علوم الدين (بیروت، دار المعرفہ)

القرطبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد، الجامع الاحکام القرآن، (مصر، دار الکتب)

مسلم، ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم قشیری نیشاپوری، "المسند الصحيح" (ریاض: دار السلام 1421ھ)

نسائی، ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی ابن سنان، سنن النسائی (ریاض: دار السلام 1420ھ)

ابن فارس، احمد بن فارس، معجم مقاييس اللغة (بیروت، دارالکتب العلمیہ، 1990)

الافریقی، جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور، (ت: 711ھ)، لسان العرب (لبنان، بیروت، دار صادر، طبع الثالثہ /1414ھ)

راغب اصفہانی۔ ابوالقاسم الحسین بن محمد، المفردات في غريب القرآن (دار القلم، بیروت، دمشق، طبع اول 1412ھ)

الزبیدی، محمد بن محمد بن عبد الرزاق الحسینی، (ت: 1205ھ)، **تاج العروس من جواهر القاموس**، (بیروت، دار الفکر، 1414ھ)

عبد الباقی، محمد فواد، **المعجم المفرس لالفاظ القرآن الکریم** (تہران، انتشارات حر، 1387ھ)

الموسوعة الفقهية الكويتية: (الكويت ،وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية ، طبع الثانیہ /1404ھ)

اردو مصادر

ابو الفضل، مولنا عبد الحفیظ بلیاوی، **مصباح اللغات** (لاہور، مکتبہ قدوسیہ، 1999ء)

ابو حمزہ، عبد الخالق صدیقی، **"اربعین حقوق والدین واولاد"** (لاہور، انصار السنہ پبلیکیشنز)

اردو لغت (کراچی، اردو بورڈ، 1977ء)

ارم سلطانہ، **"اسلام کا تصور تربیت"**، البصیرۃ جلد 1، شمارہ 2 (2012ء)

آسی، غلام حیدر، "علامہ **اقبال کا نظریہ تعلیم وتربیت**"، (لاہور، ادارہ تحقیقات اسلامیہ)

آصف جاوید، **"طبقاتی نظام تعلیم، طبقاتی نصاب اور تعلیم کی زبوں حالی"** روزنامہ نیا زمانہ، 17 نومبر 2016

اصلاحی، امین احسن، **تدبر القرآن** (لاہور، فاران فاونڈیشن، 2009ء)

افضل حسین، **فن تعلیم وتربیت**، (اسلامک پبلیکیشنز، لاہور) س ن

اقراء خالد، **"سماجی روابط کی ویب سائٹس اور اسلامی تعلیمات"**

برق، ڈاکٹر غلام جیلانی، **یورپ پر اسلام کے احسان** (لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز لمیٹڈ)

بھٹوی، حافظ عبد السلام بن محمد، **تفسیر القرآن الکریم**(دار الاندلس لاہور، جولائی 2013)

پروفیسر، سید عبد المالک آغا، **"اسلام اور جدید میڈیا"**، القلم، جلد۔، شمارہ۔(2014ء)

تحریم سعید، محمد حسیب، **"عصر حاضر میں تربیت کی راہ میں حائل رکاوٹیں: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان کا حل"**

تفسیر عباس، **"درس گاہ صفہ کا نظام تعلیم وتربیت"**(لاہور، زاویہ پبلیشرز،2014ء)

جویریہ رحمان، **"سوشل میڈیا کا کردار اور پاکستانی معاشرے پر اس کے اثرات، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ"**، (مقالہ برائے ایم فل، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد،2014ء)

حافظ محمد ثانی، **"عہد نبوی کے نظام تعلیم وتربیت میں صفہ اور اصحاب صفہ کا کردار"**

حقانی، ابو محمد عبد الحق دہلوی، **تفسیر فتح المنان**(کراچی، میر محمد کتب خانہ)

حنا سجاد، محمد ہمایوں عباس شمس، **"کردار سازی کے عناصر"**(مسلم مفکرین کی آراء کا جائزہ)، نور معرفت

، جلد 11، شمارہ 4(2020ء)

ڈاکٹر حافظ محمد سلیم، **"اسوہ رسول ﷺ اور طریق تعلیم وتربیت"**

ڈاکٹر خدیجہ عزیز، **"مغرب میں اسلام فوبیا کے فروغ کے لئے مستعمل ذرائع (الیکٹرانک میڈیا) اوران کے اثرات"**، بر جس،

جلد 1، شمارہ 1(جون 2014ء)

ڈاکٹر سید محمد انور، **"میڈیا اسلام اور ہم"**(اسلام آباد، ایمل پبلیکیشنز2016ء)

ڈاکٹر عطاء الرحمن، **"نوجوانوں میں تعلیم وتربیت کے فقدان کا تدارک اور سدباب سیرت طیبہ کی روشنی میں"**، راحۃ

القلوب، جلد2، شمارہ 1(2018ء)

ڈاکٹر محمد امین، **"نبی اکرم کا منہاج تربیت"**(سیرت نگاری کے فرموش شدہ گوشے)"

ڈاکٹر، گوہر مشتاق، **"ایک آنکھ والا دجال"**(لاہور، اذان سحر پبلی کیشنز،2012ء)

ڈاکٹر، گوہر مشتاق، **"تزکیہ نفس اسلام اور جدید علم نفسیات کی روشنی میں"**(لاہور، اذان سحر پبلی کیشنز،2012ء)

ڈاکٹر، گوہر مشتاق، **"دجالی دور اور مسلم خواتین"**(لاہور، اذان سحر پبلی کیشنز،2013ء)

ڈاکٹر، گوہر مشتاق، "**دجالی دور اور مسلم نوجوان**" (لاہور، اذان سحر پبلی کیشنز، 2013ء)

ڈاکٹر، گوہر مشتاق، "**معرکہ روح وبدن**" (لاہور، اذان سحر پبلی کیشنز، 2012ء)

ڈاکٹر، مطیع اللہ باجوہ، "**ابلاغ کا اسلامی تصور اور عہد حاضر کے معاشرتی تقاضے**"، القلم، جلد۔ شمارہ۔ (2016ء)

ڈاکٹر، اسرار احمد، تفسیر بیان القرآن (لاہور، قرآن اکیڈمی، 2008)

ڈاکٹر، عبد الغنی فاروق، **مکافات عمل** (لاہور، بیت الحکمت، 2019ء)

ڈاکٹر، محمد امین، **ہمارا تعلیمی بحران اور اس کا حل چند نظریاتی مباحث**، (لاہور، ادارہ مطبوعات طلبہ، طبع 2010)

ڈاکٹر، ملک غلام مرتضی، **تفسیر انوار القرآن** (لاہور، ملک سنز، 1996ء)

ڈاکٹر، نور حیات، "**دور جدید میں میڈیا کی ضرورت واہمیت اور حقیقت احوال**"، البصیرۃ جلد 2، شمارہ 4 (2013ء)

سید احمد دہلوی، **فرہنگ آصفیہ** (لاہور، مکتبہ حسن سہیل)

سید رضوان نقوی، شاہ محمد حسنین، "**تعلیم وتربیت کے بنیادی اصول** (علامہ جواد آملی کی نظر میں)"، نور معرفت

، جلد 10، شمارہ 3 (2019ء)

سید علی جواد ھمدانی، "**اسلامی اور مغربی تعلیم وتربیت کے فلسفی مبانی**"، نور معرفت

سید، قطب شہید، فی ظلال القرآن (لاہور، ادارہ منشورات اسلامی، طبع 1997ء)، مترجم سید معروف شیرازی

سید رمیز الحسن موسوی، **تعلیم وتربیت کی اہمیت** (افکار امام خمینی کی روشنی میں)"، نور معرفت

سیدہ تسنیم زہرہ، فدا حسین عابدی، "**اسلامی تعلیم وتربیت روشیں**"، نور معرفت، جلد 11، شمارہ 3 (2020ء)

شیرازی، صدر الدین، "**اسفار اربعہ**"، جلد اول (مترجم: سید مناظر احسن گیلانی) جامعہ عثمانیہ سرکار عالی۔ حیدر آباد دکن

1941ء

صاعقہ گلناز، "**بچوں کی تعلیم وتربیت میں سماجی عوامل کا کردار واثرات، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ**"، (مقالہ برائے ایم فل، نمل، اسلام آباد، 2021ء)

صدیقی، ڈاکٹر اسلم، **تفسیر روح القرآن** (لاہور، ادارہ ھدی للناس، 2010)

عبد القیوم، "**علم وتربیت کا باہمی ربط و تعلق**: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ"، الایضاح، جلد۔، شمارہ۔(2011)

عبد المہیمن، سلطان سکندر، "**تعلیمات رسول ﷺ کی روشنی میں ذرائع ابلاغ کا کردار اور ذمہ داریاں: تحقیقی مطالعہ**"

عبد الوہاب حجازی، **اسلامی تربیت**، (بنارس، ادارہ البحوث الاسلامیہ، 2007ء)

غزالی، ابو حامد محمد بن محمد غزالی شافعی، **احیاء العلوم** (لاہور، ادارہ اسلامیات، 2006ء)، مترجم مولانا ندیم الوجدی

غلام مرتضی انصاری، قیصر عباس جعفری، "**تعلیم وتربیت میں جسمانی سزا** (اسلامی فقہ کی روشنی میں)"، نور معرفت، جلد10، شمارہ3(2019ء)

قادری، ڈاکٹر محمد طاہر، "**بچوں کی تعلیم وتربیت اور والدین کا کردار**" (لاہور، منہاج القرآن، 2017ء)

کریم داد، ممتاز خان، "**بچوں کی نفسیاتی تربیت: اسلامی تعلیمات کے تناظر میں**"، ایکٹا اسلامیکا، جلد3، شمارہ2(2015ء)

کیرانوی، **الجدید القاموس الاصطلاحی** عربی-اردو (کراچی، دار الاشاعت 1987ء)

کیلانی، مولانا عبد الرحمن، **تفسیر تیسیر القرآن** (لاہور، مکتبہ السلام، 1432ھ)

لوئس معلوف الیسوعی، **المنجد**، (کراچی، دار الاشاعت، 1967ء)، مترجم (مفتی شفیع، پروفیسر عبد الرزاق و دیگر علماء دیوبند)

محب رضا، "**تربیت، لغوی مفہوم اور خصوصیات**"، نور معرفت، جلد10، شمارہ3(2019ء)

محسنہ منیر، "**اسلامی تصور علم میں تربیت کی اہمیت**"، القلم شمارہ نمبر16(2011ء)

محمد عبد اللہ، طاہرہ بشارت، "**تربیت انسانی میں قرآن کا کردار**"، القلم شمارہ نمبر16(2011ء)

محمد اویس اسماعیل، "**ابلاغ عامہ کے حوالے سے اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کا تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ**" (مقالہ برائے ایم فل، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد)

محمود الحسن چنڑ، عزیز الرحمن سیفی، "**تعلیم وتربیت اور معلم کا مقام و مرتبہ**"، مجلہ اصول دین، جلد1، شمارہ1(2017ء)

مسٹر عبد المنان، ڈاکٹر ریاض احمد سعید، "**ذرائع ابلاغ کے اصول وضوابط، پیمرا کے مذہبی اور سماجی اقدار سے متعلقہ قوانین کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تجزیہ**" الثقافۃ الاسلامیہ، شمارہ نمبر43(جون2020ء)

مصباحی، محمد طفیل احمد، "**موبائل فون کے ضروری مسائل**"، (فلاح ریسرچ فاونڈیشن)

مفتی، محمد شفیع، **تفسیر معارف القرآن**(کراچی: مکتبہ معارف القرآن2008ء)

مقدر عباس، **"انسان کی اخلاقی تربیت میں معرفت اور رجحان کا تعامل"** ،نور معرفت، جلد12، شمارہ1(2021ء)

مودودی، سید ابوالاعلیٰ، **دعوت اسلامی اور اس کے مطالبات**،(اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، 1998)

مولوی، فیروزالدین، **"فیروزاللغات** اردو **جامع"**(لاہور، فیروز سنز، 1964ء)

میاں، محمد جمیل، **فہم القرآن**،(لاہور، ابوہریرہ اکیڈمی2014ء)

نجاح شوشتہ، **"سوشل میڈیا اور معاشرتی نظام میں انتشار"** ترجمان القرآن(ستمبر2021ء)، مترجم محمد عبد اللہ

ندوی، سید سلیمان، **خطابت مدراس**(لاہور، ادارہ مطبوعات طلبہ ذیلدار پارک اچھرہ1995ء)

ندوی، سید محمد واضح رشید، **"نظام تعلیم وتربیت اندیشے، تقاضے اور حل"**(انڈیا، لکھنو، دارالرشید، 2013ء)

ندوی، مولانا نذرالحفیظ، **"سیکولر میڈیا کا شر انگیز کردار"**(لاہور، عوامی میڈیا واچ کمیٹی)

نسیم سحر صمد، **"اجتماعیت اور فرد کی فکری تربیت"**

یوسفی، ریحان احمد، **"انٹرنیٹ اور ہمار معاشرہ"**

ندوی، مجیب الرحمن عتیق، **"معلم انسانیت کا نظام تعلیم وتربیت"**(انڈیا، لکھنو، 2017ء)

فرزانہ شاہین، ڈاکٹر سید باچا آغا، **"ذرائع ابلاغ کے معاشرے پر منفی اثرات"**، راحۃ القلوب، جلد1، شمارہ2(2017ء)

English Sources

- Andreas M. Kaplan and Michael Haenlein “social media: back to the roots and back to the future” Journal of Systems and Information Technology, Vol. 14 No. 2, 2012, Emerald Group Publishing Limited
- Annual Report 2022, Pakistan Telecommunication authority, P-69
- Cambridge Advanced Learner's Dictionary - 4th Edition supervision n © Cambridge University Press 2013.

- COVID-19 in Pakistan: A Phone Survey to Assess Education, Economic, and Health-Related Outcomes (CGD Policy Paper No. 188 Published on October 2020)
- Iqbal, S., Zakar, R. & Fischer, F. Predictors of parental mediation in teenagers' internet use: a cross-sectional study- of female caregivers in Lahore, Pakistan. BMC Public Health 21, 317 (2021).
- Kirpatrick, David. The Facebook Effect: The Inside Story of the Company That Is Connecting the World. Simon & Schuster, 2011.
- Michael Cross,John Sammons, "The Basics of Cyber Safety" Amsterdam,Elsevier,2017,Chapter 10,201-202
- Muhammad Tayyeb Nadeem ,Muhammad Ajmal Farooq, "Exploring The Impact Of Social Media On Muslims: An Islamic Perspective", Abḥāth, Vol 7,No 26,(2022)
- Muqqadas Rehman, Khansa Irem, Muhammad Ilyas ," Social Media: A Prospective or a Dilemma The case of Pakistan", (International Journal of Management Research and Emerging Sciences, Volume 4 issue1 2014)
- Sheikh Adnan Ahmeed Usmani, Muhammad Shahzad," Sharing/Spreading Non-Verified Information On Social Media In The Light Of Quran And Sunnah", The Islamic Culture, No 43,(2020)
- Tariq, Waqas & Mehboob, Madiha & Khan, M. & Ullah, Fasee. (2012). The Impact of Social Media and Social Networks on Education and Students of Pakistan. IJCSI International Journal of Computer Science Issues. 9-
- W.Akram, R.Kumar,A Study on Positive and Negative Effects of Social Media on Society ,JCSE (International Journal Of Computer Sciences And Engineering · March 2018)

Websites:

- http://www.pcmag.com
- https://alhudaonline.org
- https://bayyinahtv.com
- https://binoria.org
- https://books.google.com
- https://buffer.com
- https://cyberbullying.org
- https://datareportal.com
- https://developers.google.com
- https://digitalrightsfoundation.pk
- https://doi.org
- https://edtechmagazine.com
- https://education.minecraft.net
- https://elearningindustry.com
- https://gallup.com.pk
- https://inspace.chat
- https://jang.com.pk
- https://kahoot.
- https://moib.gov.pk
- https://moitt.gov.pk
- https://muftimenk.com
- https://nayadaur.tv
- https://paa.com.pk
- https://pemra.gov.pk
- https://penntoday.upenn.edu
- https://pib.gov.in

- https://play.google.com
- https://pll.harvard.edu/catalog
- https://profiletree.com
- https://rekhtadictionary.com
- https://sproutsocial.com
- https://stem.org.pk/
- https://tanzeemulmadaris.com
- https://wearesocial.com
- https://www.aera.net
- https://www.apa.org
- https://www.arts.gov
- https://www.commonsense.org
- https://www.coursehero.com
- https://www.coursera.org
- https://www.davidpublisher.com
- https://www.duolingo.com
- https://www.edsurge.com
- https://www.edweek.org
- https://www.fosi.org
- https://www.globalmediajournal.com
- https://www.gutenberg.org
- https://www.hec.gov.pk
- https://www.hootsuite.com
- https://www.indeed.com
- https://www.khanacademy.org/
- https://www.marxist.pk
- https://www.meltwater.com
- https://www.mooc.org

- https://www.oecd.org
- https://www.pbs.gov.pk
- https://www.pewresearch.org
- https://www.princetonreview.com
- https://www.pta.gov.pk
- https://www.qs.com
- https://www.researchgate.net
- https://www.reuters.com
- https://www.sciencedirect.com
- https://www.smartinsights.com
- https://www.sprinklr.com
- https://www.statista.com
- https://www.teachthought.com
- https://www.techtarget.com
- https://www.unesco.org
- https://www.unicef.org
- https://www.youtube.com
- https://www.zoho.com